سیرت وسوانح

حضرت سید عبدالرزاق گیلانی

المعروف داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

موسومہ بہ تاریخ قادریّت

تاریخ • تجزیہ • تنقید • تحقیق

مؤلف ومصنف: سید سیّد علی ثانی جیلانی

Marfat.com

سیرت وسوانح

حضرت سید عبدالرزاق گیلانی

المعروف داتا شاہ چراغ لاہوریؒ

موسومہ بہ تاریخ قادریّت

تاریخ = تجزیہ = تنقید = تحقیق

دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق

مؤلف ومصنف

سید سیّد علی ثانی جیلانی

ادارہ صوتِ ہادی شیخو شریف، اوکاڑہ

Marfat.com

۲۹۷.۷۹۳
ع 36 ع
۱۲۴۳۸۹

جملہ حقوق بحق ادارہ صوتِ ہادی محفوظ ہیں

نام کتاب	:	سیرت وسوانح سید عبدالرزاق شاہؒ چراغ
نام مصنف	:	سید سیّد علی ثانی جیلانی
شرف اشاعت	:	سید افضال حسین گیلانی
کمپوزنگ	:	محمد عباس قادری
مطبع	:	بی پی ایچ پرنٹرز، لاہور

تاریخ اشاعت: ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ/ 18 فروری 2014ء

برائے رابطہ

سیّد سید علی ثانی گیلانی............0300-6904721

پیر سید رفاقت علی شاہ..........0300-9548082

Web,ID : www.shakhushareef.com

E-mail : shakhusharif@ yahoo.com

قارئین کرام......! جہاں پہ کوئی لفظی یا معنوی غلطی محسوس کریں، تو براہِ کرم مطلع فرمائیں۔ شکریہ۔

Marfat.com

انتساب :

برادرم پیر طاہرِ حسین قادری منگانوی دام ظلہٗ

..........کے شوقِ فروزاں کے نام!

(ثانی جیلانی)

Marfat.com

شد است سینۂ ظہوری پُر از محبت یار
برائے کینہ اغیار در دلم جا نیست

Marfat.com

فہرس

باب اوّل

سلسلہ قادریہ ومشائخ قادریہ

فصل اوّل:

(حضرت داتا شاہ چراغ کا سلسلہ تصوف)

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	پہلی فصل......حضرت داتا شاہ چراغ کا سلسلہ تصوف اور اسکے متعلقات	32
2	تعارف سلسلہ قادریہ	32
3	نشاۃ سلسلہ قادریہ	33
4	مشائخ قادریہ ہندوستان میں	34
5	اثرات سلسلہ قادریہ	36
6	تعلیمات سلسلہ قادریہ	37
7	خانقاہی تربیت کے اصول	41
8	تحریکات سلسلہ قادریہ	43
9	ثمرات سلسلہ قادریہ	45

Marfat.com

فصل دوم:

(حضرت داتا شاہ چراغ کا سلسلہ طریقت)

10	دوسری فصل......داتا شاہ چراغ کا سلسلہ طریقت اور اسکے متعلقات	49
11	سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	49
12	سیّدنا حسن مجتبیٰ علیہ السلام	50
13	سیّدنا اِمام حسین علیہ السلام	51
14	سیّدنا اِمام علی بن حسین علیہ السلام	53
15	حضرت حسن البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	54
16	حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ	54
17	حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ	55
18	سیّدنا اِمام محمد الباقر بن علی (اوسط) علیہ السلام	56
19	سیّدنا اِمام جعفر بن محمد علیہ السلام	57
20	سیّدنا اِمام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام	60
21	سیّدنا اِمام علی رضا بن موسیٰ کاظم علیہ السلام	61
22	حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ	62
23	حضرت سرّی سقطی رضی اللہ عنہ	63
24	حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ	64
25	حضرت ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ	65
26	حضرت عبدالواحد رضی اللہ عنہ	66

Marfat.com

27	حضرت محمد طرطوسی رضی اللہ عنہ	67
28	حضرت علی الھکاری رضی اللہ عنہ	67
29	حضرت مبارک مخرّمی رضی اللہ عنہ	68
30	محبوب سبحانی حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ	69
31	سیّد سیف الدین عبدالوہاب قدس اللہ سرہ	73
32	سیّد صفی الدین عبدالسلام صوفی قدس اللہ سرہ	73
33	سیّد احمد گنج بخش قدس اللہ سرہ	74
34	سیّد نورالدین مسعود گیلانی قدس اللہ سرہ	74
35	سیّد ضیاء الدین علی گیلانی قدس اللہ سرہ	75
36	سیّد شرف الدین حسن شاہ میر میراں قدس اللہ سرہ	75
37	حضرت شمس الدین سیّد محمد قدس اللہ سرہ	75
38	سیّد محمد غوث اچوی قدس اللہ سرہ	76
39	بیت وخلافت	76
40	بیعت روحی	77
41	بشارت غوثیہ سے فتح یاب ہونا	77
42	تصنیفات عالیہ	78
43	حضور کے فرمودہ بعض عملیات	79
44	خلفائے حضرت بندگی سیّد محمد غوث گیلانیؒ	79
45	**مخدوم سیّد عبدالقادر ثانی قدس اللہ سرہ**	82

Marfat.com

82	خلفاء وسلاسل	46
82	آپکے خلفاء میں	47
83	ملفوظات عالیہ	48
84	کشف وکرامات	49
84	اوراد ووظائف	50
85	**سیّد محمد غوث بالا پیر قدس الله سره**	51
86	کشف وکرامات	52
88	آپ کے اساتذہ وشیوخ	53
88	ہم عصر مشائخ کرام	54
89	ہمنام مشائخ کرام	55
89	خلفاء وسلاسل	56
89	آپ کے خلفاء تلامذہ	57
90	**سیّد عبد القادر الثالث قدس الله سره**	58
90	ہم عصر مشائخ کرام	59
91	ہم نام مشائخ کرام	60
91	کلمات طیبات	61
92	کارنامے	62
94	سیّد عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ	63
95	سیّد زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ	64

Marfat.com

باب دوم

حالات آباءواجداد کرام

فصل اوّل:

(اس فصل میں داتا شاہ چراغ لاہوریؒ کے آباء واجداد کرام کے حالات درج کیے گئے ہیں۔)

65	پہلی فصل ......حضرت شاہ چراغ کے آباءواجداد کرام کے متعلقات	97
66	تاریخی حیثیت	99
67	اُچ..........لاہور	99
68	ستگھرہ.......... ہندوستان کی حالت	101

فصل دوم:

(آباءکرام کے حالات، مختصراً)

69	دوسری فصل...... آباءکرام کے حالات کے متعلقات	106
70	حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	106
71	حضرت سیّدنا حسن مجتبیٰ علیہ السلام	107
72	حضرت سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ	108
73	حضرت سیّد عبداللہ المحض رضی اللہ تعالیٰ عنہ	108
74	حضرت سیّد موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ	110
75	حضرت سیّد عبداللہ الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	110

Marfat.com

76	حضرت سیّد موسیٰ الثانی علیہ الرحمۃ والسلام	111
77	حضرت سیّد داؤد علیہ الرحمۃ والسلام	111
78	حضرت سیّد محمد مورث علیہ الرحمۃ والسلام	112
79	حضرت سیّد یحیٰ الزاہد قدس سرہ	112
80	حضرت سیّد عبداللہ الثالث قدس سرہ	113
81	حضرت سیّد ابو صالح موسیٰ جنگی دوست قدس اللہ سرہٗ	113
82	محبوب سبحانی السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ	114
83	سیّد سیف الدین عبدالوہاب گیلانی	115
84	سیّد عبدالسلام صفی الدین صوفی گیلانی	117
85	سیّد ابو العباس احمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	119
86	سیّد مسعود گیلانی قدس اللہ سرہ	120
87	سیّد علی گیلانی قدس اللہ سرہ	121
88	سیّد حسن شاہ میر میراں قدس اللہ سرہ	121
89	حضرت سیّد محمد شمس الدین قدس اللہ سرہ	122
90	محبوب سبحانی حضرت بندگی سیّد محمد غوث گیلانی اوچویؒ	123
91	شجرۂ نسب	123
92	نام ولقب	124
93	ولادت	124
94	اقامت لاہور	125

Marfat.com

95	قیام ناگور	125
96	سیاحت	125
97	سفر بغداد شریف	125
98	بشارت غوثیہ	125
99	ملتان آمد	125
100	علمی مناظرہ	126
101	سکونت اُچ	127
102	فضائل وکمالات	128
103	ازواج محترمات	128
104	اولاد امجاد	129
105	تاریخ وصال ومدفن حضرت بندگی سیّد محمد غوث گیلانیؒ	130
106	سیّدنا عبدالقادر ثانی اوچوی	131
107	القابات وخطابات	132
108	ولادت ووفات	132
109	ازواج واولاد	132
110	راہ سلوک	134
111	دوسری روایت	135
112	بادشاہوں کی درباداری سے نفرت	135
113	کشف وکرامات	140

Marfat.com

114	اولاد امجاد	141
115	ذکر فرزند اکبر حضرت سیّد زین العابدین شہید ناگور	141
116	ولادت باسعادت	142
117	ازواج و اولاد	142
118	شہادت	142
119	ناگور کی مزید تحقیق	146

(حضرت داتا شاہ چراغ کے پیر دادا......اور سلطنت عالیہ قادریہ لاہور کے معمار اوّل)

حضرت سید محمد غوث بالا پیر ستگھروی قدس اللہ سرہ

120	منقبت	149
121	نام ونسب	150
122	تاریخ ولادت	150
123	سلسلہ نسب	150
124	بچپن ولڑکپن	151
125	سیر وسیاحت	151
126	قیام لاہور، اور تزویج اوّل	151
127	کشف وکرامات	152
128	مخدوم ثانی کی رحلت	154
129	تزویج دوم	154
130	بادشاہوں کی درباداری سے نفرت	154

Marfat.com

131	اولادِ سیدنا محمد غوث بالا پیر	155
132	قیام سنگھرہ	155
133	رحلت وصال	156
134	مزار پرانوار	156
135	عرس شریف	157
136	مزار شریف کے انوار	158
137	**سیّد عبدالقادر الثالث**	158
138	نام ونسب	158
139	ولادت	159
140	بچپن کے واقعات	159
141	حالت یتیمی	160
142	ازواج واولاد	161
143	اولاد	162
144	کرامات	162
145	صاحبزادی سیدۃ فاطمہ	163
146	وداع ووصال	163
147	**سیّد عبدالوھاب بن عبدالقادر الثالث**	163
148	نام ونسب	164
149	ولادت باسعادت	164

Marfat.com

150	بچپن کے حالات	164
151	سیر و سیاحت	165
152	ازواج و اولاد	165
153	وصال	165
154	کلمات طیبات	166
155	جدّی کرسی	167
156	منظوم شجرہ (فارسی)	167
157	منقبت	174

باب سوم

حالات حضرت والا

سیّدنا عبدالرزاق گیلانی المشہور داتا شاہ چراغ لاہوریؒ

فصل اوّل:

(اس فصل میں تمہید اور اس دور کا تاریخی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔)

158	پہلی فصل ..... تمہید اور اس دور کے متعلقات	175
159	آپ کا مبارک دور..... اور مسکن اولیاء و صلحاء، عروس البلاد، مدینۃ العلم والادب، لاہور.....!	175
160	تاریخی تجزیہ	176

Marfat.com

فصل دوم:

(اس فصل میں متقدمین مصنفین اور انکے تذکروں کا جائزہ لیں گے، جو حضرت داتا شاہ چراغ لاہوریؒ کے احوال سے متعلق بنیادی مأخذ اور مصادر کا درجہ رکھتے ہیں)

161	دوسری فصل ...... متقدمین، مصنفین اور حضرتؒ کے احوال کے متعلقات	178
162	عین التصوف	178
163	خزینۃ الأصفیاء	180
164	بزرگان لاہور	182
165	خطۂ پاک اُوچ	185
166	اولیائے لاہور	186
167	شاہ چراغ گیلانی	186
168	لاہور میں اسلام کے سفیر (عہد غزنوی سے قیام پاکستان تک)	190
169	حضرت سیّد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ	190
170	تاریخ لاہور	193
171	مقبرہ سید شاہ چراغ گیلانی	193
172	محلہ سیّد چراغ گیلانی	194
173	حضرت شاہ چراغ سے متعلق ایک مزید حوالہ	194

فصل سوم:

یہ فصل آنجناب شاہ چراغ کے نام ونسب، احوال، اقوال اور آپ کے متعلقات پر مشتمل

Marfat.com

ہے۔

174	تیسری فصل......حضرت کے نام ونسب، احوال، اقوال کے متعلقات	196
175	آپ کا نام ونسب	196
176	آپکا نام	196
177	القابات وخطابات	196
178	ولادت باسعادت	197
179	تربیت کے ابتدائی مراحل	197

فصل چهارم:

(اس فصل میں حضرت شاہؒ چراغ کے شیخ ومرشد کا ذکر کیا گیا ہے۔)

180	چوتھی فصل......حضرت داتا شاہ چراغ کے شیخ ومرشد کے متعلقات	199
181	آپ کے مرشد صحبت اور پیر طریقت	199
182	سیّد زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ	199
183	ولادت	199
184	ازواج واولاد	199
185	اولاد	201
186	خرقہ خلافت	201
187	کلمات طیبات	201
188	وفات	201

Marfat.com

فصل پنجم:

(اس فصل میں بقیہ متعلقات و معمولات سیّدنا داتا شاہ چراغ بیان کیے گئے ہیں۔)

189	پانچویں فصل ......سیدنا داتا شاہ چراغ معمولات کے متعلقات	202
190	محلہ رسول پورہ کی اصل حقیقت	202
191	سعادت حج بیت اللہ	203
192	سیر وسیاحت	203
193	ازواج واولاد	203
194	شہنشاہ شاہ جہاں کی عقیدت مندی	203
195	شہرت ومقبولیت	204
196	کشف وکرامات	204
197	شاہ دولہ دریائی اور حضرت داتا شاہ چراغ	205
198	آپ کے عہد مبارک کی تین اور دلچسپ شخصیات	207
199	اتباع سنت	209
200	حضرت داتا شاہ چراغ کی تبلیغی خدمات...... گجر، وینس، اور گکھڑ اقوام کا قبول اسلام	210
201	ملفوظات عالیہ	211
202	سجادہ نشینان درگاہ اقدس	212
203	سلطان پور	213
204	وفات حسرت آیات	214

Marfat.com

205	قطعات تاریخ وفات	214
206	مقبرہ	215
207	ہم عصر مشائخ	218
208	آپ کے خلفاء	218
209	پرانی مسجد	219
210	عرس پاک	219

باب چہارم

فصل اوّل:

(اس فصل میں آپکی ازواج اوراولا دامجاد کے احوال کا تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے۔)

211	پہلی فصل .....حضرت کی ازواج اولا دامجاد کے احوال کے متعلقات	221
212	اولا دوازواج	221
213	صاحبزادگان مکرم	222
214	سیّد مجتبیٰ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	227
215	فقرنامہ	228
216	حسنین سائیں سے منظوم شجرہ طریقت بصورت سی حرفی	230
217	شجرہ طریقت فارسی از حسنین سائیں شجرہ طلبیہ مبارکہ (از سید انور علی بن سید صفدر علی شاہ گیلانی دیپالپوری)	232 234

Marfat.com

218	شجرہ طلبیہ سلسلہ عالیہ قادریہ شیخو شریف (از سیّد افضال حسین بن سیّد محمد حسین گیلانی شیخوی)	236
219	شجرہ شریف از پیر سید عبدالقادر جیلانی (لندن)	239

باب پنجم

فصل اوّل:

(یہ فصل ان خلفاء کے بیان میں ہے جو بلاواسطہ ہیں اولاد اور غیر اولاد میں سے بھی ہیں۔)

220	پہلی فصل ......حضرت کے خلفاء جو بلاواسطہ ہیں	242
221	سیّد مصطفیٰ بن داتا شاہ چراغ	242
222	حضرت درگاہی شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ	245
223	حضرت ماہی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	246
224	شاہ سفیر رحمۃ اللہ علیہ	246
225	شاہ دُرویش رحمۃ اللہ علیہ	247
226	شادی شہید رحمۃ اللہ علیہ	247

فصل دوم:

(اس فصل میں ان خلفاء کے بیان میں جو بالواسطہ ہیں، اور آپؒ کی اولاد میں سے ہیں اور اپنے اپنے عہد میں نئے سلسلوں کے بانی مبانی ہوئے ہیں)

227	دوسری فصل ......خلفاء جو بالواسطہ ہیں، اور اولاد سے متعلق ہیں	248

Marfat.com

248	خلفاء کا مزید سلسلہ فیض	228
248	سیّد امام حیدر بخش رحمۃ اللہ علیہ	229
249	سیّد حسن بخش رحمۃ اللہ علیہ	230
250	سیّد عبداللہ المعروف سخی سیدن سائیں دیپالپوری رحمۃ اللہ علیہ	231
251	سیّد عبدالقادر (رابع) رحمۃ اللہ علیہ	232
251	سیّد سید محمد گیلانی القادری الشیخوی رحمۃ اللہ علیہ	233
252	سیّد سید مبارک گیلانی ستگھروی	234
253	سیّد عبدالرّزاق گیلانی القادری رحمۃ اللہ علیہ	235
253	سیّد احمد صوفی صابر گیلانی القادری رحمۃ اللہ علیہ	236
254	سیّد محمد حسین گیلانی القادری رحمۃ اللہ علیہ	237
255	سیّد مراتب علی گیلانی القادری رحمۃ اللہ علیہ	238

فصل سوم:

(اس فصل میں ہم حضرت سیّدنا غلام غوث ستگھروی سے پھیلے ہوئے سلسلہ کے خلفاء کا ذکر کرتے ہیں۔ جن سے علیحدہ علیحدہ نئے سلسلوں کی بنیاد پڑی۔ اور کثرت سے خلق خدا فیض یاب ہوئی۔)

257	تیسری فصل......سیدغلام غوث ستگھروی سے پھیلے ہوئے سلسلہ کے متعلقات	239
257	سیّد غلام محمد غوث گیلانی، ستگھروی	240

Marfat.com

241	سیّد امان اللہ زیدی، سلطان ہاتھی وان (جھنگ)	257
242	حضور قطب الاقطاب پیر محلوی	258
243	شیر یزدانی حضرت پیر شیر محمد قادری (فتح پور)	259
244	حضرت مولینا پیر محمد عظیم (کھرپڑ شریف)	260
245	حضرت پیر سید سردار علی شاہ بخاری (دہڑ شریف)	260
246	حضرت پیر خواجہ حافظ گل محمد و پیر محمد کرم حسین حنفی القادریؒ	262

﴿نقشہ شجرہ نسب﴾ 263

﴿نقشہ مزارات﴾ 264

﴿کتابیات﴾ 265

﴿ضمیمہ جات﴾

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمۃ

الحمدلله لامحمودالاالله حمدنفسه بنفسه والصلوة والسلام علی خیر البریة۔

اللہ کریم کالاکھ لاکھ شکر ہے۔کہ جس نے جملہ کائنات سے اہل اسلام وایمان کو منتخب فرمایا۔اوراہل اسلام وایمان میں سے ''اہل احسان'' کو پسند کیا۔اوران الله یحبُ المحسنین کے لقب سے ان کو معزز کیا۔یہ اہل احسان ہی اسکے پسندیدہ اورچنیدہ بندے ہیں۔جوایمان اوراسلام کے بعد مرتبہ احسان پر فائز ہوئے۔حدیث جبریل علیہ السلام میں ایمان اوراسلام کے بعد ماالاحسان؟ کے خوبصورت الفاظ سے اس (Mission) کی طرف توجہ دلوائی گئی ہے۔اور پھر سرور کونین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی وضاحت فرماتے ہوئے أن تعبدالله كانك تراه۔فان لم تكن تراه فانهٗ يراك ''کہ اللہ کی عبادت ایسے کر جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے۔اوراگر یہ کیفیت نہ ہوتو پھر یہ کیفیت ہو کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے''۔کے الفاظ سے اسکی غایت وحقیقت کو واضح فرمایا۔پس یہ لطیف ،نظیف ،نفیس، جذبہ ہی تصوف کا بنیادی تصور (Imagination) اوراسکا بنیادی ڈھانچہ(Basic strucher) ہے۔

میرے سیدی مرشدی ومولائی سید مراتب اختر سے کسی نے پوچھا کہ تصوف کیا ہے؟۔ تو آپ نے فرمایا: ''تصوف اندر کی شریعت کو کہتے ہیں''۔

تصوف بھی اپنے دائرہ کار میں ایک سائنس سے کم نہیں۔مگر اس مادی دور میں سائنس کی ترقی اورروحانی اورباطنی سائنس (تصوف) کی تنزلی ایک اچنبھے کی بات ہے۔دراصل اس روحانی

۱۲۷۳۸۹

Marfat.com

سائنس کی تنزلی کی وجہ صرف اور صرف یہی نظر آتی ہے۔ کہ سائنس کی لیبارٹری میں متقدمین سے ہونے والے تجربات کے بعد جو ایک یقینی اور مشاہداتی علم حاصل ہوا متاخرین نے اسی سے آگے کے تجربات شروع کر دیے۔ جبکہ اس (تصوف) کی لیبارٹری میں متقدمین اولیاء کے تجربات سے ثابت شدہ نتائج کو نظرانداز کر کے آنے والے دور کے متاخرین نے اپنے نئے سرے سے تجربات کرنا شروع کر دیے۔ یوں ایک ہی مسئلہ پر بار بار تجربات نے تصوف (روحانی سائنس) کو مادی سائنس سے پیچھے چھوڑ دیا۔

......❀❀❀......

صد شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم جیسوں کو اپنے محسنین، محبوبین اور محبین اولیاء متقین کی خدمت کیلئے منتخب فرمایا۔ مخدوم المخادیم حضرت سیدنا عبدالرزاق المعروف داتا شاہ چراغ لاہوری کی سیرت و سوانح، جسکے لکھنے کی سعادت بھی اس حقیر و فقیر پر تقصیر کو حاصل ہوئی ہے۔ عہد مغلیہ اور شاہان مغلیہ کے اس ہادی راہنما کی سیرت پر مکمل دستاویز آج پہلی بار منظر عام پہ آ رہی ہے۔ اس سے پہلے آپ کے پیر دادا مخدوم سید محمد غوث بالا پیر ستگھروی ؒ کی سوانح دو جلدوں میں چھپی تھی۔ کافی دیر سے میرے قبلہ و کعبہ والد گرامی کی خواہش تھی کہ ''حضرت داتا شاہ چراغ'' کی سیرت پر ایک جامع دستاویز قلمبند کروں (جس کیلئے بیشتر کام وہ کر چکے تھے)۔ ساتھ ہی برادرم قبلہ طاہر حسین الحنفی القادری اس کے محرک تازہ ثابت ہوئے......اب......اس بحر میں چھلانگ لگانے کے سوا کوئی چارہ نہیں جبکہ میں ''من تارا'' ہوں ...... چارہ گر میرے پیران پیر، دستگیر ہیں، اس لیے کوئی خوف دامن گیر نہیں۔

......❀❀❀......

اس بات سے مفر نہیں کہ آج تک صنف و تصنیف میں دو چیزیں بہت اہم چلی آ رہی ہیں۔ ایک تو معقولات روایات دوسری منقولات روایات۔ اور در حقیقت منقولات روایات کی اصل

Marfat.com

بھی معقولات ہی ہوتی ہیں جو ہمیں پاکباز صحیح اور سچے راویوں سے بھی ملتی ہیں اور کبھی کبھار صورت حال اسکے برعکس بھی ہوتی ہے۔ ان دو قسم کی روایات پر جرح و تنقید کے بعد اپنی نگارشات کا محل استوار کر کے اسکو منقولات کے زمرے میں قبول کر لیا جاتا ہے۔ اگرچہ بعد میں بھی منقولات پر ایک لمبا پریڈ (period) صحیح اور غیر صحیح کا گزر جاتا ہے۔ اسکے بعد کہیں جا کے ان پر یقین یا اعتماد کی کیفیت نصیب ہوتی ہے۔

ایک عربی کہاوت قبل از اسلام مروج تھی کہ

ماحُفظ فقد قَرَّ وما کُتب فقد فَرَّ

جو یاد کیا گیا (یاد رکھا گیا) وہ پڑھا جاتا رہا اور جو لکھ دیا گیا وہ فرار ہو (یعنی بھول) گیا۔

آغاز اسلام سے اسکی اصطلاح یوں بدل گئی۔

ماحُفظ فقد فَرَّ وما کُتب فقد قَرَّ

یعنی جسکو محض یاد رکھا گیا فرار ہو گیا اور جو لکھ لیا گیا وہ پڑھا جاتا رہا۔

پھر قرآن کریم اسکی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

کہنا اس جگہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تاریخ کے ضمن میں جو منقولات ملتی ہیں انکو کسی طرح بھی نظر انداز (Ignore) نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں ان میں مزید تحقیق و تنقید ہر محقق اور نقاد کا حق ہے۔ لہٰذا جو منقولات ہمیں حضرت سیدنا داتا شاہ چراغ لاہوریؒ کے ضمن میں، پنجاب کے مختلف علمی و ادبی اور تاریخی تذکروں میں ملی ہیں انکو ساتھ لیے بغیر آگے چلنا بہت مشکل ہے۔ سو، اس وجہ سے انکو من و عن بھی نقل کیا گیا ہے۔ اور پھر بعد میں ان پر اپنی رائے کا اظہار بھی درج کیا گیا ہے۔ اس سے ہمارا مقصد جو ہم حضرتؒ کے حالات کے متعلق چاہتے ہیں، ممکن اور آسان ہوا چاہتا ہے..... مگر اب جب لکھنے کو قلم اٹھایا ہے تو معاملہ پہلے سے زیادہ کٹھن معلوم ہوا، روایات کا اتنا ہجوم سامنے ہے کہ قوت فیصلہ جواب دے گئی کہ کیا لکھوں، کیا جانے دوں، کس پر اپنی مہر تصدیق ثبت کروں اور کس

Marfat.com

کو خرافات سمجھوں۔ اور پھر میرا اور اس ولی اللہ کا رشتہ صرف تاریخ و مؤرخ کی حد تک ہی نہیں بلکہ قریبی نسبی رشتہ ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ آج جب تحقیق و تنقید کا زمانہ ہے۔ میرا لکھا حرف حرف جہاں جہاں تک سند بنے گا وہاں وہاں تک لائق پرسش بھی ہوگا اس کو کوئی در خود اعتنا نہیں سمجھے گا۔ ان گذشتہ چار صدیوں میں تاریخ اور مورخین نے جو گرد روایات پر جمائی ہے اس کو چھانٹنا، صاف و مصفیٰ کرنا اتنا آسان کام نہ تھا جتنا میں سمجھ رہا تھا۔

اور دوسری مشکل ...... منقول روایات کا ایک الگ پلندہ تھا۔ اور خاندانی روایات ایک الگ ہجوم کیے ہوئے تھیں۔ عین اسی وقت میں برادرم قبلہ پیر طاہر حسین حنفی القادری نے ایک مژدہ جانفزا سنایا کہ لاہور میوزیم میں ایک مخطوطہ جو سید مجتبیٰ بن سید مصطفیٰ بن سید داتا شاہ چراغ لاہوری موجود ہے، دستیاب ہوا ہے۔ اس کا نام ''عین التصوف'' ہے ۔ اور اسمیں اکثر جگہ مصنف اپنی خاندانی روایات بھی ذکر کرتے ہیں اور اپنے آباء کا ذکر بھی۔

یہ روایات کی ایک تیسری کڑی تھی جس نے کام مزید آسان ...... یا ...... مشکل کر دیا۔ ممکن ہے کہ روایات کا یہ تیسرا ماٰخذ پہلے تعمیر کیے گئے محلات کو بالکل ہی تہہ و بالا کر دے۔ بہر حال یہ ماٰخذ معمولی تحقیق و تنقید کے بعد ہر طرح سے قابل اعتماد اور لائق اعتبار ہے۔ روایات کی جن کڑیوں کا ذکر میں نے ترتیب سے کیا ہے اسی ترتیب سے یہ لائق اعتناء ہیں۔

منقول روایات جو اس دور کی کتب میں موجود ہیں۔ ان سے زیادہ معتبر وہ روایات ہیں جو ہماری خاندانی، یعنی سینہ گزٹ ہیں اور ان سے زیادہ معتبر روایات اس مخطوط کی ہوں گی۔ یہ کام شروع میں آسان اس لیے محسوس ہوا کہ کئی تذکروں میں آپ کا ذکر خیر وافر ملتا ہے۔ اب ...... یہی کام مشکل اس لیے لگ رہا ہے کہ اس میں تضادات اور ترادفات کا ایک سیلاب ہے جو بہا چلا جا رہا ہے۔

اس سلسلہ کی سب سے پہلی کڑی میری کتاب ''شجراۃ الاشراف'' تھی جو 2002ء میں

Marfat.com

شائع ہوئی۔الحمدللہ،وہ اگر چہ اس ضمن میں مختصر ضرور تھی مگر معتبر اور جامع تھی......اس میں جو کچھ اس فقیر نے ظن وگمان کی بنا پر بھی لکھا تھا بعد میں حرف بہ حرف پایہ ثبوت کو پہنچا......لہذا اتنی طویل تمہید میں، میں جو کہنا چاہتا ہوں وہ یہی تھا...... کہ اب بھی میں سابقہ مورخین کی فہرست میں شامل نہیں ہونا چاہتا کہ رطب و یابس روایات میں بنا کوئی تخصیص وتنقید کیے درج کرتا چلا جاؤں،جو بعد میں نئے طالب علموں کیلئے محض ایک الجھن اور من گھڑت روایات کے پلندے کے سوا کچھ نہ ہو۔

......❀❀❀

میرا دیباچہ کیا ہے؟۔بس بے ربط خیالات کا ایک پلندہ ہے۔میں اپنے اس مقدمہ کوطویل کر کے قارئین کے ذہن پر ثقیل نہیں کرنا چاہتا تاہم چند ایک بہت ہی غور طلب باتیں ہیں جو یہاں کرنا ضروری ہیں۔

سب سے پہلے یہ بتانا مقصود ہے۔کہ اس سے پہلے آج تک آپ کی سیرت پر کوئی مستقل کتاب نہیں چھپی۔ہاں بعض سیرت وسوانح کی کتب میں آپؒ کا ذکر خیر موجود ہے۔......یا اس سے پہلے ایک مختصر سا رسالہ مؤرخ لاہور مولینا محمد دین کلیم لاہوری نے رقم فرمایا تھا۔جو اس ضمن میں بالکل ناکافی تھا مگر نہ ہونے سے تو بہتر اور وافی وشافی تھا۔

آج کل دور جدید میں تحقیقات کے اصولوں نے اپنے گھوڑے اس قدر دوڑائے ہیں کہ بسا اوقات اپنی گرد میں خود ہی گم ہونے لگے ہیں......یا اس دوڑ میں اتنے آگے نکل گئے کہ پیچھے کی خبر ہی نہ رہی......جسقدر تحقیقات کے یہ اصول خوش آئند ہیں اسی قدر روایات کا ایک وافر ذخیرہ انکی بھینٹ چڑھ رہا ہے۔یعنی ہر بات پر سابقہ کتب کا حوالہ طلب کیا جانا اور نہ ہونے کی صورت میں مشکوک ٹھہرانا یہ قطعاً کوئی انصاف کی بات نہیں۔اگر مورخین ومحققین نے ان اصولوں پر نظر ثانی نہ کی تو بہت سارا سرمایہ ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ہر سطح پر لوگوں نے تحقیق کے اپنے نئے اصول بنا لیے ہیں۔

Marfat.com

گویا بات کرنا اتنی مشکل ہوگئی ہے۔ کہ سابقہ کتب کے حوالہ (Reference) کے بغیر ایک لفظ بھی نہیں بولا جاسکتا ہے..... کیوں۔؟

مثلاً کہ ہر حدیث یا حدیث کی کتاب میں بخاری شریف کا حوالہ ضروری ہے۔ مگر بخاری شریف میں کس کتاب کا حوالہ ہے وہ کس حوالے کی بناء پر مرقوم ہے۔ کیا محض پا کباز رُواۃ اور رجال کی گواہی کافی نہیں۔

لہٰذا اس کتاب کی بنیاد بھی دونوں طرح کے مآخذ پہ استوار ہے۔ کتب کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں صدری روایات کا بھی احترام کیا گیا ہے۔ اس زمرہ میں جو کتب خصوصاً قابل ذکر ہیں، ان میں منتخب التواریخ از ملا عبدالقادر بدایونی...... جو آپ کے دادا کے ہم عصر بھی تھے۔ اخبارالاخیار از شیخ المحققین عبدالحق محدث دہلوی..... مصنف اسی خانوادہ میں سید موسیٰ پاک شہید گیلانی کے مرید بھی ہیں۔ حضرت محدثؒ نے بندگی سیدنا محمد غوث گیلانی سے لیکر آپکے پوتے سید محمد غوث بالا پیر گیلانی تک کا ذکر اپنی اس تصنیف میں کیا ہے۔ روایت ہے کہ حضرت محدثؒ حضور سیدنا محمد غوث بالا پیر کا شہرہ سن کر لاہور تشریف لائے جبکہ آپؒ کا وصال ہو چکا تھا، پھر واپسی پہ آپؒ کے چچازاد بھتیجے سید موسیٰ پاک شہید کے مرید ہو گئے۔ آپ کی ملاقات جناب بالا پیرؒ کے معمر بیٹے سید اللہ بخش سے بھی ہوئی۔

''شجرۃ انوار'' از سید علی اصغر گیلانی لاہوریؒ...... یہ کتاب بھی دو طرح سے معتبر ہے۔ کہ سید علی اصغر خود اسی خاندان کے فرد ہیں۔ اور یہ کتاب سید مخدوم محمد غوث اچوی کی اولاد کے نسب پر ایک زبردست دستاویز ہے۔ (اگرچہ یہ فلاں بن فلاں کے تذکرہ کی حد تک ہی محدود ہے) اور کہیں کہیں اسمیں بھی تضادات موجود ہیں، تاہم معتبر ہے۔ شریف التواریخ از علامہ شرافت نوشاہی بھی اس سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔ مگر چونکہ وہ مشائخ نوشاہیہ قادریہ کے احوال پر ہے۔ اس میں مخدوم عبدالقادر ثانی سے نیچے اسکا تسلسل دھیما پڑ جاتا ہے۔

Marfat.com

بحرالسرائر:۔از سید سعداللہ موسوی رضوی۔جوکہ مشائخ ملتان کی سفارش پر تحریر کردہ ہے۔اس میں بھی اسکا (Root) سید عبدالقادر ثانی کے بعد انکے دوسرے صاحبزادے سید عبدالرزاق کی اولاد اور وہاں کے سید موسیٰ پاک شہید کی طرف مڑ جاتا ہے۔

جبکہ ''عین التصوف'' از سید مجتبیٰ بن سید مصطفیٰ بن حضرت داتا شاہ چراغ لاہوری اس ضمن میں سب سے معتبر ترین مخطوطہ ہے جو اس لاہور والے خاندان یعنی اولاد سیدنا محمد غوث بالا پیر کے بعض احوال کی متعارف ہے۔ابھی مخطوط کی حالت میں ہے، زبان فارسی ہے۔دراصل تصوف کے موضوع پر ہے مگر مصنف نے تبرکاً اپنے آباء و مشائخ کے حالات بھی قلمبند کیے ہیں۔ اور ''صاحب البیت ادری بمافیھا'' گھر والا ہی بہتر جانتا ہے کہ گھر میں کیا ہے'' کے بمصداق آپکی رائے ہی تمام مؤرخین پر مقدم ٹھہرے گی۔

......❀❀❀......

میں نے تمام کتب میں آپکے حالات ملاحظہ کیے تمام مؤرخین کی ادھوری خبریں تھیں۔کئیوں کے ہاں نسب کے متعلق پوری طرح اخبار نہیں اور کئی احوال سے بے خبر ہیں۔کئی اولاد کے بارے میں معلومات نہیں دے سکے۔سو......ان تمام اخبار کو اکٹھا کیا ساتھ اپنی خاندانی روایتوں کو ملایا تو ایک مکمل اور معتبر تصویر سامنے ابھری جو قارئین کے پیش نظر ہے۔

حضرت داتا شاہ چراغ لاہوری کی اولاد میں اب چار خاندان موجود ہیں۔ ہر خاندان سے روایات بھی حاصل کی گئی ہیں۔اور وہ زندہ سلامت اہل فکر دانش افراد کے انٹرویوز بھی حاصل کیے ہیں۔نمبرا۔سیّد افضال حسین گیلانی القادری شیخوی (مصنف حیات الامیر، آپ جناب سید اسماعیل بن داتا شاہ چراغ کے خاندان سے ہیں) نمبر۲۔سید عبدالقادر شاہ جیلانی راولپنڈی (حال مقیم لندن، انٹرنیشنل شہرت یافتہ عالم دین، آپ سید شمس الدین بن داتا شاہ چراغ گیلانی کی اولاد سے ہیں)۔

Marfat.com

سید مخدوم قاسم علی گیلانی بن سید مظہر علی گیلانی (سجادہ نشین دیپالپور، سید مصطفیٰ بن داتا شاہ چراغ کی اولاد سے ہیں) موصوف نے بے حد تعاون کیا، بے شمار تبرکات کی زیارت کروائی۔ تبرکات میں بندگی سید محمد غوث اچوی سے منسوب ایک صلاۃ وسلام اور اسماء غوثیہ کا مجموعہ، ایک دلائل الخیرات کا مخطوطہ، ایک مصحف جو حضرت مجتبیٰ گیلانیؒ سے منسوب ہے، آپ کی دستار مبارک۔ حضرت سید حسن بخش المعروف داتا حسینن سائیں کا فارسی، قلمی شجرہ طریقت جو انہوں نے حضرت عبداللہ سخی سیدن کے وصال کے بعد آپ کے پوتے سید مہر شاہ کو دیا تھا۔

مزید بہت سی روایات بھی انہی سے دستیاب ہوئیں۔ مخدوم قاسم علی شاہ بھی اباً وجداً سیدنا داتا شاہ چراغ کے جانشین ہیں۔ اللہ انہیں اپنے بزرگوں کے مشن کو مزید آگے بڑھانے کی توفیق دے۔

......❀❀❀......

اس کتاب میں حضرت داتا شاہ چراغ صاحبؒ کے آباء کرام کا بھی مفصل ذکر ہے اور آپکی اولاد، اور خاندانوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ مفصل شجرہ نسب اور شجرہ طریقت کا بھی تفصیلی ذکر ہے۔ مشائخ کرام کے باب اور آباء کرام کے باب میں چونکہ کئی شخصیات مشترک ہیں ......لیکن ہر جگہ ان کا ذکر خیر ذرا مختلف زاویہ سے ہے۔ اور ساتھ ہی اس کتاب میں ''حیات الامیر'' کا خلاصہ بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ بلکہ بندگی سید محمد غوث سے نیچے کے حالات کافی تفصیل کے ساتھ مندرج ہیں۔

اس میں پانچ ابواب ہیں۔

پہلا:۔ آپ کے مشائخ طریقت کے احوال پر ہے۔

دوسرا:۔ آپکے آباء کرام کے حالات پر ہے۔

تیسرا:۔ آپکی سیرت وسوانح پر ہے۔

Marfat.com

چوتھا:۔آپ کی اولا امجاد کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔
جبکہ پانچواں:۔آپ سے مستفیض سلاسل پر رقم کیا گیا ہے۔یوں آپکی سیرت وسوانح کا مکمل احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کتاب میں حوالہ جات کا اندراج ایک نئے طریقے سے کیا ہے۔ مثلاً جہاں تین Figure(36:172:1)=(جلد نمبر: صفحہ نمبر: کتاب کا نام)اور اگر دو Figure ہوں یعنی(36:172)=(صفحہ نمبر: کتاب کا نام)اور اگر ایک ہی Figure ہو تو وہ صرف کتاب کے نام کی ہی نشاندہی کرے گا۔

......❁❁❁......

خدا کا شکر ہے کہ مجھ جیسا عاجز، بے علم وکوتاہ قلم ،اس ولی اللہ کی سیرت لکھنے کے قابل ہوا۔جنکی شخصیت کا قد وقامت اپنے ہم عصر اولیاء میں بلند ہے۔اور مال روڈ لاہور پر بلند وبالا سبز گنبد آج بھی اس کی عظمت اور رفعت کی شہادت دے رہا ہے۔ساتھ ہی ایوان اوقاف ہے۔خدا جانے محکمہ اوقاف نے آج تک اس سلسلہ میں دلچسپی کیوں نہ لی۔جتنا ضروری اس دور میں درگاہوں پر گنبد بنانا ہے اس سے کہیں ضروری ان اولیاء اللہ کے احوال وتعلیمات کومنظر عام پر لانا ہے۔مجھے یہاں منفی پہلو پر بات نہیں کرنا......ورنہ......باتیں تواس ضمن میں بہت ساری کرنے کو تھیں۔بقول شاعر ؎

شد است سینہ ظہوری پر از محبت یار
برائے کینہ اغیار در دلم جا نیست

اس کتاب میں سرکار مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے لیکر میرے پیرومرشد تک سلسلہ عالیہ قادریہ کے تمام مشائخ عظام کا ذکر کیا گیا ہے۔یوں یہ محض سیرت کی کتاب ہی نہیں بلکہ ’’تاریخ قادریّت‘‘ بن چکی ہے۔

Marfat.com

یہ سارا فیض تو میرے قبلہ مرشد گرامی سید مراتب" اختر کا ہے۔ راہنمائی اور حوصلہ افزائی کا فریضہ میرے قبلہ والد ماجد نے سرانجام دیا ہے اور انہی کے دم کرم کی وجہ سے میں اس قابل ہوا...... دراصل اس قافلہ کے سالار اولین بھی آپ ہی ہیں۔ برادرم قبلہ پیر طاہر حسین حنفی القادری جنکی ذات و شخصیت کو میں جتنا بھی خراج تحسین پیش کروں کم ہے، ہر جگہ میری کمر بستگی کا سبب ہیں۔ اس میدان میں ہر وقت میرے قدم سے قدم ملائے رواں دواں ہیں۔ اگر اس کتاب میں کوئی خوبی ہے تو انہی کی مرہون منت ہے اور اگر کوئی سقم رہ گیا ہو تو وہ سراسر میری کوتاہی کا نتیجہ ہوگا...... یہ کتاب اُن کے شوق فروزاں کا نتیجہ ہے لہذا انہیں کے نام موسوم کرتا ہوں۔ میری اہلیہ ان دنوں امید سے تھیں...... اور آج، جب یہ آخری سطور لکھ رہا ہوں تو ایک بیٹے کی نوید جانفزا آئی ہے، میرا شوق تھا کہ اسکا نام "طاہر حسین" رکھوں جبکہ میرے قبلہ والد ماجد کا ارادہ "احمد حسین" رکھنے کا تھا۔ سو ...... ان دو نسبتوں کو جمع کر کے اسکا نام بھی "احمد حسین طاہر" تجویز کیا ہے۔ اللہ جل مجدہٗ اس کو سلسلہ عالیہ قادریہ کا صحیح سچا خدمتگار ثابت کرے...... آمین بجاہ سید المرسلین و آلہ الطاہرین

درگاہ غوثیت کا ادنی خاکروب

سیّد سید علی ثانی جیلانی القادری

جمعۃ المبارک 7 فروری 2014 / ۶ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

شیخو شریف، اوکاڑہ، پاکستان

Marfat.com

باب اوّل

سلسلہ قادریہ ومشائخ قادریہ

فصل اوّل:

یعنی حضرت شاہ چراغ کا سلسلہ تصوف

تعارف سلسلہ عالیہ قادریہ:

''اگر یہ سوال کیا جائے کہ صوفیاء کرام کے سارے سلسلوں میں شہرت عام اور مقبولیت انام سب سے زیادہ کس کے حصے میں آئی ؟......تو عجب نہیں کہ متفقہ طور پر نام حضرت شیخ جیلانی رضی اللہ عنہ کا ہی زبانوں پہ آ کر رہے۔دوسرے بزرگوں کے حلقے پھر محدود ہیں۔شیخ جیلانی کا نام خواص وعوام' سب کی زبان پر ہے۔مختلف ناموں اور تعظیمی لقبوں کے ساتھ ''غوث اعظم'' ''محبوب سبحانی'' وغیرہ متعدد چلتے ہوئے نام اور لقب ہیں۔آپ کا زمانہ قدماء صوفیہ کا زمانہ آخر زمانہ تھا۔ اس لیے بھی آپ کے ارشادات،اور زیادہ توجہ کے مستحق ہیں''۔[17:77]

مندرجہ صدر'' پیرا'' عبدالماجد دریا بادی کے ایک مقالہ سے لیا گیا ہے جو انہوں نے ''فتوح الغیب'' کے تعارف پہ لکھا۔

ان سطور کو بار بار پڑھیے اور مسلسل غور وفکر کیجیے' یہ تجزیہ ایک ایسے مسلمان عالم اور محقق کا ہے جن کا نام دور جدید کے مشاہیر علماء ومحققین کی صف اول میں آتا ہے۔جن کا مکتب فکر دیوبند اور مسلک 'اہل حدیث' ہے۔لیکن حق تو پھر حق ہے...... نہ چھپانے سے چھپتا ہے،نہ دبانے سے دبتا ہے.....حق بسا اوقات مستشرقین علماء اور مشرکین کی زبان سے بھی اپنا حق منوالیتا ہے۔

Marfat.com

''قطب ربانی'' ''محبوب سبحانی'' ''محی الدین'' ''السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جنہیں خلق خدا، غوث اعظم، غوث الثقلین، پیران پیر ''بڑے پیر صاحب'' شہنشاہ بغداد جیسے اور بہت سے ناموں اور لقبوں سے جانتی ہے۔ اگرچہ جیلان میں پیدا ہوئے، بغداد میں علم حاصل کیا۔ لیکن آپ کی روشن تعلیمات سے اطراف عالم منور ہیں۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے مہبط انوار سے پھوٹنے والی کرنوں سے عالم ارضی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو چمک نہ رہا ہو۔ خصوصاً برصغیر پاک و ہند میں آپ کے سلسلہ اور خانوادہ کو جو شہرت حاصل ہے اس کا اعتراف ہر دور کے مورخ محقق اور صاحب بصیرت علماء نے کیا ہے۔ اسلامی ہند اور پاکستان کی مذہبی اور علمی تاریخ کے محقق اور مرتب شیخ محمد اکرام ''رودِ کوثر'' میں رقم طراز ہیں کہ: ''زمانہ وسطی کے ہندوستان میں مرکزی حکومت کی کمزوری کا آخری زمانہ مذہبی انتشار کا زمانہ بھی تھا۔ اس وقت ہندوستان میں چشتیہ اور سہروردیہ سلسلوں کا زور کم ہو گیا تھا۔ لیکن جلد ہی سیاسی استحکام و علوم اسلامیہ کی اشاعت کے ساتھ حالات سدھر گئے۔ اس اصلاح حالت میں ایک نئے صوفیانہ سلسلے سے مدد بھی ملی جس نے شمالی ہندوستان بالخصوص پنجاب اور سندھ میں بڑا اقتدار حاصل کیا اور جس کا اثر و رسوخ آج کسی بھی دوسرے خانوادے سے کم نہیں۔ یہ سلسلہ حضرت پیران پیر غوث اعظم الشیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے شروع ہوا جو ۱۱۶۵ء میں بغداد میں فوت ہوئے اور جن کے نام پر یہ سلسلہ قادریہ کہلایا''۔
[28:63]

نشأة سلسلہ قادریہ:

سرکارِ غوثیہ کے بعد از وصال بھی آپ کی اولادِ امجاد، خلفائے مجاز اور باعظمت وابستگانِ سلسلۂ قادریہ نے تمام ممالکِ اسلامیہ میں دعوت الی اللہ اور تجدیدِ ایمان کا یہ سلسلہ جاری رکھا الغرض لاہوتی گرج اور کڑک کے ساتھ اسلامی ایمانیات کے گھنگھور بادل جو بغداد کے باب الازج سے اُٹھے وہ آج بھی مراکش سے چین تک کو سیراب کرتے چلے جا رہے ہیں بایں ہمہ نویں صدی ہجری

Marfat.com

میں اسلام کو برصغیر پاک و ہند میں ایک مرتبہ پھر شدت کا مقابلہ اپنی بقا کیلئے کرنا پڑا تو اس وقت سیاسی وانتظامی اور مذہبی وروحانی انتشار میں سلسلۂ قادریہ برصغیر میں اصلاح احوال کیلئے سرگرم عمل ہوا۔

قادری مشائخ اور خلفاء نے اطراف عالم میں پھیل کر مخلوق خدا کی بھلائی اور راہنمائی کا فریضہ بطریق احسن سرانجام دیا، غوث اعظم کے صاحب زادوں (سید عیسیٰ، سید ابراہیم) نے مراکش تک اپنا پیغام پہنچایا۔اور صدیوں سے خواب غفلت میں سوئی قوم کو جگایا۔[60]

مشائخ قادریہ ہندوستان میں

مشائخ سلسلہ قادریہ کی ہندوستان آمد میں محققین کی مختلف آراء ہیں ۔ڈاکٹر انجم بستوی بھارتی نہاد نے تو اس حد تک کہا کہ سید عبدالوہاب بن سیدنا غوث اعظمؒ ،حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ہمراہ ہندوستان آئے اور ناگور میں قیام کیا، سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت کے بعد وہیں رحلت فرمائی اور مدفون ہوئے ۔[61]

یہ روایت تو سراسر لغو ہے اور تمام تاریخی شواہد کے خلاف......جبکہ دوسری روایت جو علامہ شرافت نوشاہیؒ نے بیان کی ہے وہ کسی حد تک قابل اعتبار ہے ۔وہ یہ کہ: سید عبدالسلام صفی الدین صوفی بن سید عبدالوہابؒ گیلانی بعمر ۳۰ سال سیاحت کرتے ہوئے بغداد سے ملتان پہنچے اور اٹھارہ ماہ تک ملتان کے مضافات میں سیاحت کرتے رہے اور کئی لوگوں کو روحانی فیض سے سیراب کیا۔ اس کے بعد پھر بغداد چلے گئے اور ۶۱۱ھ میں فوت ہوئے ۔[39:772:1]

یہ روایت اس لئے درست معلوم ہوتی ہے کہ جن دنوں آپ کا مناقشہ ابن الجوزی سے چل رہا تھا آپ نے اس فتنہ سے بچتے ہوئے خاصے ممالک کی سیاحت کی......اور پھر اس روایت پر کوئی تاریخی مغالطہ بھی آڑے نہیں آتا کہ آپؒ پھر واپس بغداد پہنچے اور وہیں مدفون ہوئے ۔

اس کے علاوہ سید فضل الحق قادری اور پروفیسر طیب ابدالی کی تحقیق اس سلسلہ میں یہ ہے:

Marfat.com

"سلسلہ قادریہ کے سب سے پہلے بزرگ سید محمد اچھری ہیں، آپ کے بعد مخدوم محمد گیلانیؒ (م ۹۲۳ھ) اور شاہ قمیص قادریؒ (م ۹۹۳ھ) محلہ گڑھ منیر بہار، نے فروغ دیا، آپ کا قدم مبارک ہندوستان میں ۸۴۶ھ میں پہنچا اور آپ نے اس دیار میں سلسلہ قادریہ کی تعلیمات روحانی اور باطنی کی ترویج واشاعت کی"۔[18:146]

مزید یہ کہ: سید عبدالرحیم بن سید عبدالسلام بن سید عبدالوہاب گیلانی بھی ہندوستان آئے دیپال پور رہ کر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کی ہمشیرہ سے شادی کی اٹھارہ ماہ قیام کیا سلسلہ قادریہ کی ترویج کی اور واپس ہرات لوٹ گئے، چونکہ قیام عارضی تھا سلسلہ رواج نہ پکڑ سکا، انکی وفات کے بعد بابا صاحبؒ کی بہن اپنے صاحب زادے سید علی احمد صابر گیلانی کو لے کر پاکپتن آئیں، بابا صاحب کی بیعت میں دے دیا، آپ چونکہ چشتیہ نسبت رکھتے تھے، سو اپنے آبائی سلسلہ کی اشاعت نہ کرسکے، کلیر شریف میں وصال فرمایا۔[18:146]

ساتھ ہی ساتھ ایک اور روایت بھی ملتی ہے: ڈاکٹر عبدالمجید سندھی نے سید محمد غوث گیلانی کے دادا کی ہندوستان آمد کا ذکر بھی کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سید ابو محمد سراج الدین ۶۷۶ھ میں حلب میں پیدا ہوئے۔ سیر وسیاحت کے دوران ہندوستان بھی آئے اور ریاست بون، کوہِ ست پڑا، شہر کالی بوڑی میں کچھ عرصہ قیام کیا اور لوگوں کو روحانی فیض سے مستفیض کیا، پھر واپس حلب چلے گئے اور ۷۶۶ھ میں وفات پا کر حلب میں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو فرزند، سید ابو محمد شمس الدین محمد اور سید عبداللہ ہوئے۔ سید عبداللہ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ کوہِ ست پڑا، شہر کالی بوڑی میں آئے اور وہیں سکونت پذیر ہوگئے۔ ان کی اولاد پنجاب میں بعض جگہوں پر پائی جاتی ہے۔ حضرت سید شمس الدین محمدؒ (م ۷۳۴ھ)، اپنے والد کی وفات کے بعد ہندوستان آئے اور سیر وسیاحت کے بعد حلب چلے گئے۔ آپ کے تین فرزند ہوئے۔ مخدوم سید ابوعبداللہ محمد غوثؒ، سید ابوالقاسمؒ اور میراں سید یعقوب، ان تمام کی اولاد پنجاب میں پائی جاتی ہے۔ سید محمد غوثؒ حلب سے والد کی وفات کے

Marfat.com

بعد براستہ خراسان، ملتان آئے اور پھر اُچ میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے۔ آپؒ کی ذات سے برِصغیر پاک و ہند میں سلسلہ قادریہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا، اور بے شمار بندگانِ خدا نے آپ سے روحانی فیض حاصل کیا۔[39:82:1]

مندرجہ بالا تمام روایات سے یہ ثابت ہوا کہ حضور غوث اعظم کی اولاد میں سے خانوادہ گیلانیہ وہابیہ کو ہی ہندوستان کی آمد میں اوّلیت حاصل ہے۔ بالترتیب...... سید عبدالسلام، سید ابو محمد شرف الدین حسن، سید ابو محمد شمس الدین محمد اور مخدوم سید محمد غوث حلبی اچوی تشریف لائے۔ مگر جو عروج بندگی سید محمد غوثؒ کی ذات والا صفات سے سلسلہ عالیہ قادریہ کو ملا، پہلے نصیب نہ تھا۔ مرزا اختر دہلوی لکھتے ہیں:

''سید محمد غوث گیلانیؒ اہل علم اور خدا ترس بزرگ تھے۔ سخاوت اور بہادری ان کی ذات میں نمایاں تھی۔ آپ نے باضابطہ مخلوق کی ہدایت کا اہم فریضہ سرانجام دیا۔ بڑے بڑے امراء اور علماء و فضلاء آپ کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ سلطان سکندر لودھی نے بھی آپ سے بیعت کی۔ اس طرح عقیدتمندوں کا ایک لمبا تانتا بندھ گیا۔ آپ کی ذات بابرکات سے ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کا فیضان جاری ہوا، اور ہندوستان میں اس سلسلہ کی نشر و اشاعت کے اوّلین شخص قرار دیے گئے''۔[33]

اثرات سلسلہ قادریہ:

برصغیر کی تاریخ میں نویں صدی ہجری اس لیے اہم ہے کہ اس میں انتظامی و سیاسی عدم استحکام اور مذہبی و روحانی انتشار سے فکر و نظر کے پُرانے رویوں میں تبدیلی شروع ہو گئی اور مسلم سوسائٹی میں نئی اقدار اور نئے رویوں نے جنم لینا شروع کر دیا۔ ہندو اکثریتی مخلوط معاشرہ کے اندر اسلام کے کلچر[culture] کو اپنے احیائے جدید کیلئے ایک منظّم روحانی تحریک کی ضرورت تھی ایسے عالم میں خالقِ کائنات نے عنایت خاص فرمائی اور اشاعتِ اسلام اور اصلاحِ احوال کیلئے

Marfat.com

سلسلہ عالیہ قادریہ برصغیر میں بھرپور طریقہ سے متحرک ہوا۔ اور یہ دینی اور اصلاحی تحریک اسی تحریک کا تسلسل و احیاء تھی جو بغداد میں چھٹی صدی ہجری میں اس کے مؤسس [Founder] پیرانِ پیر دستگیر حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے شروع کی تھی۔ اس وقت بھی مسلم معاشرہ عقیدہ اور عمل کے تضاد میں مبتلا تھا۔ گمراہ عقل پرست کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کے بارے میں لوگوں کو شکوک و شبہات میں مبتلا کر رہے تھے۔ اسلام کا کلچر اپنی بنیادوں سے سرک گیا تھا۔ ان حالات میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے مسلم سوسائٹی کو کفر و زندقہ سے بچانے اور اسلام کی اقدار کو بحال کرنے کے لئے اصلاحِ احوال کی زبردست جدوجہد شروع کی جس کے نتیجے میں ایک منظم تحریک کی صورت میں تمام مسلمان ممالک میں اسلامی مراکز قائم ہوئے جو بعد میں مسند ارشاد قادریہ کی صورت میں سرگرمِ عمل رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام کو حیاتِ نوبخشی اور ''محی الدین'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ ''مجتہد فی المذہب'' تھے۔ آپ نے مسلسل اصلاح و تربیت کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے کامیاب و مؤثر طریقہ بیعت اختیار فرمایا اور سلسلۂ عالیہ قادریہ کے ذریعہ سے اسلام کو پھر سے مستحکم بنیادیں فراہم کر دیں۔ امام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ''حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات حدِ تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ سب سے بڑی کرامت مردہ دِلوں کی مسیحائی ہے''۔ [مقدمہ:27]

تعلیمات سلسلہ قادریہ:

تمام تر قادری تعلیمات کا نچوڑ مختصراً صرف دو لفظوں میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ وہ ہیں ''طہارت (تزکیہ) نفس اور عزت نفس''......باقی پھیلاؤ انہی کے اردگرد گھومتا ہے۔

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی اس ضمن میں رقمطراز ہیں: ''تصوف کا اوّلین مقصد احتساب نفس تھا لیکن یہ اکتساب کا ذریعہ بنالیا گیا۔ صوفیاء اپنے مقامات روحانی اور مریدوں کی اخلاقی بیماریوں کی پردہ پوشی کرتے تھے لیکن آج کے صوفی تصوف پر کرامات کا اشتہار بن گئے ہیں''۔ [16]

Marfat.com

مشائخ قادریہ نے بھی قرآن وسنت کو تصوف کے اوّلین ماخذ میں شمار کیا اس کے بعد مشائخ کرام کے اقوال واعمال یعنی ملفوظات اور انکے معمولات۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ترجمہ: ''مخلوق کی موافقت کرنے سے دل کو پاک رکھنا، طبعی اخلاق سے علیحدگی اختیار کرنا، بشری صفات کو بجھا دینا، نفسانی خواہشات سے اجتناب کرنا، روحانی نفوس سے میل جول رکھنا، علوم حقیقی سے تعلق رکھنا اور ہر لحظہ ایسے امور کرنا جو اولیٰ اور افضل ہوں، تمام امت محمدیہ کی خیر خواہی کرنا، حقیقی طور پر اللہ سے وفا کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی تابعداری کرنا۔''

اور آپ کا یہ قول معروف ہے:

الخروج عن کل خلق دنی والدخول فی کل خلق سنی

''ہر گھٹیا اخلاق سے نکلنا اور ہر اچھے اخلاق میں داخل ہونا تصوف ہے۔''[6:55]

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

''كُلُّ حَقِيْقَةٍ لَايَشْهَدُ لَهَاالشَّرْعُ فَهِيَ زَنْدَقَةٌ.''

ترجمہ: ''جس حقیقت یا طریقت کی شرع، تائید وتوثیق نہ کرے اور اسے جائزہ نہ ٹھہرائے وہ صریحاً کفر الحاد ہے۔''[62]

شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''علما کا دامن پکڑلو، میں یہ نہیں کہتا کہ تم فلسفہ سیکھو بلکہ یہ کہتا ہوں کہ فقہ حاصل کرو کیونکہ اللہ جس کی بھلائی چاہتا ہے اسکو دین کی سمجھ (علم فقہ) عطا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی جاہل کو ولایت عطا نہیں کی، جب کسی ان پڑھ کو ولی بناتا ہے تو پہلے اسے علم عطا کرتا ہے۔''

مشائخ چشتیہ رحمھم اللہ کا نظریہ بھی یہی ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

Marfat.com

''اتفاق اصحاب طریقت و ارباب حقیقت است کہ اہم مطلوب است و اعظم مقصود از خلقت بشہ محبت ربّ العالمین است''

ترجمہ: ''اصحاب طریقت اور ارباب حقیقت کا اس باب میں اتفاق ہے کہ انسان کی پیدائش کا اہم مطلوب اور بڑا مقصود رب العالمین کی محبت ہے۔''[18:26]

حضرت چراغ دہلیؒ نے فرمایا: اگر کوئی مقام حقیقت سے گرے گا، طریقت میں رہے گا۔ طریقت سے ساقط ہوگا تو بارے شریعت میں رہے گا لیکن اگر شریعت سے بھی پاؤں پھسلا تو اُس کا ٹھکانہ کہاں ہے؟۔[16:23]

جزوی اور کلی طور پہ مشائخ کرام نے جن اصولوں کی پاسداری کی تلقین ایک سالک☆ کو کی ہے، اسکا خلاصہ کچھ یوں ہے۔

خانقاہ میں دو اصول پہلے سے مدِ نظر رکھنے چاہیں:

تخلیہ......گناہوں سے اپنے دل کو خالی کرنا۔

اور تحلیہ......اخلاق حسنہ کے زیور سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا۔

ا۔ترک کرے چار چیزوں کو ''دنیا، عقبیٰ، مولیٰ، ترکِ ترک''

اسے یوں بھی ادا کیا گیا ہے۔

☆ سالک اور مجذوب میں فرق یہ ہے کہ مجذوب کی مثال ایسے ہے کہ ایک شخص کی آنکھ پر پٹی باندھ کر آپ نے اُسے کسی سواری میں لادا، اور ایک نہایت خوشنما پُر فضا مقام پر پہنچا دیا، جہاں آنکھیں کھولیں تو وہ بھونچکا ہو کر رہ گیا، دوسرے کی مثال یہ کہ ایک نے باقاعدہ سفر کا آغاز کیا سامان باندھا، زادِ راہ لیا، گائیڈ (Guide) کو اپنے ساتھ رکھا، سیر کی، تمام نشیب و فراز دیکھے، وہ منزل پہ پہنچ کہ بھونچکا نہیں رہے گا بلکہ لطف اندوز ہوگا۔ پہلا اب دوسرے کسی کو ساتھ نہیں لا سکتا جبکہ مؤخر الذکر دوسروں کو بھی اس مقام پہ لانے کی سکت رکھتا ہے۔

Marfat.com

ترک دنیا، ترک عقبیٰ، ترک خودرا، ترکِ ترک ۔

۲۔ اختیار کرے...... توکل، تعبد، توسل

۳۔ توکل کرے...... توکل کے تین مدارج ہیں پہلا توکل جو مؤکل اپنے وکیل پر کرتا ہے۔ دوسرا جو بچہ اپنی ماں پر کرتا ہے۔ تیسرا وہ حال ہے جو مردے کا غسال کے ہاتھوں ہوتا ہے۔

۴۔ ذمائم کے سرچشمے چار ہیں، ان سے پرہیز ہر حال میں ضروری ہے۔ ''دنیا، خلق، شیطان اور نفس''۔ پھر دنیا کا علاج ''تجرد'' (اسباب دنیا سے بے رغبتی)، خلق سے بچاؤ ''تفرد'' (تنہائی) میں ہے۔ شیطان کا علاج محاربت (جنگ) اور نفس کا تقویٰ (خدا خوفی اور احتیاط) ہے۔

۵۔ قلت کرے چار چیزوں میں...... قلت الطعام، قلت المنام، قلت الکلام اور قلت الصحبت مع الانام ☆ ۔ یعنی کم کھائے، کم سوئے، کم باتیں کرے اور مخلوق سے کم ملے۔ ان میں بھی دو اصول زیادہ اہم ہیں، ان دو کو اپنانے سے باقی آسانی سے ہاتھ آجاتے ہیں۔ وہ ہیں قلت طعام اور قلت الصحبۃ مع الانام، کم کھائے گا تو ظاہر ہے کہ کم سوئے گا اور مخلوق سے کم ملے گا تو لازماً کم باتیں ہوں گی۔

چونکہ اسلام رہبانیت (ترک دنیا و مافیھا) نہیں سکھاتا۔ بلکہ دنیا کی اصلیت کو بے نقاب کرنا چاہتا ہے انما الحیوۃ الدنیا لعب و لھو ۔ کہ دنیا کی زندگی محض عارضی اور کھیل ہے۔ عارف رومی نے اس نقطہ کی خوب وضاحت کی:

☆ ہاں مگر یہاں مشائخ نے قلت وظیفہ رجولیت کو یہاں شرط قرار نہیں دیا، ایک تو یہ نفس کو زیر کرنے کا غیر فطری طریقہ ہوگا دوسرا یہاں نبی ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کی سنت کا ترک لازم آئے گا جو تصوف میں کہیں بھی مستحسن نہیں۔ بعض مشائخ نے کسی عذر کے سبب تجرد (نکاح سے دوری) کو اپنایا ہے مگر کثیر التعداد مشائخ کرام کی تعداد ازواج چار تک بھی تھی اور کثیر الاولاد بھی تھے۔ جناب غوث اعظم ہی کی ذات کو دیکھے چار ازواج اور انچاس کے قریب اولاد تھی۔

Marfat.com

چیست دنیا از خدا غافل بودن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

دنیا؛ خدائے تعالیٰ سے غافل ہو جانے کا نام ہے، پیسہ روپیہ، سونا چاندی، اولاد اور بیویاں تو نہیں۔

۶۔ ''وحدت مطلب'' کا معنی ہے ''مرید کا ارادہ شیخ کو اپنا بنا لینا''۔ یہاں نہ کیوں ہے نہ کیا، نہ منطق نہ استدلال، بلکہ مکمل تسلیم اور سپردگی...... اتباع کاملہ''۔

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

خانقاہ کی تربیت کے اصول:

خانقاہ...... دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔ خان فارسی میں خانہ اور قاہ عربی میں عبادت کو کہتے ہیں، یعنی عبادت گاہ یا دار العمل۔ سلوک کی تعلیم اس لیے ضروری ہے کہ درویشی کا مقصد ''اخلاق اللہ'' پیدا کرنا ہے اور اخلاق یا کسب سے پیدا ہوتا ہے یا پھر اہل دل کی صحبت سے، اسی صحبت کے حصول کی خاطر خانقاہوں کا وجود ناگزیر ہے۔ چونکہ یہاں کتابی علم نہیں بلکہ کتابی عمل کر کے دکھایا جاتا ہے۔

مشائخ چشت کے نزدیک خانقاہ چلانے کیلئے تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ''حال، قال اور مال...... حال یہ کہ انسانیت کے درد کو اپنا درد سمجھنا، قال...... علم ہے شریعت و طریقت کا، مال...... جو مخلوق کی بھلائی کے کام آئے۔ حضرات قادریہ بھی خانقاہ میں انہیں تین اصولوں کے پابند نظر آتے ہیں۔ اس سے کم تر کوئی اصول انکے لیے قابل قبول نہیں۔ فتوح یعنی خانقاہ میں نذورات بھی مشائخ عظام کی خدمت میں پیش کی جاتی تھیں، اسکا بھی یہی اصول تھا...... ''لا حدّ ولا ردّ ولا کدّ''، یعنی مرید پر شیخ نافذ یا مقرر نہ کرے، اگر پیش کرے تو اسکو رد نہ کرے،

Marfat.com

اور اگر نہ دے سکے تو جتلائے نہ اور نہ ہی تاکید کرے''۔[16:44]

حضور غوث اعظم کی خانقاہ میں بے شمار نذورات پیش ہوتی تھی جو شام سے پہلے پہلے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دی جاتیں یہاں تک کہ وہ لباس بھی جو آپؒ زیبِ تن فرماتے تھے، اگلے دن معاملہ پھر نئے سرے سے شروع ہوا کرتا تھا۔[13]

صوفیاء کے ہاں ایک مکمل نمونہ اخلاق یہ بھی ہے۔

اوّل صوم، دوم قیام شب بعبادت، سوم اخلاص عمل بہ تقرب الی اللہ۔ چہارم رعایت اعمال اور کسی رکن میں اللہ سے غافل نہ ہونا اور پانچواں توکل۔ یہی اصول، حقیقت مطلقہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔ان کو مقامات واحوال کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ وہ تمام احوال جن میں بندہ بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہوتا ہے اور پھر فقط اسی کا ہو جاتا ہے، مقام کہلاتا ہے جیسا کہ عبادات وریاضات اور مجاہدات، توبہ، ورع، زہد، فقر، صبر، رضا اور توکل وغیرہ۔ احوال سے مراد وہ پاکیزہ اذکار ہیں جو دل پر وارد ہوتے ہیں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک: یہ ایک ایسی کیفیت ہے جو دل میں اترتی ہے اور دائمی نہیں ہوتی۔ اس کی کیفیت مقامات کی طرح نہیں ہوتی، مثلاً: صدق، ایمان، یقین، اخلاص، معرفت، توکل، محبت، رضا، ذکر، انابت، خشیت، خوف، رجاء، صبر، قناعت، تسلیم، تفویض، تعریض، قرب، شوق، وجد، نظامت، حیا، شرم، تعظیم، مراقبہ، فکر، جلال اور ہیبت، یہ وہ احوال ہیں جن میں بندہ ہر وقت بارگاہ رب العزت میں موجود ہوتا ہے۔ اللہ کا عرش اس کے سامنے ہوتا ہے، عبادت وریاضت میں اسے مقام حضوری نصیب ہوتا ہے، وہ اس مقام پر فائز ہو کر اللہ کی عبادت اس طرح کرتا ہے جیسے دل کی آنکھوں سے مشاہدہ حق کر رہا ہو، یہ مقامات واحوال صوفی کو مقام اتصال تک لے جاتے ہیں جہاں بندہ اپنے خالق کے سوا کسی اور کا مشاہدہ نہیں کر پاتا۔

[18:21]

......❀❀❀......

Marfat.com

تحریکات سلسلہ قادریہ:

سلسلہ قادریہ کے عروج وتمکنت کیلئے کئی ایک تحریکات کا بھی ثبوت ملتا ہے، جو خود صاحب سلسلہ اور آپکے اخلاف نے چلائیں۔ عالم اسلام کا سب سے پہلا ''مدرسہ'' مسجد نبوی ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ اور سب سے پہلی ''خانقاہ'' صفہ مدینہ منورہ تھی۔ عالم اسلام کے تمام تر مجاہدین میں اسلامی جہاد کی صحیح روح پھونکنے والے یہ نفوس قدسیہ دراصل اولیاء کرام ہی تھے۔ جو صلیبی پرستاروں کی طرح نہ تو مخلوق خدا کو جنگ میں جھونک دینے والے تھے اور نہ ہی علماء یہود کی طرح محض ڈینگیں مارنے والے اور اندر ہی اندر موت سے سخت خائف تھے بلکہ اسلامی جہاد اور قربانی کا صحیح مفہوم سمجھنے والے تھے۔ نہ ہی تمام کے تمام صرف خانقاہوں میں بیٹھ کر نگرانی کرنے والے تھے بلکہ وقت آنے پر خود بھی میدان جہاد میں نکلنا ان کیلئے چنداں دشوار نہیں تھا۔ یہ روح دراصل ان نفوس قدسیہ میں نواسۂ رسول شہزادہ بتول پور علی المرتضی امام اہل الابتلاء امام حسین علیہ السلام کی پھونکی ہوئی ہے، بقول حضرت اقبال

رمز قرآں از حسین آموختیم
زِ آتش اُو شعلہ ھا اندوختیم
در نوائے زندگی سوز از حسین
اھل حق حریت آموز از حسین

احیائے دین محمدی ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کیلئے سب سے بھرپور کوشش صوفیائے کرام اور خانقاہی نظام کی طرف سے نظر پڑتی ہے۔ ان کی زندگیاں مجاہدانہ زندگیاں تھیں۔ انہوں نے دنیاوی عیش وآرام کو ترک کر کے اپنے نفس کو اس لیے مجاہدہ کی راہ پر ڈالا کہ بوقت ضرورت اگر جان بھی دینے کی نوبت آئے تو کسی قسم کی پس وپیش یا ہچکچاہٹ نہ ہو۔ گو کئی اولیائے عظام اور صوفیائے کرام کی زندگیاں خانقاہ کی حد تک مقید نظر آتی ہیں مگر اس سے انکار ممکن نہیں کہ ان کی نظر کیمیا گر نے کئی قابل رشک مسلمان مجاہد تیار کیے جنہوں نے جہاد بالسیف کے کئی کارہائے نمایاں سرانجام

Marfat.com

دیئے۔

محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے حضرت عامر بن عبداللہ جیسی تاریخ ساز ہستی کا ہاتھ کام کر رہا تھا۔سلطان محمود غزنوی پر حضرت ابوالحسن خرقانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی نگاہ فیض رساں کا اثر تھا جنہوں نے ایک بار جب سلطان محمود غزنوی نے حضرت کے کرتہ کے توسل سے مدد خداوندی حاصل کرتے ہوئے سومنات فتح کیا تھا) فرمایا: محمود! تونے ہمارے جبہ کی قدر نہیں کی اگر اس کے توسل سے تمام اہل ہند کے مسلمان ہونے کی دعا بھی کرتے تو قبول ہوتی ۔سبحان اللہ!

سلسلہ عالیہ قادریہ کی پرزور تحریکات میں سے اوّل صلیبی جہاد ہے۔سلطان صلاح الدین ایوبی اور اسکا باپ نجم الدین ایوب درگاہ غوثیہ کے ہی تربیت یافتہ مجاہد تھے۔صلاح الدین ایوبی کو آنجنابؒ غوث اعظم کی ہی اعانت حاصل تھی آپؒ نے اسکے باپ کو فرمایا تھا کہ ''عنقریب یہ بچہ اسلام کا عظیم مجاہد بنے گا''۔تاریخ شاہد ہے کہ جو عظمت اور برتری مجاہدین اسلام میں سے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے حصے میں آئی کسی اور کے نہیں اور نہ اسکی مثال تاریخ عالم کے صفحات میں ملتی ہے۔[63]

دوسری تحریک معتزلیّت کے خلاف اُٹھی ، یہ پلیٹ فارم بھی سلسلہ عالیہ قادریہ کا ہی فراہم کردہ تھا۔حضور غوث اعظمؒ کی خلفاء عباسیہ سے دوری اور نفرت اسی سبب سے تھی کہ وہ تمام معتزلہ کی پشت پناہی کرتے تھے اور آنجنابؒ ہر میدان میں معتزلہ اور ان کے اعوان کی حوصلہ شکنی فرماتے تھے۔

تیسری تحریک شیعیت کے رد میں چلائی گئی ،شیعہ برسوں سے اس بات کے عادی ہو چکے تھے کہ افراد اہل بیت میں سے کسی سرکردہ فرد کے اردگرد جمع ہو جاتے اور اپنے دام فریب میں پھنسا لیتے ۔نتیجہ تختہ دار یا شہادت نکلتا۔آپؒ نے جاہ وجلال کے منبر پر جلوہ افروز ہوتے ہی اس امر پر خصوصی توجہ فرمائی اور کسی بھی مذموم مقاصد رکھنے والے فرد کو اپنے گرد جمع نہیں ہونے دیا۔آپ

Marfat.com

نے سختی سے اس امر کی نفی کی کہ میرے آباءواجداد میں سے کوئی بھی جاہ پسندی اور حکومت کا طلبگار تھا ، بلکہ وہ دنیا کو مردار اور اسکے طلبگار کو کتے سے بدتر سمجھتے تھے۔ سیدنا علی المرتضی نے دنیا کو تین طلاقیں دے رکھی تھیں۔ انکا مقصد، موت یا زندگی ہر دو صورتوں میں شجر اسلام کی آبیاری تھا۔ شیعہ حضرات نے انکے اِس اعلیٰ وارفع مقصد کو داغدار کر کے محض جاہ وحکومت طلبی کے اندر محدود کر دیا۔ اور اک بڑا گروہ اولادِ علیؓ سے اسی وجہ سے دور ہو گیا۔ آپؒ نے اپنے آباء کی صحیح معنوں میں ترجمانی کی ،عوام الناس کی راہنمائی اور انکے قلوب و اذہان کو ایک نئی حیات بخشی اور ثابت کر دکھایا کہ میں ''محی الدین'' ہوں اور ''حیات اسلام'' یوں بھی ممکن ہے۔ کثیر خلق خدا نے عبد القادر کے روپ میں ، سراپا محی الدین دیکھا۔ حسنی و جیلانی وقت کا غوث اعظمؒ ہوا...... اور مخالفین کے ہاتھ ، آپؒ کے متعلق ''غیر سیّد'' ہونے کا صرف ایک کمزور ہتھیار رہ گیا، جو عالم اسلام میں مذاق سے زیادہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا۔

ایک سب سے اہم تحریک وہ تھی جو فقہاء اور صوفیاء کے مابین بڑھتی ہوئی کشیدگی کے خلاف چلائی گئی۔ فقہ وتصوف میں روز بروز بڑھتا ہوا فاصلہ کس قدر خطرناک تھا، شاید اسکا اندازہ کوئی چشم تصور میں کر سکے، آپ حضور کی کاوشوں سے یہ بُعد' قرب میں بدل گیا۔ صوفیاء ہی فقہ کے امام اور فقہاء ہی سالکین راہ حق ٹھہرے۔ غوثؒ اعظم کا یہ احسان ہی عالم اسلام پہ کیا کم ہے۔ ورنہ آج کیا حالت ہوتی اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

ثمرات سلسلہ قادریہ:

مندرجہ بالا پیراگراف میں جتنی باتیں گنوائی گئیں ان کے اثرات عالم گیر ثمرات کے طور پہ سامنے آئے۔

حق اور سچ وہ ہوتا ہے جسکی گواہی زمانہ اور وقت دے باقی باتیں تو محض کتابوں کی حد تک رہ جاتی ہیں۔ تاریخ کے طلباء جانتے ہیں کہ صلیبی جہاد میں پورا عالم عیسائیت اُمڈ آیا تھا، انکا مقصد

Marfat.com

عالم اسلام کو بالکل ہی تہ و بالا کر دینے کا تھا۔ اسوقت سلطان صلاح الدینؒ کا وجود خدا تعالیٰ کی رحمت تھی۔ اس جنگ کے اثرات دور رس نکلے۔ اس کے بعد عالم عیسائیت کو اسطرح کی مذموم حرکت کرنے جرات نہیں ہوسکی کہ وہ معاذ اللہ عالم اسلام کے بارے میں کوئی اس طرح کا (Image) بنائیں۔

معتزلیت کے خلاف یوں تحریک کامیاب ہوئی کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں مٹ گئے آج انکا نام لیوا بھی کوئی نہیں رہا۔

شیعہ کے عزائم کی کمر اس طرح ٹوٹی کہ آج ایک ہزار سال گزرنے کے باوجود بھی نہ تو عالم اسلام میں اپنا صحیح مقام بنا سکے اور نہ ہی اپنے اندرونی خلفشار کو ختم کر سکے۔ بیسوں فرقے اپنے تیئں رکھتے ہیں۔ نہ ہی اسکے بعد خاندان رسول اللہ ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ واہل بیت کے کسی فرد کو یوں فریب دے سکے، کہ وہ انکے گھٹیا مقاصد کا نوالہ بن سکے۔ تاریخ کا یہ باب ادھورا ہی رہ گیا۔ جبکہ عظمت اہل بیت رسول ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ لوگوں کے دلوں میں بڑھ گئی اور آج تک بڑھتی ہی جارہی ہے۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ بڑھتی ہی جائے گی یہاں تک کہ دنیا ازل سے ابد تک جا پہنچے۔

ایک اور اہم ثمرہ اسلام کو آپؒ کے وجود مسعود سے یہ ملا کہ مدرسہ و خانقاہ کی باہمی چپقلش ختم ہوگئی۔ فقہاء کی صوفیاء کے بارے میں تنگ نظری ختم ہوگئی اور اہل تصوف نے بھی علماء حق کو اپنی صفوں میں بخوشی مرحبا کہا۔ گویا حیات نبوی ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کا وہ زمانہ لوٹ آیا، جب ''صفہ'' ہی پہلی اسلامی درسگاہ بھی تھی اور خانقاہ بھی، ...... ''اصحاب صفہ'' ہی پہلے متعلم بھی تھے اور صوفی بھی۔ اہل تشیع کا جو یہ دعویٰ ہے کہ تصوف نے شیعیت کی آغوش میں پرورش پائی، بالکل کذب و اِفتراء ہے۔ بلکہ تصوف نے علویت، حَسنیت اور حُسینیت کی گود میں پرورش پائی نہ کہ شیعیت کی گود میں۔ تاریخ گواہ ہے کہ شیعہ تو ہمیشہ چند ایک سیاسی افکار کے اسیر رہے ہیں۔ حکومت

Marfat.com

اورخلافت کی طلب میں جان کھپانے والے تصوف تو کیا اسکی گرد راہ کو بھی نہیں پا سکے۔

آج اور اسوقت کائنات کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جہاں حضرات گیلانیہ، قادریہ کا فیض نہ پہنچا ہو، جہاں جہاں تک اسلام گیا وہاں وہاں تک سلسلہ عالیہ قادریہ کا فیضان گیا۔ دیار مصر سے لیکر خاک کاشغر تک، یورپ اور افریقہ تک ہر جگہ آنجناب کی اولاد امجاد نے اس جانفشانی سے آپ کا پیغام پہنچایا ہے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ عالم اسلام کا کونہ کونہ سادات گیلانیہ اور انکے متبعین سے منور ہے۔ اور وہاں بھی ذکر قادریت پہنچا ہوا ہے، جن ممالک میں ابھی تک اسلامی حکومتیں بھی نہیں بن سکیں۔ اعلیٰ حضرت بریلویؒ نے فرمایا:

بحر و بر، شہر و قریٰ، سہل و حزن، دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا
مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کونسی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

مولنا جامیؒ، نورالدین شطنوفیؒ مولنا عبدالقادر اربلی اور صاحب قلائد الجواہر نے ذکر کیا کہ کوئی بھی ایسا سلسلہ تصوف نہیں کہ جس نے جناب غوث اعظمؓ سے فیض نہ پایا ہو۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے تو اس حد تک فرمایا کہ ''اس رستے میں اولیاء اللہ کو جتنی بھی فیوض برکات پہنچی ہیں وہ حضور غوث اعظمؓ کے ذریعہ سے پہنچتی ہیں۔ [64] حضور غوث اعظمؓ سے سلطان الہند خواجہ اجمیری پیشوائے سلسلہ چشتیہ، شہنشاہ نقشبند خواجہ بہاؤالدین محمد اور سلسلہ سہروردیہ کے راہنما شہاب الدین عمر سہروردی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فیض حاصل کیا۔

مکہ المکرمہ میں آنجنابؓ کے پوتے سید ناصفی الدین صوفی اور حلب (شام) میں سید احمد گنج بخش سے سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت ہوئی۔

برصغیر میں قادریہ سلسلہ کی اس اصلاحِ احوال کی تحریک کے مورثِ اعلیٰ خانوادہ غوث

Marfat.com

الاعظمؓ کے فرزندِ جلیل حضرت مخدوم سید محمد الحسنی قادری المعروف محبوبِ سبحانی حضرت سید محمد غوث بندگی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جو حلب (مملکت شام) سے براستہ لاہور وملتان آخر اوچ میں اقامت پذیر ہوئے۔ آپ نے اپنے جدِ امجد حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مذہبی وروحانی تحریک کے ذریعے برصغیر میں اصلاحِ احوال کیلئے تصوف وعرفان کو اسلام کے زریں اصولوں کی نشر واشاعت کا ایک مرتبہ پھر قابلِ ذکر ذریعہ بنا دیا اور قادریہ سلسلہ کی دینی و اصلاحی تحریک کے ذریعے اسلام کو برصغیر میں لازوال استحکام حاصل ہو گیا جس کے ثمرات بعد میں شمالی، مغربی ہندوستان میں ایک آزاد اسلامی ریاست ''پاکستان'' کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ [مقدمہ:27]

جس سلسلے کی بات کرنے ہم جا رہے ہیں اس خاندان میں دو ہستیوں نے خود بہ نفس نفیس جہاد کیا اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے یعنی سید زین العابدین شہید بن مخدوم عبدالقادر ثانی اچوی اور حضرت سید موسیٰ پاک شہید (☆) بن سید حامد جہاں بخش بن سید عبدالرزاق بن مخدوم عبدالقادر ثانیؒ۔

ہماری بحث کا ماحصل یہی ہے کہ مشائخ کا کردار احیاء دین رسول ﴿صلی اللہ علیہ والہ وسلم﴾ کیلئے بڑا کارگر رہا ہے۔ انہوں نے علم جہاد خود ہاتھوں میں لیا ہو، یا وہی علم کسی اور ہاتھ میں دیا ہو بہرصورت استحکام دین اسلام کیلئے ان کی کاوشیں ناقابل فراموش ہیں۔ انکی خانقاہیں دراصل دینی درسگاہیں تھیں۔ انکا وجود ایک محافظ کا سا اور محض ان کی موجودگی ہی کئی مسائل کا حل تھی۔ بقول

کر رہی ہے درحقیقت کام ساقی کی نظر
میکدے میں گردش ساغر برائے نام ہے

(☆) سیدنا موسیٰ پاک شہید کی تصنیف کردہ کتاب'' ہدایۃ المریدین و إرشاد السالکین ''ایک شہکار ہے۔ جو طریقت قادریہ کا ایک مکمل نصاب بھی ہے۔ ادارہ ہذا سے چھپ چکی ہے۔ شائقین حضرات کیلئے مطالعہ کی دعوت عامہ ہے۔

Marfat.com

فصل دوم:

﴿اس فصل میں حضرت شاہ چراغ کے مشائخ عظام کا مختصراً ذکر خیر کیا گیا ہے، جنکی وساطت سے آپ کا شجرہ طریقت آنحضور ﷺ تک پہنچتا ہے۔﴾

حضرت داتا شاہ چراغ کا سلسلہ طریقت

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہٗ

علی المرتضیٰ ،اخ الرسول وزوج البتول فاطمۃؓ ،امام مظفر، باعث نزول سورۃ الدھر، اشرف المکین ،سید المؤمنین، ناصر المسلمین، عارف المبین ،امام الکاملین، آپکو اسد اللہ کا لقب عطا ہوا اور خیبر کی فتح آپ کے نام لکھی گئی۔آپ رسول ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ سے تقریبا ستائیس سال عمر میں چھوٹے تھے۔آپکی خدمات کا اسلامی تاریخ میں ایک سنہرا باب ہے۔آپ خلافت اسلامیہ کے چوتھے خلیفہ ہیں۔رسول ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ نے ایک موقع پر فرمایا''اما ترضی أن تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی ''کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ میری تمہارے ساتھ وہی نسبت ہے جو موسیٰ کی ہارون کے ساتھ ہے''۔[کتاب المناقب:2] پھر ایک موقع پر فرمایا'' العلی منی وأنا منہ '' علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں''[کتاب المناقب:2] اور کہیں فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔[کتاب المناقب:65] جس کا میں مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں۔بنص حدیث نبوی آپؓ ایمان اور نفاق کا معیار ہیں مومن آپ سے بغض نہیں رکھ سکتا اور منافق آپ سے محبت نہیں کرسکتا[کتاب المناقب:65]۔آپ کی تلوار اور آپ کے قلم نے بیک وقت کئی کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں۔آپکی تلوار نے اسلام کے داخلی اور خارجی فتنوں کو سرد کیا' جس کی شاندار مثال غزوہ بدر، احد، خندق، خیبر......اور داخلی فتنوں کی مثالیں جمل، صفین، نہروان ہیں۔آپکے قلم باکمال کے شاہ پارے......''نہج البلاغہ''، دیوان علیؓ،

Marfat.com

مفاتیح الجنان اس کے علاوہ ادب کی کتابوں میں ایک سمندر موجزن ہے مثلاً "کتاب الکامل للمبرد"، " البیان والتبین للجاحظ۔

آپ (۱۳ رجب کو خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ/ 661ع) ۶۳ سال کی عمر میں ایک خارجی عبدالرحمان ابن ملجم کے ہاتھوں شہادت پائی۔آپ تمام سلاسل ہائے تصوف (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ) کے مصدر ومرجع ہیں۔ہاں البتہ نقشبندیہ اسمیں تامل برتتے ہیں جبکہ انکا دست بدست شجرہ جناب امام تک پہنچتا ہے کیونکہ حضرت خواجہ بہاء الدین کا متصل شجرہ ابوعلی فارمدی تک پہنچتا ہے اور انکو فیض دو بزرگوں سے ہے ابوالحسن خرقانی اور ابوالقاسم کرگانی ...... ابوالحسن خرقانی کی ملاقات بایزید بسطامی سے ثابت نہیں جبکہ ابوالقاسم کرگانی ابوعثمان مغربی کی بیعت ہیں اور وہ ابوعلی کاتب سے اور وہ ابوعلی رودباری سے اور وہ جناب جنید بغدادی کے بلا واسطہ مرید ہیں [71:90]۔اور حضرت جنید کا سلسلہ تو معروف ہے۔ جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے سلسلہ کا ملانا، ان کا حسن ظن کے سبب سے ہے جو کہ اچھی روش ہے مگر امام علی المرتضٰی کے واسطے کا مکمل انکار کوئی قابل تحسین کام نہیں۔واللہ یھدی من یشاء

سیّدنا حسن مجتبٰی علیہ السلام

راحت قلب علی المرتضٰی و فاطمۃ الزہراء، راکب عاتق رسول اللہ، خلیفہ الخامس عنداللہ الإمام الحسن المجتبٰی، (۱۵ ماہ رمضان ۳ھ/ 624ع) کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔حضور ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔حضرت فاطمہؓ سے فرماتے میرے بچوں کو لے آو۔حضور ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کی تیس سال مقرر کردہ خلافت راشدہ کی مدت میں ۶ ماہ آپ کے حصے میں آئے۔آخر کار جب حالات سازگار نہ رہے تو ربیع الاول ۴۱ھ میں خلافت سے دستبردار ہوکر حضور ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کی اس پیش گوئی (ابنی ھذا سید ولعل اللہ أن یصلح بہ بین فئتین من المسلمین " کا ثبوت پیش کردیا کہ "میرا یہ بیٹا سردار ہے امید

Marfat.com

ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب مسلمانوں کے دوگروہوں میں صلح کروادے"۔[2:0:2]

کئی گروہ آپ کی صلح جوئی پر اس لئے طعنہ زنی کرتے ہیں کہ آپؓ نے ائمہ کی، خصوصاً جناب علی المرتضٰی اور امام حسینؓ کی روش کے خلاف طرزِ عمل اختیار کیا۔ یہ انکی کج فہمی ہے آپ نے نہ ہی ائمہ کی سنت کے خلاف کیا بلکہ عین انکی سنت کے مطابق کیا امام علی المرتضٰی سے لیکر امام محمد مہدیؑ تک، تمام ہی صلح جو تھے۔ امیر المومنین امام علی اور امام حسینؓ پر جنگ مسلط کی گئی، انکا یہ عمل اضطراری تھا نہ کہ اختیاری، ورنہ علی المرتضیٰؑ اور امام حسین شہید کربلاؑ جیسا صلح جو شخص چشم فلک نے آج تک نہیں دیکھا۔ آپ کی پوری زندگی اسکی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد امام علیؑ نے نصیحت کی کہ پہلے دعوت مبارزت کسی کو نہ دینا اور جب کوئی بلائے تو کبھی مبارزت نہ ٹھکرانا، قبول کرلینا ہی مردانگی اور جوانمردی ہے۔

پھر فرمایا اللھم إنی أحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ" اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما"۔[کتاب المناقب:65] جس شہزادے کی محبت کا درس خود نبی مکرم ﷺ نے دیا ہو اسکے فضائل کسی بیان کے محتاج نہیں۔ آپکا وصال پر ملال (۴۷ برس کی عمر میں ۵ ربیع الاول ۵۰ ھ/30 ستمبر 671ع) میں زہر خورانی سے ہوا آپکا مزار جنت البقیع میں ہے۔[97]

سیّدنا امام حسین علیہ السلام

گوشہ جگر علیؑ و زہراؑ، شبیہ رسول اللہ، امام اہل الابتلاء فی الکرب والبلاء آنجناب امام حسین کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے وہ عظیم الشان قربانی دی کہ تاریخ عالم میں اسکی مثال نہیں ملتی۔ احادیث نبویہ آپکے مقام و مرتبہ پر شاہد ہیں۔ آقا دو عالم نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) "همار یحانتای من الدنیا، " حسن و حسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں" [2:0:2]۔ آپکی ولادت (۴ھ/625ع) کو مدینہ میں ہوئی اور (۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ/680ع) میں کربلا کے مقام پر اپنوں کے ہاتھوں شہید کردیے گئے۔ آپکا یوم شہادت آج بھی عالم اسلام میں

Marfat.com

عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔آپکا مرقد منور کربلا معلیٰ میں ہے۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

درمیان امت کیوان جناب
ہم چوں حرف قل ھواللہ درکتاب (اقبال)

آپ کا کلام ''دیوان الامام الحسین'' (مطبوعہ، دارالمکتبۃ الھلال، بیروت) کی صورت میں دستیاب ہے۔شب عاشور تلوار صاف کرتے ہوئے یہ اشعار کہے:

یَـــادَھْــــرُاُفٍ لَّکَ مِــن خَـلِیـــلٖ
کَـــمْ لَکَ بِــــالِاشْــرَاقِ وَالْاَصِیْـــلٖ
مِـــنْ صَـاحِـــبٍ اَوْطَـالِـــبٍ قَتِیْـــلٖ
وَالــــدَّھْـــرُ لَایَـــقْـنَـــعُ بِـــالْبَـدِیْـــلٖ
وَاِنَّـــمَـــا الْاَمْـــرُاِلَـــی الْـجَـلِیْـــلٖ
وَکُـــلُّ حَـــیٍّ سَـــالِکُ السَّبِیْـــلٖ

''اے زمانے! تو کتنا بےوفا دوست ہے۔ ہر صبح وشام تیرے ہاتھوں کتنے ہی مارے جاتے ہیں۔۔۔۔۔

یہ زمانے سے عوض قبول نہیں کرتا......

سارا معاملہ تو اللہ رب جلیل کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ہر زندہ شخص موت کی راہ پر گامزن ہے۔۔۔۔''

چھوٹی بحر کے درج ذیل اشعار میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کس قدر اعتماد اور توکل کا اظہار کیا ہے اور مصائب ومشکلات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کرنے کا درس دیا ہے۔

اسی روز آپ نے اپنی بہن سیدہ زینب کو نصیحت فرمائی، کیا خوب ہے:

Marfat.com

(بہن! تقویٰ کو پیش نظر رکھو۔ اللہ کے نام سے تسلی حاصل کرو۔ اور جان لو کہ زمین والے باقی رہیں گے، اور نہ آسمان والے۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے ماسوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔۔۔ میرے باپ، میری ماں، اور میرے بھائی مجھ سے بہتر تھے۔۔۔ ان کیلئے، میرے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے رسول اللہ ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔۔۔ فرمایا: اے میری بہن! تجھے قسم دیکر کہتا ہوں کہ میری موت پر گریبان نہ پھاڑنا، چہرہ نہ نوچنا اور نوحہ و بین نہ کرنا)۔[83:59:4]

شیعہ عالم مُلا باقر مجلسی نے بھی اس وصیت کا تذکرہ کیا ہے۔

زنہاکہ دست ازشکیبائی برمداریدو کلام ناخوشی برزبان میادید که موجب نقص ثواب شماگردد۔۔۔

(خبردار! صبر کا دامن ہرگز نہ چھوڑنا اور زبان پر کوئی نہ مناسب کلمہ نہ لانا، جو تمہارے ثواب میں کمی کا باعث بنے)۔[84:408]

سیّدنا امام علی بن حسین علیہ السلام

یادگار نبوت، پیشوائے دین وملت آپ ائمہ اہل بیت کے چوتھے اِمام ہیں۔ آپکی ولادت جمعہ ۱۵ جمادی الآخر ۳۸ ہجری میں ہوئی۔ آپکی کنیت ابو محمد اور القاب زین العابدین، سجاد، ذکی، امین ہیں۔ آپ انتہائی حلیم الطبع اور فطین الذہن تھے۔ مخالفین کے اعتراضات کو بڑے تحمل سے سنتے اور جواب اِرشاد فرماتے۔ آپکا وصال ۱۸ محرم ۹۴ ہجری میں ہوا اور جنت البقیع میں اِمام حسن مجتبیٰ کے پہلو میں دفن ہوئے۔[98:205:2]

علماء کا بیان ہے کہ آپ شب و روز میں ایک ہزار رکعتیں ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فقراء مدینہ کے سو گھروں کی کفالت فرماتے تھے اور سارا سامان ان کے گھر پہنچایا کرتے تھے۔ ان میں بہت زیادہ ایسے گھرانے تھے جنہیں آپ یہ بھی معلوم نہیں ہونے دیتے تھے کہ سامان خورد و نوش رات کو کون دے جاتا ہے۔ آپ کا اصول یہ تھا کہ بوریاں پشت پر لاد

Marfat.com

کر گھروں میں روٹی اور آٹا وغیرہ پہنچاتے۔ آپ اگرچہ گوشہ نشینی کی زندگی بسر فرما رہے تھے۔ لیکن آپ کی روحانی اقتدار کی وجہ سے بادشاہ وقت ولید بن عبدالملک نے آپ کو زہر دے دیا۔ امام محمد باقر علیہ السّلام نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت حسن البصری رضی اللہ تعالی عنہ

خواجہ عالم، بدر السالکین، غوث الاِ سلام والمسلمین، سلطان الاولیاء والمتقین آپکا نام حسن اور کنیت ابو سعید ہے۔ آپکی ولادت (۲۱ھ/642ع) کو مدینہ منورہ میں ہوئی آپ نے سیّدنا علی المرتضیٰؓ سے فیض حاصل کیا اور حسنین کریمینؓ کی صحبت سے بھی بہرہ ور ہوئے۔ آپکو ام المؤمنین حضرت سلمہؓ کا دودھ پینے کا شرف حاصل ہے یہی دو گھونٹ اسکا باعث ہوئے کہ علم و فضل میں آپکی مثال نہ ملتی تھی۔ آپکے والد کا نام یسار اور والدہ کا نام خیرۃ تھا۔ آپ نے (۱۱۰ھ/ 731ع) میں وفات پائی آپکا مزار بصرہ میں ہے۔

آپکا شمار اکابر تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ بیک وقت صوفی، محدث اور مفسر قرآن تھے۔ سرکار علی المرتضی سے صوفیانہ تربیت پائی۔ جب لوگ کسی بھی مسئلہ میں پریشان ہو جاتے تو آپکی طرف رجوع کرتے، آپ ان کو قرآن وسنت کی روشنی میں اعلی حل بتاتے۔ ایک دفعہ مسئلہ جبر و قدر پیش آیا تو آپ نے امام حسن المجتبی کو ایک تفصیلی خط لکھ کر معلوم کیا، آپ نے بھی تفصیلی جواب بھیجا۔ فرمایا: کہ ہمارا مذہب جبر و قدر کے درمیان ہے۔ حجاج بن یوسف آپ کے صوفیانہ افکار اور حکومتی پالیسویں پر تنقید کی وجہ سے آپ کا دشمن ہو گیا۔ مگر آپ نے جان کی پروا کیے بغیر اپنے فرائض پورے کیے۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے فیض پایا۔ کئی سلاسل آپ کی ذات پر منتہی ہوتے ہیں۔ رسالہ فی فضل مکہ و کتاب الاخلاص اور ایک تفسیر بھی آپ سے ثابت ہے۔[85:219:5]

حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ

بحر المتبحرین، برہان حق و دین، خلیفہ اول و جانشین اعظم خواجہ حسن بصریؓ، ابو نصر، ابو محمد

Marfat.com

حبیب بن محمد عجمی، حضرت حسنؒ بصری کے ہاتھ پر توبہ کی اور توکل میں وہ بے مثال رتبہ پایا کہ خود پیرومرشد بھی حیران تھے۔ قرآن کریم سن کر گریہ فرماتے کسی نے کہا آپ تو عجمی ہیں پھر یہ مرتبہ کس طرح؟ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ "عجمی ہے مگر حبیب ہے"۔ آپکی وفات (۳ ربیع الآخر ۱۵۶ھ/3 مارچ 772ع) میں ہوئی آپکا مرقد مبارک بصرہ میں ہے۔

ایک مرتبہ حجاج بن یوسف ننگی تلوار لے کر جناب حسنؒ بصری کو شہید کرنے آیا، آپ اپنے حجرہ میں داخل ہوگئے اور حضرت حبیب کو کہا کہ کہنا میں یہاں نہیں ہوں، جب اس نے آکے پوچھا کہ حسنؒ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حجرہ کے اندر۔ وہ اندر گیا اس کو تلاش کے باوجود حسنؒ نہ ملے۔ آخرکار وہ آپ سے بدتمیزی کرتے ہوئے چلا گیا کہ تو نے مجھے جھوٹ کہا۔ آپ نے فرمایا میں نے سچ کہا حسنؒ اندر گئے تھے۔ سپاہیوں نے بھی اس کو کہا کہ ہم نے خود حسن کو اندر جاتے دیکھا ہے۔ جب حضرت حسنؒ باہر تشریف لائے تو فرمایا: حبیب تو نے اسے بتلا دیا حالانکہ تجھے روکا تھا۔ تو آپ نے عرض کیا: شیخ میرے سچ نے آپ کو بچالیا، آپ اندر ہی تھے مگر اس بدبخت کی نظریں آپ کو دیکھ نہ پائیں۔ حضرت حسنؒ بصری یہ کرامت دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے۔

حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ

اِمام الاَتقیاء والصلحاء سلطان المتصوفین، صاحب اِدراک وعرفان ابوسلیمان داؤد بن نُصَیر الطائی قبیلہ طے سے تعلق تھا۔ کوفہ میں پیدا ہوئے۔ ۲۰ سال کی عمر میں اِمام اعظم کی شاگردی اختیار کی فن حدیث اور قراءت میں ماہر تھے۔ فقہ میں بھی اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ صاحبین (امام محمد و ابو یوسف) اپنے مسائل میں آپکو ثالث بناتے تھے۔ مگر روحانیت کی طرف اس طرح مائل ہوئے کہ ایک دن ساری کتب اُٹھا دریا بُرد کر دیں[❀] اور حضرت حبیب عجمیؒ کی خدمت میں حاضر

[❀] کتابیں عقلی و دنیاوی آلائش کا سبب ہیں جبکہ بحر وحدت میں کپڑے (دنیاوی جنجال) اتار کے ہی

Marfat.com

ہوئے تصوف میں وہ بلند مرتبہ پایا کہ حضرت فُضَیل بن عَیاض بھی آپ پر فخر کرتے تھے۔آپ اِمام ابو یوسفؒ پر اِمام محمدؒ کو ترجیح دیتے تھے فرماتے کہ محمدؒ نے ہمارے استاذ (ابوحنیفہؒ) کی سنت کو باقی رکھا جبکہ ابو یوسفؒ نے ترک کر دیا۔تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے عباسی حکومت کے پیش کردہ عہدہ قاضی القضاۃ [Chief justice] کو ٹھکرا دیا تھا بے شمار مظالم بھی آپ کے عزم واستقلال کو ہلا نہ سکے۔بالآخر شہید کر دیا گیا۔اس کے بعد امام ابو یوسف نے وہی عہدہ قبول کر لیا۔تو اس پر امام محمدؒ نے ان سے قطع تعلقی اختیار کر لی۔ان کا مقصد تھا کہ حنفی علماء حکومت کے زیر دست نہ ہوں۔جب کہ امام ابو یوسف کا نظریہ یہ تھا کہ اس طرح دین کا کام کرنے میں آسانی رہے گی اور حکومت شاید غلط فیصلوں سے باز رہے اور اپنے ظلم وستم کا دروازہ بند رکھے۔۱۶۵ھ میں وصال فرمایا۔(ان تمام بزرگوں کے تفصیلی حالات کیلئے تذکرۃ الاولیاء، وفیات الاعیان، اور تاریخ کی کتب میں ملاحظہ فرمائیں)

سیّدنا اِمام محمد الباقر بن علی (اوسط) علیہ السلام

عالم مصطفوی، وارث ولائیت مرتضوی، پیشوائے اہل یقین، امام المفسرین والمحدثین

آپ اِمام زین العابدین اور سیدہ فاطمہ بنت اِمام حسنؓ کے صاحبزادے تھے۔آپ (۳ ماہ صفر ۵۷ ھ/ 667ع) کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔آپکی کنیت ابوجعفر القاب باقر، شاکر، ہادی اور جانشین پیغمبر ہیں۔آپکا شمار اسوقت کے بڑے بڑے علماء میں ہوتا تھا۔اِمام اعظم جیسے مجتہد آپکی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔آپ حقیقت ومعرفت کی کلید تھے۔علامہ ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ حضرت کا خود ارشاد ہے کہ علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیٔ۔ہمیں طائروں تک کی

چھلانگ لگانا ممکن ہے۔ ؎ صد کتاب وصد ورق در نار کن روئے خود را جانب دلدار کن

حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے پوچھا۔ یا رب ما علم العلم ؟ قال یا غوث الاعظم علم العلم ھو الجھل عن العلم۔اے میرے رب علم کا علم کیا ہے؟ فرمایا علم کا علم......علم سے ناواقف ہو جانا ہے۔)

Marfat.com

زبان سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر چیز کا علم عطا کیا گیا ہے۔[67]

آپ کے فرمودات طیبات میں ہے:

- ایک عالم کی موت کو ابلیس نوے عابدوں کے مرنے سے بہتر سمجھتا ہے۔
- ایک ہزار عابد سے وہ عالم بہتر ہے جو اپنے علم سے فائدہ پہنچا رہا ہو۔
- بدترین عیب یہ کہ انسان کو اپنی آنکھ کا شہتیر دکھائی نہ دے، اور دوسروں کی آنکھ کا تنکا نظر آئے۔ یعنی اپنے بڑے گناہ کی پروانہ ہو اور دوسروں کے چھوٹے عیوب اسے بڑے نظر آئیں اور خود عمل نہ کرے۔ صرف دوسروں کو تعلیم دے۔
- جو خوشحالی میں ساتھ دے اور تنگ دستی میں دور رہے، وہ تمہارا بھائی اور دوست نہیں ہے۔
- تین چیزیں خدا نے تین چیزوں پر پوشیدہ رکھی ہیں۔
- اپنی رضا اپنی اطاعت پر، کسی فرمانبرداری کو حقیر نہ سمجھو شاید اسی میں خدا کی رضا ہو
- اپنی ناراضی اپنی معصیت میں۔ کسی گناہ کو معمول نہ جانو شاید خدا اسی سے ناراض ہو جائے۔
- اپنی دوستی یا اپنے ولی، مخلوقات میں کسی شخص کو حقیر نہ سمجھو، شاید وہی ولی اللہ ہو...... [67:321]

آپ اگرچہ اپنے علمی فیوض و برکات کی وجہ سے اسلام کو برابر فروغ دے رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ہشام بن عبدالملک نے آپ کو زہر کے ذریعہ سے شہید کرادیا۔[67:332]

آپ نے (۷ ماہ ذی الحج ۱۱۴ھ/733ع) میں وصال فرمایا۔ آپکا مرقد انور آپکے والد ماجد کے پاس جنت البقیع میں ہے۔

سیّدنا امام جعفر بن محمد علیہ السلام

سرحلقہ اہل کمال، دائم مشاہدہ ذوالجلال امام الائمہ، امام الفقہاء امام ابو عبداللہ جعفر الصادق بن امام محمد باقر آپکی والدہ ماجدہ فروۃ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق رض تھیں۔ آپ (۱۷ ربیع الاول ۸۰ھ/702ع) میں پیدا ہوئے۔ آپ جناب کو دو طرف سے فیض ملا آپ کے

Marfat.com

نانا قاسمؒ بلند پایا محدث تھے۔ ہزاروں لوگ آپ کے حلقہ درس میں شریک ہوتے۔اس دور کے تمام ائمہ اور صالحین نے آپ سے کسب فیض کیا۔آپ کو اختلاف الرائے کے علوم پر بڑا عبور حاصل تھا، امام ابوحنیفہؒ نے بھی بطور خاص معرفت امام جعفرؑ حاصل کی، انہی کا قول ہے کہ لو لا السنتان لھلك النعمان ''اگر زندگی میں یہ دو سال (امام جعفر کی صحبت کے) نہ ملتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا''۔[68]

آپ کے کلمات طیبات میں سے:

- سعید وہ ہے جو تنہائی میں اپنے کو لوگوں سے بے نیاز اور خدا کی طرف جھکا ہو پائے۔
- جو شخص کسی برادر مومن کا دل خوش کرتا ہے، خداوند عالم اس کے لیے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس کی طرف سے عبادت کرتا ہے اور قبر میں مونس تنہائی، قیامت میں ثابت قدمی کا باعث، منزل شفاعت میں شفیع اور جنت میں پہنچانے میں رہبر ہوگا۔اس نیکی کا تکملہ یعنی کمال یہ ہے کہ اس میں جلدی کرو، اور اسے کم سمجھو، اور چھپا کے کرو۔
- شیطان کے غلبہ سے بچنے کے لیے لوگوں پر احسان کرو۔
- جب اپنے کسی بھائی کے وہاں جاؤ تو صدر مجلس میں بیٹھنے کے علاوہ اس کے ہر نیک خواہش کو مان لو۔
- جو تمھیں عزت کی نگاہ سے دیکھے تم بھی اس کی عزت کرو، اور جو ذلیل سمجھے تو اس سے خودداری برتو۔
- بخشش سے روکنا خدا سے بدظنی ہے۔
- دنیا میں لوگ باپ دادا کے ذریعہ سے متعارف ہوتے ہیں اور آخرت میں اعمال کے ذریعہ سے پہچانے جائیں گے۔
- انسان کے بال بچے اس کے اسیر اور قیدی ہیں نعمت کی وسعت پر انھیں وسعت دینی چاہیے

Marfat.com

ورنہ زوالِ نعمت کا اندیشہ ہے۔

- مومن وہ ہے جو غصہ میں جادۂ حق سے نہ ہٹے اور خوشی سے باطل کی پیروی نہ کرے۔
- جو خدا کی دی ہوئی نعمت پر قناعت کرے گا، مستغنی رہے گا۔
- جو دوسروں کی دولت مندی پر للچائی نظریں ڈالے گا، وہ ہمیشہ فقیر رہے گا۔
- جو راضی برضا خدا نہیں وہ خدا پر اتہام تقدیر لگا رہا ہے۔
- آپ طب اور نجوم میں خاصی مہارت رکھتے تھے۔

آپ کا قاعدہ تھا کہ آپ مالداروں سے زیادہ غریبوں کی عزت کرتے تھے۔ مزدوروں کی بڑی قدر فرماتے تھے۔ خود بھی تجارت فرماتے تھے اور اکثر اپنے باغوں میں بہ نفس نفیس محنت بھی کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ بیلچہ ہاتھ میں لیے باغ میں کام کر رہے تھے اور پسینہ سے تمام جسم تر ہو گیا تھا۔ کسی نے کہا، یہ بیلچہ مجھے عنایت فرمائیے کہ میں یہ خدمت انجام دوں۔ حضرت نے فرمایا، طلب معاش میں دھوپ اور گرمی کی تکلیف سہنا عیب کی بات نہیں۔ غلاموں اور کنیزوں پر وہی مہربانی رہتی تھی، جو اس گھرانے کی امتیازی صفت تھی۔ آپ کی تصانیف کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بے شمار کتابیں و رسالے اور مقالات دنیا والوں کو فیضیاب فرمایا ہے۔ آپ چونکہ علوم میں غیر محدود تھے۔ اس لیے آپ کی کتابیں ہر علم میں ملتی ہیں۔ آپ نے علم دین، علم کیمیا، علم رجز، علم فال، علم فلسفہ، علم طبیعیات، علم ہیّت، علم منطق، علم طب، علم سمیات، علم تشریح الاجسام وافعال الاعضا علم الٰہیات و مابعد الطبیعات وغیرہ وغیرہ پر خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ اور لیکچرز دیئے ہیں۔ ہم اس مقام پر صرف تین کتابوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ (۱) کتاب الجفر (۲) الجامعۃ فی الجفر (۳) تقسیم الرؤیا۔ [85:207:5]

آپؒ نے (۱۵ ماہ رجب ۱۴۸ھ/765ع) کو رحلت فرمائی، مزارِ اقدس اپنے والد ماجد کے پاس جنت البقیع میں ہے۔

Marfat.com

حضرات نقشبند اپنا سلسلہ طریقت آپ تک منتہی کرتے ہیں۔ اور یہاں سے آپ کے نانا قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق سے ملا کر جناب صدیق اکبرؓ تک پہنچاتے ہیں۔ انکا حسن ظن تو خوب ہے۔ مگر یہاں جناب علی المرتضیٰ کے واسطہ کی نفی کرنے کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔

سیّدنا إمام موسیٰ بن جعفر علیه السلام

پیشوائے اہل بصیرت اِمام الکاظمین اِمام ابوعلی موسی بن جعفر الکاظم آپ کی ولادت باسعادت (۷صفر المظفر ۱۲۷ھ/744ع) میں ہوئی۔ کمال حلم اور غصہ دبانے کی وجہ سے آپ کا لقب کاظم پڑ گیا آپ کو صابر اور امین بھی کہا کرتے تھے۔ آپ کے کمالات خوارق عادات بہت ہیں آپ نے ظاہری وباطنی فیض اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ آپ ہر دل عزیز شخصیت تھے ہزاروں لوگ آپ کی زیارت کیلئے بے تاب رہتے اسی وجہ سے خلیفہ ہارون الرشید عباسی آپکا حاسد ہو گیا اور ایک سازش کے الزام میں گرفتار کروا کر زندان میں ڈالدیا۔ آپ زندان میں بغیر کھائے پیے خداوند قدوس کی عبادت میں مصروف رہتے۔ آپ نے اسکے کھانے کا ایک لقمہ تک نہیں لیا۔ بلآخر زبردستی زہر پلا دیا گیا۔ علامہ شبلنجی لکھتے ہیں کہ جب ہارون رشید نے بصرہ میں ایک سال قید رکھنے کے بعد عیسیٰ بن جعفر والیِ بصرہ کو لکھا کہ موسیٰ بن جعفر (امام موسیٰ کاظم) کو قتل کر کے بادشاہ کو ان کے وجود سے سکون دے دے۔ تو اس نے اپنے ہمدردوں سے مشورہ کے بعد ہارون رشید کو لکھا کہ اے بادشاہ امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام میں، میں نے اس ایک سال کے اندر کوئی بُرائی نہیں دیکھی۔ شب وروز نماز روزہ میں مصروف ومشغول رہتے ہیں۔ عوام اور حکومت کے لیے دعائے خیر کیا کرتے ہیں اور ملک کی فلاح و بہبود کے خواہشمند ہیں۔ بھلا مجھ سے کیونکر ہوسکتا ہے کہ میں انھیں قتل کر کے اپنی عاقبت بگاڑوں۔ علامہ جامی لکھتے ہیں کہ آپ کو ہارون رشید نے بغداد میں لاکر تاعمری قید رکھا آخر میں اپنے وزیراعظم یحیٰ بن خالد برمکی کے ذریعہ سے قید خانہ میں زہر دلوادیا اور آپ وصال فرماگئے۔ آپ نے (۲۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ/798ع) میں وصال

Marfat.com

فرمایا بغداد (کاظمین) آپکا مدفن ہے۔[67:415]

سیّدنا امام علی رضا بن موسیٰ کاظم علیہ السلام

قبلہ جمیع اہل اسلام، واقف اسرار قدر و قضا امام ابو محمد علی رضا۔ آپکے القاب رضا، مرتضی، ضامن تھے۔ آپکی ولادت (۱۱ ذوالحجہ ۱۵۳ھ/770ع) کو مدینہ میں ہوئی۔ آپ امام المتصوفین تھے ہزاروں لوگ آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے۔ حضرت معروف کرخیؒ جیسے بلند پایا بزرگ آپکی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے۔ اس دور میں علم و معرفت میں کوئی بھی آپ کا ہم پلہ نہ تھا۔ آپ عالم آل محمد ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کے لقب سے پہچانے جاتے تھے۔ آپکے فیض سے عرب و عجم کا کوئی کونہ بھی خالی نہیں۔ آپ کی مقبولیت عامہ کی وجہ سے خلیفہ مامون الرشید عباسی نے آپکو مدینہ سے جبراً مرو بلوایا اور اپنا جانشین مقرر کیا تا کہ اسکی حکومت کو استحکام ملے مگر جلد ہی آپ کی شہرت و مقبولیت سے خائف ہو کر اپنے ہاتھوں سے زہر دے دیا۔ آپ نے فرمایا: مجھے علم دیا گیا ہے کہ میری موت تیرے ہاتھوں زہر پینے سے واقع ہوگی اور آج وہ دن آ گیا ہے۔

آپ نے طب میں رسالہ تصنیف کیا، ہم یہاں چند اقوال تبرکاً نقل کر رہے ہیں۔

فرمایا؛

- ﷲ بچوں کے لیے ماں کے دودھ سے بہتر کوئی دودھ نہیں۔
- ﷲ سرکہ بہترین سالن ہے جس کے گھر میں سرکہ ہوگا وہ محتاج نہ ہوگا۔
- ﷲ ہر انار میں ایک دانہ جنت کا ہوتا ہے۔
- ﷲ منقیٰ صفرا کو درست کرتا ہے، بلغم دور کرتا ہے، پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے، نفس کو پاکیزہ بناتا ہے اور رنج و غم کو دور کرتا ہے۔
- ﷲ شہد میں شفا ہے، اگر کوئی شہد ہدیہ کرے تو واپس نہ کرو۔
- ﷲ گلاب جنت کے پھولوں کا سردار ہے۔

Marfat.com

ﷻ بنفشہ کا تیل سر میں لگانا چاہیے اسکی تاثیر گرمیوں میں سرد اور سردیوں میں گرم ہوتی ہے۔
جو شخص زیتون کا تیل لگائے یا کھائے اس کے پاس چالیس دن تک شیطان نہ آئے گا۔
امام علیہ السلام کی شہادت کے بعد جو خبر سب سے پہلے اڑی، وہ یہ تھی کہ امام رضا کو مامون نے دھوکہ سے شہید کر دیا (تذکرۃ معصومین) علامہ نعمت اللہ الجزائری تحریر فرماتے ہیں کہ مامون رشید نے آپ کو انار اور انگور کے ذریعہ سے زہر دیا تھا۔

آپ کا وصال (آخر ماہ صفر المظفر ۲۰۲ھ/817ع) میں ہوا۔ مزار شریف مشہد مقدس (ایران) میں مرجع خلائق ہے' زائرین کی جتنی تعداد آپ کے مزار اقدس پہ دیکھی گئی ہے، اسکی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔

آپ سے خلق کثیر فیضیاب ہوئی، حضرت معروف کرخی نے بھی آپ کے دست اقدس پر توبہ کی اور سلوک معرفت کی منازل طے کیں۔

حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ

مقتدائے صدر طریقت، سلطان المتعبدین، اسد الدین، ابو محفوظ علی بن فیروز بن مرزبان الکرخی معروف شاید آپ کو عرف عام میں کہتے تھے۔ امام علی رضا کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے پھر حضرت داؤد طائی کی خدمت میں رہ کر فیض پایا۔ انکی وفات کے بعد پھر امام علی رضا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوری زندگی انہی کی خدمت میں ہی گزار دی۔ آپ جناب امام علی رضا کے ہاتھ پر ایمان لانا اور انکے ساتھ مراسم کو پوشیدہ رکھتے تھے، چونکہ شیعہ لوگ آپ کے دشمن تھے، سو ایک دن جب آپ امام علیہ السلام کے دروازہ پر بیٹھے تھے، اچانک شیعہ لوگ جمع ہو گئے اور آپ کو زدوکوب کر کے شہید کر دیا۔ [5:70] آپکا وصال (۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ/12 اگست 815ع) میں ہوا۔ فقر میں اعلی مقام رکھتے تھے اور مجیب الدعوات تھے۔ خواجہ ممشاد علوٗ دینوری جیسے بزرگ آپکی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ ۱۰۰ برس سے زائد عمر پائی آپکی تصانیف میں ایک

Marfat.com

تفسیر کا ذکر ملتا ہے۔ آپکا مزار بغداد میں ہے۔ آپ کو دو واسطوں سے فیض ہے۔ حضرت امام علی رضا سے خلافت حسینیہ میں بیعت کی جو ائمہ کرام سے ہوتی ہوئی جناب مولائے کائنات علی المرتضیٰؑ تک پہنچتی ہے۔ دوسری بیعت داؤد الطائی سے کی۔ حدیث کی سند میں بھی آپکا ذکر ملتا ہے۔

۞ آپ طہارت کا اس قدر التزام فرماتے کہ ایک دن نہر کے قریب پیشاب کیا، تو فوراً تیمم کر لیا، مریدین نے عرض کیا: ندی قریب تھی وضو فرما لیتے، تو جواب دیا کہ کیا پتہ میں ندی تک پہنچ پاؤں یا نہیں۔

۞ فرمایا: کہ آنکھیں بند رکھا کرو خواہ سامنے بکری ہی کیوں نہ ہو۔

۞ وفاداری کی حقیقت یہ ہے کہ دل غفلتوں کی نیند سے بیدار ہو، اور فضول قسم کی آفتوں کے غم سے فارغ ہو جائے۔

۞ سخاوت کرنا یہ ہوتا ہے کہ تنگی کی حالت میں بھی انسان ضرورت کی چیزیں بھی دوسروں کو دیدے۔

۞ آپؒ سے پوچھا گیا کہ دل سے دنیا کی قدر و قیمت کیسے نکل سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا جس سے بھی محبت ہو، صاف قسم کی ہو، اور آپس میں معاملہ صاف ستھرا کرے۔[5:70]

حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ

شیخ الشیوخ طریقت، ضیاء الدین، سراج العالمین، حضرت ابو الحسن سری سقطی البغدادی بن مُغلّس آپ حضرت جنید بغدادی کے ماموں تھے۔ آنجناب نے حضرت معروف کرخی سے بیعت کی۔ گرے ہوئے آم فروخت کیا کرتے تھے۔ اسی سبب سے نام سقطی پڑ گیا۔ جناب حبیب الراعیؒ کی دعا کی بدولت ولائیت میں بلند مرتبہ پایا بشر بن حارث حافیؒ سے بھی صحبت رہی۔ آپ نے (۳ رمضان ۲۵۳ھ/6 ستمبر 867ع) میں رحلت فرمائی مزار بغداد شریف میں ہے۔

آپ اہل بغداد کے امام تھے، تمام اہل بغداد آپ سے ہی نسبت رکھتے تھے۔ آپؒ

Marfat.com

نے حدیث کی روایت بھی کی ہے۔[5:48]

۞ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ چالیس سال سے شہد کی خواہش ہے جو ابھی پوری نہیں ہوئی۔فرماتے تھے کہ روزانہ آئینہ دیکھتا ہوں کہ کہیں گناہ کیوجہ سے چہرہ سیاہ نہ ہو گیا ہو۔

مزید فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسکا دین سلامت رہے، اس کے دل اور بدن کو آرام ملے اور اسکا غم کم ہو تو اسے لوگوں سے الگ ہو جانا چاہئے، کیونکہ یہ زمانہ علیحدگی اور تنہائی کا ہے۔

۞ چار چیزیں ابدال کی عادت ہوتی ہیں، حد درجہ پرہیز گاری کرنا، ارادہ صحیح رکھنا، لوگوں کیلئے دل کو سلامت رکھنا اور ان کی بھلائی کرنا۔

۞ ایک دن دعا کی: ''اے اللہ تو مجھے عذاب دینا چاہتا ہے تو اپنے پردے کی ذلت کا عذاب نہ دے۔

۞ فرمایا: عقل وہ ہوتی ہے کہ جس کے ذریعے اللہ کے کسی حکم اور روک پر دلیل قائم کی جائے۔[5:48]

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ

سید الطائفہ، طاؤس العلماء، امام الاولیاء، برہان الاتقیاء، صدر العرفاء، ابوالقاسم جنید بن محمد بن جنید البغدادیؒ آپکی ذات گرامی تمام اولیاء اللہ میں منفرد و ممتاز نظر آتی ہے۔آپ حضرت سفیان ثوری کے مذہب کے پیرو تھے۔آپ نے اپنے ماموں سریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جناب سری سے پوچھا گیا کہ کسی مرید کا رتبہ پیر سے بڑھ سکتا ہے تو انھوں نے فرمایا ''ہاں جیسے جنید کا مجھ سے بڑھ گیا'' ابن اثیر نے لکھا ہے کہ آپ اپنے وقت میں دنیا کے امام تھے۔آپ خواجہ ممشاد علو دینوری کے پیر صحبت تھے۔تصوف کی اولین کتاب ''اللمع'' کے مؤلف ابونصر سراج عبداللہ بن محمدؒ (م ۳۷۸ھ) کے شیخ ابو محمد عبداللہ بن المرتعشؒ (م ۳۲۸ھ) نے بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت

Marfat.com

کی۔آپ کی ولادت (۲۱۶ھ/ 831ع) میں ہوئی اور آپکا وصال (۲۷رجب المرجب ۲۹۷ھ/ 11اپریل 910ع) میں ہوا۔ آپکی تصانیف میں "عمدة السلوک" کا نام ملتا ہے۔(رسائل الجنیدؒ) مطبوعہ دار اقراء، دمشق، شام، یہ آپ کے تمام رسائل کا مجموعہ ہے، مزید کتاب "معالی الھمم" جو حضرت جنیدؒ سے منسوب ہے اردو ترجمہ کے ساتھ کتب خانہ قادریہ منگانی شریف، جھنگ میں موجود ہے۔ آپکا مرقد انور (شونیزیہ) بغداد میں ہے۔

شیخ جنیدؒ راہِ تصوف (❁) کے استاد ہیں اور ان کا احسان ہے کہ انہوں نے تصوف کو مدون و مرتب کر دیا اور مبتدی و منتہی کو کوئی دشواری نہ رہی۔[15:58]

حضرت ابوبکر شبلی رضی الله عنه

سلطان الملة، حجة الله، کہف الدین، اِمام اہل تصوف و عرفان، ابوبکر دُلف بن جَحْدَر الشبلی آپ بغداد کے ایک گاؤں شبلہ میں (۲۵۷ھ/ 871ع) کو پیدا ہوئے۔حضرت خیر النساج کے ہاتھ پر تائب ہو کر حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی آپ انکے رشتہ دار بھی تھے۔ مسلکاً مالکی تھے۔ انتہائی متقی اور پرہیزگار تھے۔ جنید فرمایا کرتے تھے کہ ہر قوم کا ایک سردار ہوتا ہے اور اس قوم کے سردار شبلیؒ ہیں۔آپ شیخ حسین بن منصور حلاج کے ہمعصر، بلکہ

(❁) الفاظ کا تعلق انسانوں کے سمجھنے سمجھانے سے ہے جو شعوری عمل ہے صوفی جس عالم کی بات کرتا ہے وہ ماورائے شعور ہے، اس کیلئے الفاظ کہاں سے آئیں لیکن اگر ورائے شعور کا رشتہ شعور سے ٹوٹ جائے تو دیوانگی اور مجذوبیت ہے، دانائی اور ہوشمندی نہیں۔ الفاظ جہاں انسانوں میں افہام و تفہیم کا ذریعہ ہیں وہاں انسانی ذہن کے ساتھ اشیاء کا رشتہ و ربط بھی انہیں کے واسطہ سے ہے اور انسان اپنے جذبات و واردات کو بھی انہیں کے ذریعہ سمجھنے پر مجبور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ورائے شعوری وارادات کا تجزیہ ضروری ہے اور اس کیلئے بھی ناگزیر ہے کہ الفاظ کا سہارا لیا جائے اور تصنیف و تالیف کی راہ اختیار کی جائے۔[60]

Marfat.com

ہمراز وہم مشرب تھے۔آپ کو حضرت جنید کی صحبت نے بچالیا جبکہ شیخ حسینؒ کو آزادروی لے ڈوبی۔آپ نے (۲۸ ذی الحجہ ۳۳۴ھ/ 30 جولائی 946ع) میں رحلت فرمائی۔مزار مبارک خیزران کے قبرستان میں ہے۔حدیث کی روایت بھی کی،اور فقہ مالکیہ میں فقیہہ تھے۔آپکی تصانیف میں ''اسرار العارفین'' اور ''اسرار الحروف'' کے نام ملتے ہیں۔[39:583:1]

ﷻ فرمایا کرتے تھے:تصوف کا مطلب' الفت پیدا کرنا اور مہربانی کرنا ہے۔

ﷻ پوچھا گیا کہ آدمی مرید کب ہوتا ہے؟ فرمایا جب سفر و حضر سامنے اور غائب ہوتے ہوئے بھی حال ایک جیسا ہو۔

ﷻ فرمایا: زہد، یہ ہے کہ تمام چیزوں سے توجہ ہٹا کر چیزوں کے رب کی طرف کرلی جائے۔

ﷻ جب دنیا کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ''یہ ابلتی ہنڈیا ہے اور کوڑے سے بھری ہوئی ہے۔ [5:237]

حضرت عبدالواحد رضی اللہ عنہ

ہادی الموٴحدین ، زین الدین ،خلاصہ اہل عرفان،وسیلہ ارباب ایقان ،الشیخ ابو الفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز بن حارث بن اسدؒ۔علوم ظاہری کے بعد بلاد عرب وعجم کی سیاحت کی مگر عمر شریف کا زیادہ تر حصہ بغداد معلیٰ میں ہی گذرا۔حضرت ابوبکر شبلیؒ کی خدمت میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ مذہباً حنفی تھے۔ آپکا وصال (۹ جمادی الثانی ۴۲۵ھ/ 1 مئی 1034ع) میں ہوا۔مزار شریف مقبرہ امام احمد بن حنبلؒ میں واقع ہے۔شیخ عبدالعزیز آپ کے والد ماجد اور پیر صحبت ہیں آپکا روحانی فیض بھی حضرت عبدالواحد کو پہنچا اس وجہ سے کئی جگہ آپ کا نام شجرہ طریقت میں شامل ہے۔(۱۱ ذوالحج ۳۳۲ھ) میں آپکا دار آخرت کیطرف انتقال ہوا۔مزار بغداد شریف میں ہے۔[39:623:1]

Marfat.com

حضرت محمد طرطوسی رضی اللہ عنہ

اِمام العاشقین، قطب الدنیاوالدین، فخر السالکین، علاءالدین، محرم اسرار خفی وجلی ابو الفرح محمد بن عبداللہ بن یونس الطرطوسی، ایک روایت کے مطابق آپکا نام یوسف ہے۔ آپ طرطوس کے رہنے والے تھے [❁]۔ آپ نے حضرت عبدالواحد کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ صبر وریاضت اور تجرید وتوکل میں یگانہ وقت تھے۔ (۳ شعبان ۴۴۷ ھ/28 اکتوبر 1055ع) میں وصال فرمایا آپکا مزار شریف طرطوس میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔[39:627:1]

آپؒ کے حالات بہت کم دستیاب ہوئے ہیں۔ نہ ہی کسی مؤرخ نے تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ آپ سے ایک سلسلہ طوسیہ بھی منسوب ہے۔

حضرت علی الھَکّاری رضی اللہ عنہ

شیخ الِاسلام، قطب العالمین، نصیر السالکین، حجۃ العارفین، شرف الدین، ابوالحسن علی بن احمد بن یوسف بن عرفہ القرشی الھکاری۔ آپ کی ولادت (۴۰۹ھ/1018ع) میں ہوئی۔ آپ نے حضرت ابوالفرح طرطوسی کے دست اقدس پر بیعت کی۔ کم کھانا، کم سونا اور زیادہ عبادت آپکی فطرت میں شامل تھا۔ بہت ساری احادیث مبارکہ آپکو زبانی یاد تھیں۔ لوگوں نے آپ کو شیخ

[❁] علامہ یاقوت الحمویؒ کے بیان کے مطابق طرطوس ولایت دمشق کا آخری ساحلی شہر ہے۔ یہ پہلے حمص اور بعض کے نزدیک ولایت طرابلس میں شامل تھا۔ طرطوس کے شمال میں سلسلہ کوہ پھیلا ہوا ہے اور شہر خلیج کے ایک سرے پر واقع ہے۔ جو دس میل لمبی ہے۔ طرطوس قدیم رومی قلعہ تھا جو حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت ۱۷ ہجری 638ء میں فتح ہوا۔ امیر معاویہ کے دور میں یہاں بحری اڈہ قائم کیا گیا۔ اور بحیرہ روم کے مشرقی جزیروں کو تاخت وتاراج کیا۔ جزیرہ داؤد (Rhodes) کو بھی اسی بحری اڈے سے فتح کیا گیا تھا اور یہیں سے قبرص وصقلیہ کے خلاف مہمیں ارسال کی گئیں تھیں۔

Marfat.com

الاِ سلام کا لقب دیا مگر آپ نے فرمایا کہ میں شیخ الاِ سلام نہیں ہوں۔ایک شخص نے دریافت کیا أانت شیخ الاسلام آپ نے فرمایالا بل أنا شیخٌ فی الاسلام کہ آپ شیخ الاسلام ہیں؟ فرمایانہیں بلکہ میں اسلام میں شیخ (کمزور،ضعیف) ہوں۔آپکا وصال (۱ محرم ۴۸۶ھ/ 1 فروری 1095ع) میں ہوا آپکا مزار بغداد شریف میں ہے۔[39:630:1]

حضرت مبارک مخرّمی رضی اللہ عنہ

سراج العالمین، مخدوم العارفین، سلطان الراشدین، فخر السالکین، مصلح الدین ابوسعید مبارک مخرّمی ✿ بن علی بن حسین بن بندار ہے۔آپ نے حضرت ابوالحسن ہکاری کے دست مبارک پر بیعت کی۔آپ کی بیعت روحی ائمہ اثنا عشر سے تھی۔آپ کی عظمت ومرتبہ کے اندازہ کیلئے یہی کافی ہے کہ قطب الاقطاب، غوث الاغواث محبوب سبحانی السید عبدالقادر جیلانی نے خرقہ خلافت آپ سے پایا۔جس مدرسہ میں غوث اعظمؒ درس دیتے تھے وہ مدرسہ آپ ہی کا تھا۔آپ مسلکاً حنبلی تھے۔آپ کی وفات (۷محرم ۵۱۳ھ/20اپریل 1119ع) میں ہوئی۔آپ کے

✿ عربی کے کئی شجرہ جات میں اس کا تلفظ مخرّمی اور کئی جگہ مخزومی بھی لکھا گیا ہے۔ڈاکٹر سید محمد فاضل جیلانی نے جدید تحقیق کے مطابق تفسیر جیلانی کے مقدمہ میں وضاحت سے مخزومی لکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

''تحفہ مرسلہ'' نام کا ایک مختصر سا رسالہ دستیاب ہوا ہے۔جس کے مصنف کا نام ''محمد ابوسعید مبارک بن شیخ علی'' ہے۔بعض کا خیال ہے۔کہ یہ ''ابوسعید محمد مبارک بن شیخ علی فضل اللہ بن راضی الدین ابی خالد بن مہران الطوّسی (م ۱۰۲۹ھ) ہیں۔لوگوں کا اصرار اسی پر ہے کہ یہ رسالہ مبارکہ حضرت مبارک مخزومی کا ہے۔زیادہ تقویت اس بیان کو رسالہ میں درج اس جملہ سے ہوئی کہ مصنف نے لکھا ہے کہ ''یہ میں نے اپنے روحانی اور صالح بیٹے سید عبدالقادر جیلی کیلئے تحریر کیا ہے۔مگر صحیح قول یہی ہے کہ یہ رسالہ آپکا نہیں ہے۔واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

حالات بہت کم کتابوں میں ہیں اور انتہائی قلیل' واللہ اعلم یہ کیا ماجرا ہے؟ حالانکہ آپ حنابلہ اور صوفیہ کے امام ہیں، فقہاء وعرفاء بیک وقت آپ سے فیض یاب ہوئے۔[70:137:1]

محبوب سبحانی

حضرت سیّدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

سید الاولیاء، وارث میراث انبیاء، نجیب الطرفین، ابن صاحب قاب قوسین، محبوبُ محبوبِ رب المشرقین والمغربین، پیران پیر، صاحب قول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ، مقرب بارگاہ احدیت، مقدس درگاہ صمدیت، غوث الأغواث، سید الأسیاد، میراں محی الدین السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانیؒ۔ آپ کے والد گرامی کا نام ابوصالح موسیٰ ہے۔ آپ کا نسب مبارک گیارہ مقدس واسطوں سے اِمام علی المرتضیٰؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے حضرت ابوعبداللہ حماد بن مسلمؒ دباس متوفیٰ (رمضان ۵۲۰ ہجری سے بھی کسب فیض کیا۔ آپ حضورؓ کے نام کی نسبت سے پورے سلسلہ طریقت کا نام ہی قادریہ پڑ گیا۔ آپ (یکم رمضان ۴۷۰ھ/18 مارچ 1078ع) کو جیلان میں پیدا ہوئے اور ۹۱ سال آسمان ولائیت پر پرواز کرنے کے بعد طریق آخرت کا رخ کیا۔ آپ کی رحلت (۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ/14 فروری 1166ع) میں ہوئی۔

حضور شیخ سید عبد القادر جیلانیؒ نے علم وادب، شریعت وطریقت اور تصوف واخلاق میں وہ گراں مایہ خدمات سرانجام دی ہیں کہ عالم اسلام میں اسکی نظیر لانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ اصول وفروعات میں آپ کی بے شمار تصانیف ہیں، جو اپنے ایک علیحدہ اسلوب کی وجہ سے منفرد پہچان اور درجہ رکھتی ہیں۔ آپ کا قول نہ صرف تصوف میں بلکہ شریعت میں بھی ایک سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کی تصانیف کی جو فہرست دستیاب ہوئی ہے، قارئین کرام کی نذر کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ مطبوعہ اور چند ایک ابھی غیر مطبوعہ ہیں۔

1۔ إغاثۃ العارفین وغایۃ منی الواصلین:(المستدرك علی معجم المؤلفین/ص 401

Marfat.com

عمر کحالة)

2۔ أورادالجيلانی:(المستدرك على معجم المؤلفين/ص 401عمر كحالة)

3۔ آداب السلوك والتوصل إلى منازل السلوك:(معجم المؤلفين /ج5/ص307 عمر كحالة)

4۔ تحفةالمتقين وسبيل العارفين:(ايضاح المكنون ج 1/ص 257ميرسليم)

5۔ جلاء الخاطرفى الباطن والظاهر:وهوعبارة عن مجموعة مجالس للشيخ فى الوعظ (كشف الظنون ص592)

6۔ حزب الرجاء والانتهاء للشيخ عبدالقادرجيلانی:(كشف الظنون ص663)

7۔ الحزب الكبير:(المستدرك على معجم المؤلفين/ص 401عمر كحالة)

8۔ دعاء البسملة :(المستدرك على معجم المؤلفين/ص401عمر كحالة)

9۔ الرسالة الغوثيه:موجودمنهانسخه فی مکتبه الأوقاف بغداد(صاحب كشف الظنون ص879)

10۔ رسالة فی الأسماء العظيمة للطريق إلى الله:(المستدرك على معجم المؤلفين /ص عمر401كحالة)

11۔ الغُنية لطالبى طريق الحق :وهومن أشهر كتب الشيخ ف بالتصوف والأخلاق والاداب الإسلامية وهوجزء ان

12۔ الفتح الربانى والفيض الرحمانى :وهوكتب من كتب الشيخ المشهورة وهوعبارة عن مجالس للشيوخ فى الوعظ والإرشاد

13۔ فتوح الغيب :وهوعبارة عن مقالات للشيخ فى العقائد والتصوف والإرشادويتالف 78مقالة

Marfat.com

14ـ الفيوضات الربانی :وهحذاالكتاب ليس للشيخ ولكنةيحتوى الكثير من أورادوأدعية وأحذاب لشيخ رضی الله عنه

15ـ معراج لطيف المعانی :(كشف الظنون ج2/ص1738)

16ـ يواقيت الحكم :(كشف الظنون ج2ب/ص2053)

17ـ سرالأسرارفی التصوف :وهوكتاب معروف وتوجدنسخه منه فی المكتبة القادرية ببغدادوفی مكتبة جامعة اسطنبول

18ـ الطريق إلى الله: كتاب عن الخلوة والبيعة والأسماء السبعة(المستدرك على معجم المؤلفين/ص401عمر كحالة)

19ـ رسائل الشيخ عبدالقادر:15رسالة بالفارسية يوجد نسخة فی مكتبةجامعة اسطنبول (كتاب محمدالعينى ص 246)

20ـ المواهب الرحمانية:ذكره صاحب روضات الجنات (كتاب محمدالعينى ص 245)

21ـ حزب عبدالقادرجيلانی:مخطوط توجدنسخة منه فی مكتبةالأوقاف ببغداد

22ـ تنبيه الغبی إلی رؤية النبی:نسخة مخطوطة بمكتبة الفاتيكانبروما(كتاب الشيخ عبدالقادرليونس السامرائی ص 15)

23ـ الردعلی الرافضة:نسخة مخطوطةفی المكتبة القادرية ببغداد(كتاب الشيخ عبدالقادرليونس السامرائی ص 16)

24ـ وصاياالشيخ عبدالقادر:موجودفی مكتبة فيض الله الشيخ مرادتحت رقم251(كتاب محمدالعينی ص 245)

25ـ بهجةالأسرار:مواعظ للشيخ جمعهاالشيخ نورالدين أبوالحسن علی بن يوسف

Marfat.com

اللقمی(کتاب محمدالعینی ص 246)

26۔ تفسیرالقرآن الکریم:فی مکتبة الشیخ رشید کرامی فی طرابلس الشام(کتاب الشیخ عبدالقادرلیونس السامرائی ص 15)

27۔ الدلائل القادریة

28۔ الحدیقةالمصطفویة:مطبوعة بالفارسیة و الأردیة

29۔ الحجةالبیضاء

30۔ عمدة الصالحین فی ترجمة غنیةالصالحین۔بالترکیة

31۔ بشائرالخیرات

32۔ وردالشیخ عبدالقادرجیلانی

33۔ کیمیاء السعادةلمن أرادالحسنی وزیادة

34۔ المختصرفی علم الدین۔نسخة مصورة بالفوتوغراف

35۔ مجموعة خطب

36۔ تفسیرالقرآن بخط یده: کشف الظنون

38۔ الکبریت الاحمرفی الصلاة علی النبی: کشف الظنون

39۔ مراتب الوجود: کشف الظنون

40۔ مواقیت الحکم: کشف الظنون

41۔ الطقوس اللاهوتیة: کشف الظنون

(تفصیلی حالات کیلئے ہماری کتاب ''انیس المظاہر فی سیرت سید عبدالقادر'' مطالعہ فرمائیں)

☆☆☆

Marfat.com

سیدعبد الوھاب قدس اللہ سرہ

اِمام الفضلاء ، صدر الاَ صفیاء ، مورد ِتجلیات سبحانی مخزن مشاہدات ربانی، شیخ الاِ سلام والمسلمین سیف الدین ابوعبداللہ سیدعبدالوہاب گیلانی القادری آپ جناب غوث اعظمؒ کے بڑے صاحب زادے تھے۔ (شعبان ۵۲۲ھ/اگست 1128ع) میں پیدا ہوئے۔ علوم ظاہری و باطنی میں آپ کی مثال نہ تھی اپنے وقت کے زبردست عالم، واعظ اور متقی انسان تھے۔ حضور غوث اعظمؒ کے وصال کے بعد خانقاہ اور مدرسہ کی ذمہ داری بھی آپ نے سنبھالی۔ رحمدل ہونے کے ساتھ ساتھ جود و صفا کی صفات سے بھی متصف تھے۔ آپکا وصال (۲۵ شوال ۵۹۳ھ/11 ستمبر 1197ع) میں ہوا۔ مزار بغداد کے محلّہ حلبہ میں ہے۔

(آپ کے متعلق مزید جاننے کیلئے کتاب" قطب الھند کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" مؤلف پیر طاہر حسین ، منگانی شریف ، جھنگ ملاحظہ فرمائیے)

سیّد عبد السلام قدس اللہ سرہ

قدوۃ الفقہاء والمحدثین، زبدۃ العلماء والمفسرین، فرد الاقطاب والاغواث، سیدعبدالسلام بن سیدعبدالوہاب آپ سیدنا غوث اعظم کے پوتے تھے۔ ابومنصور، ابونصر، ابوالفرح آپکی کنیتیں فضل اللہ اور صفی الدین آپ کے القاب تھے۔ کثرت عبادت و ریاضت کے باعث عرف عام میں صوفی پکارے جانے لگے۔ ظاہری و باطنی تعلیم اپنے والد ماجد اور دادا بزرگوار سیدنا غوث اعظمؒ اور کئی معروف علماء سے حاصل کیا۔ جب تک آپ اپنی والدہ کے بطن مبارک میں رہے سید عبدالوہاب اسطرف پشت نہ کرتے تھے۔ اپنے والد ماجد کے بعد از وصال خانقاہ غوثیہ اور مدرسہ کی تولیت آپ نے سنبھالی آپکی ولادت (۸ ذی الحجہ ۵۴۸ھ/24 فروری 1154ع) میں اور وفات (۳ رجب ۶۱۱ھ/8 نومبر 1214ع) میں ہوئی بغداد آپ کا مولد و مدفن بنا۔

[☆] متشدد حنابلہ آپ کی صوفیانہ طبیعت کی وجہ سے آپ کے خلاف ہو گئے۔ ابن الجوزی

Marfat.com

وغیرہ نے طرح طرح کے بے بنیاد الزامات آپ پر لگائے، دراصل انکی کوشش مدرسہ اور خانقاہ ہتھیا لینے کی تھی، وزیر ابن یونس کے حکم سے آپ کی کتب بھی جلا دی گئیں اور مدرسہ بھی کئی دن آپ سے چھین لیا گیا۔ آخر مدرسہ آپ نے اپنے چچازاد سید ابو صالح نصر بن سید عبدالرزاق، جو خلیفہ وقت کے مشیر و مقرب بھی تھے، کے سپرد کیا اور کئی دن مکہ شریف میں حرم پاک میں معتکف ہو گئے اور متولی کعبہ بھی رہے۔[70:54:2]

سید احمد قدس اللہ سرہ

سلطان الطریقت، برہان الحقیقت، قبلہ عالم، ابوالمسعود سید احمد المعروف احمد گنج بخش آپ سید صفی الدین صوفی کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی ولادت (۵۵۸ھ/1163ع) کو بغداد میں ہوئی۔ آپ کی کنیت ابومسعود بھی ہے آپ سقوط بغداد سے پہلے ترک سکونت کر کے روم تشریف لے گئے پھر حلب میں قیام پذیر ہوئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ اپنے والد بزرگوار کی طرح عرفان میں بے مثل رتبہ رکھتے تھے۔ تعلیم ظاہری اور باطنی کے زیور سے آراستہ تھے آپ کی کنیتیں ابونصر، ابوالعباس اور القاب حمید الدین، علم الدین بھی تھے۔ آپ کا وصال (۲۵ رجب ۶۳۰ھ/7 مئی 1233ع) میں ہوا آپ کا مزار اقدس حلب (شام) میں ہے۔[39:785:1]

سید مسعود گیلانی قدس اللہ سرہ

غوث المقربین، سراج العابدین، زین العارفین، نورالدین، ابوالبرکات، سید ابوعلی مسعود گیلانی عرف عام میں آپ کو غازی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ سید احمد گنج بخش کے صاحبزادے تھے اور انہیں کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلوک معرفت کی تمام منازل طے کیں۔ آپ حلب کے صوفیاء کے امام مانے جاتے تھے۔ آپ جناب (۶۲۰ھ/1223ع) کو بغداد میں پیدا ہوئے اور (۵ شعبان ۶۶۰ھ/25 جون 1262ع) کو حلب میں رحلت فرمائی، والد ماجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔[39:793:1]

Marfat.com

سید علی گیلانی قدس اللہ سرہ

مظہر کمالات نبویہ، مزین اطوار غوثیہ، مہبط انوار الٰہیہ، صالح الدین، ضیاء الدین ابوالحسن علی گیلانی، سید مسعود غازی کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن بھی تھی۔ (۶۴۵ھ/1247ع) کو حلب میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے روحانی تعلیم پائی اور انہیں کے دست پر بیعت کی۔ مجاہدہ وریاضت کے شائق تھے۔ دنیا واہل دنیا کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے۔ معرفت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ (۲ محرم الحرام ۷۱۵ھ/8 اپریل 1315ع) کو حلب میں وفات پائی اور اپنے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔ [39:798:1]

سید حسن شاہ میر میراں قدس اللہ سرہ

اِمام الطریقت، سلطان الحقیقت، غواص دریائے حقیقت، سراج الدین، شرف الدین، سید ابو محمد حسن المعروف شاہ میر میراں آپ کی کنیت ابوعبداللہ بھی تھی۔ اور آپ کے القاب جمال الدین اور اطہر بھی تھے۔ آپ سید علیؒ کے بیٹے تھے۔ آپ نے (۶۷۶ھ/1278ع) میں ولادت پائی ظاہری اور باطنی علوم اپنے والد ماجد اور سید صالح گیلانی سے تفسیر، حدیث اور فقہ حاصل کئے۔ اور خرقہ خلافت اپنے والد سے حاصل کیا۔ آپ حلب کی پسندیدہ ترین شخصیت تھے۔ آپ کا شمار جلیل القدر اور اکابر مشائخ میں ہوتا تھا۔ آپ کا دستر خوان ہمیشہ بچھا رہتا اور لنگر جاری رہتا۔ آپ کی شخصیت میں تواضع از حد تھا۔ آپ ایک دفعہ ہندوستان تشریف لائے پھر واپس حلب چلے گئے۔ (۸ ذیقعدہ ۷۶۶ھ/27 جولائی 1365ع) میں وفات ہوئی۔ حلب آپ کا مولد ومنشأ و مدفن بنا۔ [39:808:1]

حضرت سیّد محمد قدس اللہ سرہ

سلطان الاوتاد، رئیس الأفراد، قطب الواصلین، آفتاب دین وملت، حضرت ابو محمد سید شمس الدین محمد اعظم، آپ سید شرف الدین حسنؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ (۷۵۴/1353)

Marfat.com

کوحلب میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ظاہری تعلیم حلب کے بڑے بڑے فقہاء سے حاصل کی پھر تصوف وروحانیت کی طرف مائل ہوکر اپنے والد ماجد کے دست حق پر بیعت کی۔ آپ اہل طریقت حلب کے امام مانے جاتے تھے اور بڑے متوکل علی اللہ تھے۔ دروازے پر زائرین کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ (۳ ربیع الاول ۸۳۴ھ/ 1431ع) کو فوت ہوئے اور آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ [39:814:1] (ایک قول کے مطابق آپکی وفات ۸۸۵ھ میں ہوئی مگر پہلی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے -- ثانی عفی عنہ)۔

بندگی سید محمد غوث اچوی قدس اللہ سرہ

وارث خاتم النبیین و امام الصالحین، غوث العارفین، زبدۃ الفقہاء المحدثین، غوث الہند، محمد غوث اچوی حلبی بن سید شمس الدین محمد، آپ (۸۰۳ھ/ 1401ع) میں پیدا ہوئے (تاریخ اوچ میں ۸۳۳ھ) درج ہے۔ اپنے والد ماجد سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور ان سے ہندوستان جانے کی اجازت چاہی مگر آپ نے فرمایا کہ میری زندگی میں کہیں نہ جاؤ۔ انکی وفات کے بعد ایماء غیبی پر بغداد، خراسان، ترکستان سے ہوتے ہوئے ہندوستان آئے پہلے ناگور آئے پھر لاہور اور ملتان سے ہوتے ہوئے اوچ (بہاولپور) ۸۸۷ ہجری میں بحکم غوثیہ مستقل قیام فرمایا۔ آپ کا اقلیم ہند میں دوبارہ آنا ثابت ہے۔ سلسلہ قادریہ اگرچہ ہندوستان میں پہلے بھی شیخ عیسیٰ بن غوث الاعظمؒ کی نسبت متعارف تھا۔ مگر جو عروج آپ کی آمد سے ملا پہلے نصیب نہ تھا۔ خواجہ محمد حسینی بندہ نوازؒ اسوقت مسند خلافت چشتیہ پر متمکن تھے۔ نقشبند کے حضرت مولینا محمد زاہد بدخشیؒ (م ۹۳۶ھ) مسند آراء تھے۔ حسین مرزا حاکم سندھ اور سکندر لودھی سلطان دہلی آپ کے مرید ہوئے۔ ہزاروں طلبہ آپ کے حلقہ درس میں شریک ہو کر فیض یاب ہوتے۔ آپ کی وفات (۲۷ رجب ۹۲۳ھ/ 23 جولائی 1517) میں بعہد ظہیر الدین بابر ہوئی۔ مزار شریف اوچ گیلانیہ میں مرجع خلائق ہے۔

بیعت و خلافت : آپ نے بیعتِ طریقت اپنے پدر بزرگوار حضرت سید شمس الدین محمد حلبی

Marfat.com

کے مبارک ہاتھ پر کی اور تکمیلِ سلوک کے بعد خرقۂ خلافت پایا۔

بیعت روحی : آپ کی روحی بیعت رسولِ خدا ﷺ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے تھی۔ گویا روحانی طور پر فیض آپ نے ان نفوسِ قدسیہ سے حاصل کیا۔[39:819:1]

حرمین شریفین حاضری : ابتدائے جوانی میں آپ نے دُور دراز ممالک کے سفر کیے اور کئی مرتبہ زیارتِ حرمین شریفین زادھما اللہ تکریماً وتشریفاً سے مشرف ہوئے۔ اِسی دوران فریضۂ حج بھی ادا کیا۔

بشارتِ غوثیہ سے فتح یاب ہونا : آپ صاحبِ خوارق ظاہرہ وکراماتِ باہرہ تھے۔ حضرت مخدوم سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ سلطان بہلول لودھی (بادشاہِ ہند) نے اپنے شہزادے کو نوے ہزار (۹۰۰۰۰) فوج کا لشکرِ جرار بمع رسالہ فیلانِ جنگی دیکر ملتان پر حملہ کرنے کیلئے بھیجا۔ ادھر سلطان حسین لنگاہ والی ملتان کے پاس صرف دس ہزار (۱۰۰۰۰) سوار اور بیس ہزار (۲۰۰۰۰) پیادہ کی جمعیت تھی۔ جب دونوں لشکر رزمگاہ میں پہنچ گئے تو دشمن کی اکثریت دیکھ کر سلطان حسین کے ہوش وحواس اُڑ گئے۔ مگر چونکہ حضورِ غوثیہ کا مرید تھا۔ اس لئے خدمت میں عریضہ بھیج کر حقیقتِ حال عرض کی۔ آپ نے بشارت بھیجی کہ مقابلہ فریقین ضرور ہوگا۔ لیکن غم نہ کرو۔ دوسرے روز تم کو فتح نصیب ہوگی۔ سلطان حسین کو اس خوشخبری سے بہت تسکین ہوئی مگر مزید اطمینان کیلئے خود خدمتِ عالی میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا تم کیوں گھبراتے ہو۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ہمیں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم خود لشکرِ دہلی کو منہزم کریں گے۔ سلطان کو یقینِ کامل ہوا۔ چنانچہ دوسرے روز مقاتلہ ومحاربہ شدید شروع ہوا۔ آخر کار بقدرتِ حق لشکرِ دہلی کے پاؤں اکھڑ گئے اور بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان حسین لنگاہ سجدۂ شکر بجالایا اور حضور کی پابوسی کا فخر حاصل کیا۔[36]

تصنیفاتِ عالیہ : آپ شعروشاعری سے بھی رغبت رکھتے تھے۔ فارسی زبان میں بہت عمدہ

Marfat.com

اور لاجواب اشعار موزوں فرمایا کرتے۔ تخلص ''قادری'' فرماتے تھے۔ عارفِ ربانی حضرت مولنا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فضائل و کمالات اور اشعار کی گہری معنویت سن کر اکثر اپنے اشعار حضور کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے۔[38]

مفتاح الاخلاص: آپ اکثر مناقب حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ منظوم فرمایا کرتے۔ آپ نے ''خلاصۃ المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادر'' جو کہ امام یافعی کی تالیف ہے اس میں سے سو (۱۰۰) حکایاتِ غوثیہ بلاکم وکاست فارسی میں نظم کر کے اُس کا نام ''مفتاح الاخلاص'' رکھا اور اس کو ''روض الریاحین'' از امام یافعی کا تکملہ بنایا[27]۔

دیوانِ قادری: ☆ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف ''اخبار الاخیار'' میں اس کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں ''آپ نے غزلیات کا ایک دیوان بھی بزبانِ فارسی ترتیب دیا ہے جو صوفیوں میں متبرک و مقبول ہے''۔ پھر اس دیوان کے آخر میں دی گئی منظوم ترجیعات میں سے کچھ اشعار بطور تبرک قلمبند کیے۔ واضح ہو بعض کتب میں ''ترجیعات'' کے نام سے آپ کی علیحدہ کتاب واضح کی گئی ہے جو کہ غلط ہے۔ یہ کوئی علیحدہ کتاب نہیں بلکہ دیوانِ قادری کے آخر میں ہی درج ہیں اور اُسی کا ایک حصہ ہیں۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور کے ترجیع بند کے آخر شعر پر کچھ وضاحت بھی لکھی ہے۔ جیسے حضور فرماتے ہیں:

ما بلبل بوستانِ قدیمیم　　شہباز سفید دستِ اُنیم

شیخ محقق فرماتے ہیں ''ترجیع کا آخری شعر تلمیح ہے ساتھ وراثت نسبت شہبازیت کے جناب غوثیہ سے۔ کیونکہ ''بازِ اشہب'' حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے القاب میں سے ایک لقب تھا۔ جیسا کہ خود آپ نے بھی ''قصیدۂ قطبیہ'' میں فرمایا:

☆ یہ آپ کا دیوان ہے جس کی غزلیات کا ترجمہ ''آئینہ کرم'' میں علامہ ڈاکٹر جمیل قلندر صاحب قسط وار فرما رہے ہیں۔

Marfat.com

انا بلبل الافراح املاء دوحھا　　　طربا وفی العلیاء باز اشھب [37] ☆

حضور کے فرمودہ بعض عملیات :

برائے حاجت روائی: آپ نے فرمایا جو شخص نمازِ فجر کے بعد ہمیشہ سورہ مزمّل ایک بار پڑھا کرے اور اس سورہ میں چار (۴) جگہ پر ان آیات کو تین (۳)، تین بار پڑھے اور سورہ ختم ہونے کے بعد جو حاجت رکھتا ہو اللہ تعالیٰ سے مانگے تو ان شاء اللہ پوری ہوگی۔ وہ چار (۴) جگہ یہ ہیں: (۱) ربّ المشرق و المغرب لا الٰہ الّا ھو فاتخذہ وکیلاً (تین بار)۔ (۲) واللہ یقدّر الّیل والنھار (تین بار)۔ (۳) یبتغون من فضل اللہ (تین بار)۔ (۴) واستغفرو اللہ ان اللہ غفورٌ رّحیم (تین بار)۔ [39]

خلفائے حضرت بندگی سید محمد غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ :

حضور کے چاروں صاحبزادگان آپ سے دستِ بیعت اور خرقۂ خلافت کے حامل تھے۔ ان کا ذکر آئندہ صفحات میں کیا جائے گا۔ اب دیگر وہ خوش قسمت افراد جو اجازت وخلافتِ غوثیہ سے بہرہ ور ہوئے ان کے نام مع تعارف مختصر قلمبند کیے جاتے ہیں۔

سلطان قطب الدین لنگاہ: ان کا پہلا نام "رائے سہرہ" تھا۔ قصبہ سیوی نواحِ سندھ کے حاکم تھے۔ پھر شیخ محمد یوسف قریشی والی ملتان کو قید کر کے دہلی بھیج دیا اور خود سلطان قطب الدین لنگاہ کا لقب اختیار کر کے ملتان کے حاکم ہوئے۔ بقول صاحبِ شجرۃ الانوار حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے روحانی ارشاد پر اپنی بیٹی کا نکاح حضرت بندگی سید محمد غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کر دیا اور ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ سن وفات میں اختلاف ہے۔ تاریخ فرشتہ جلد دوم میں ۸۷۴ھ

☆ صوفیائے کرام کے نزدیک "باز اشہب" اُس ولی اللہ کو کہتے ہیں جو اپنے احوال میں متمکن ہو۔ اور طوارق وواردات الٰہیہ اُس کو جنبش نہ دیں۔ ظاہر خلق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ ہو۔

Marfat.com

اور ''ملتان کے بادشاہ، نامور گورنر اور حملہ آور'' میں ۸۶۴ھ بمطابق 1460ء درج ہے۔ ✿

سلطان حسین لنگاہ: اپنے والد سلطان قطب الدین لنگاہ کی وفات کے بعد حاکمِ ملتان بنے۔ نیک، دیندار، قدردانِ علم تھے۔ غازیخاں سے قلعہ ''سور'' فتح کیا۔ پھر بھیرہ، چنیوٹ ،خوشاب پر بھی تسلط جمایا۔ بعدازاں کوتکر سے قلعہ دھنکوٹ کو تحت تصرف کیا۔ شاہ حسین اپنے بھائی شاہ مہتاب الدین حاکمِ قلعہ ''کروڑ'' کی بغاوت فرو کرنے گیا ہوا تھا کہ اسے ملتان میں بادشاہِ دہلی بہلول لودھی کے لشکر آنے کی اطلاع ملی لہٰذا فوراً واپس پہنچا اور اپنے پیر و مرشد حضرت سید محمد غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دُعا اور بشارت سے اُسے شکستِ فاش دی۔ سلطان حسین لنگاہ کو کیچ مکران کے بلوچوں سے بڑی تقویت پہنچی۔ اس لیے انہوں نے سیت پور سے لیکر دھنکوٹ تک تمام علاقہ ان کی جاگیر کر دیا۔ ولایت بھکر اور ٹھٹھہ کے درمیان کا علاقہ قوم سمہ سے آباد تھا وہ جمشید کی نسل ہونے کیوجہ سے ''جام'' مشہور تھے۔ اُن کے دو (۲) سرداروں نے باہمی مخاصمت کی وجہ سے ان کی طرف رجوع کیا۔ انہوں نے اُن میں سے ''جام ابراہیم'' کو ولایت سور اور اوچ کی جاگیر عطا کر دی۔ سلطان

✿ اس سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ آپ حضرت بندگی سید محمد غوث گیلانی کے پہلے دورۂ ہندوستان میں مرید ہوئے اور اپنی بیٹی آپ کے عقد مبارک میں دی کیونکہ دوسری مرتبہ آپ نے ۸۸۷ھ میں اقامتِ اوچ اختیار فرمائی۔ گویا دوسری مرتبہ آمد سے پہلے ہی سلطان قطب الدین کی وفات ہو چکی تھی۔ مزید تاریخ اوچ از مولوی غلام احمد اختر میں لکھا ہے کہ ''سلطان قطب الدین کی قبر اسوقت مقبرۂ قادریہ کے اندر اوچ شریف میں ہے''۔ حالانکہ حضور یہاں پر ۸۸۷ھ میں رہائش پذیر ہوئے اور آپ کا وصال بھی ۹۲۳ھ میں ہوا۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ کو پہلے ہی اوچ میں دفن کیا گیا۔ بعدازاں توسیع روضہ شریف کے دوران آپ کی قبر بھی روضہ میں آ گئی یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ حضور غوثیہ کی تدفین کے بعد آپ کا تابوت بھی جہاں کہیں پہلے دفن تھے وہاں سے نکال کر شیخ کامل کے قدموں میں تدفین کی گئی۔ کیونکہ رشتہ کے اعتبار سے بھی وہ حضور کے سسر تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

حسین نے دہلی کی سلطنت کے ساتھ بھی باہم مصالحت کا عہد نامہ کیا اور حکومتِ گجرات و احمد آباد کے ساتھ بھی اتحاد قائم کیا۔ ۲۶ ماہِ صفر ۹۰۸ھ کو وفات پائی۔ چونکہ سلطان کا بیٹا فیروز شاہ ان کی زندگی میں ہی فوت ہو چکا تھا لہٰذا اس کا بیٹا محمود شاہ تخت نشین ہوا جو ۹۳۱ھ میں فوت ہوا اور اس کے فرزند حسین ثانی سے ٹھٹھہ کے حاکم مرزا شاہ حسین ارغون نے ۹۳۲ھ میں ملتان فتح کیا۔ [44:85] گویا ملتان میں خاندان لنگاہ کی مدت حکومت ۸۳ سال ہے۔

حضرت سلطان سکندر لودھی: حضور کے مرید خاص تھے۔ اپنے والد سلطان بہلول لودھی کی وفات کے بعد ۸۹۴ھ میں تختِ دہلی پر رونق افروز ہوئے۔ اصلی نام ''نظام خاں'' اور لقب ''علاؤالدین'' تھا۔ نہایت منصف تھے۔ رات کو رعایا کی خبر گیری خود کرتے۔ دور و دراز کے حالات سے باخبری کیلئے جاسوس رکھے ہوئے تھے۔ جو ہر ایک اُمر کی اطلاع پہنچاتے۔ فضلاء و اولیاء کے پاس خود حاضرِ خدمت ہوتے اور اُن سے استفادہ کیا کرتے۔ سال میں دو بار فقراء و مستحقین کو صدقات تقسیم کرتے۔ جمعہ کے روز بھی فقرائے شہر کو زر نقد دیا جاتا۔ ایام عید میں قیدی رہا کیے جاتے۔ شہر میں ہر روز مسکینوں، غریبوں کے واسطے لنگر خانے جاری تھے۔ محتاجوں کے واسطے وظیفے مقرر کیے جاتے اور تمام ملک کی مساجد میں موذن خطیب اور جاروب کش متعین کر کے ان کے وظیفے مقرر تھے۔ بعد از نمازِ عصر مسجد میں بزرگانِ دین صلحا و علماء کی ملاقات کر کے تا نمازِ مغرب تلاوتِ قرآن اور ذکر و تسبیح و تہلیل و اوراد میں مشغول رہتے۔ علم دوست تھے، امرا و ارکانِ دولت و سپاہ میں بھی خصوصی دلچسپی رکھتے۔ ارکانِ اسلام کے ازحد پابند تھے۔ گویا ان کے دورِ حکومت میں ہر طرف خیر ہی خیر تھی۔ اٹھائیس (۲۸) سال پانچ (۵) مہینے تختِ سلطنت پر رہ کر بروز یک شنبہ، ۷ ماہ ذیقعد ۹۲۳ھ کو وفات پائی۔ [57]

اب اُن دیگر خلفاء و اصحابِ غوثیہ کا نام درج کیا جاتا ہے جن کے مزید حالات دستیاب نہ ہو سکے۔

Marfat.com

حضرت سید محمد قادری

حضرت شیخ غلام محمد قادری

حضرت شیخ علو قادری

حضرت سید میر بغدادی[39]

حضرت مولینا عبدالقادر المعروف فقیر قادریؒ (آئیندہ صفحات میں تفصیل ملاحظہ کریں)

مخدوم سید عبد القادر ثانی قدس الله سره

سلطان الاَ تقیاء، نور نقطہ عرفان، مرکز دائرہ ایمان، محبوب غوث صمدانی، مہبط انوار الہی، آپ سید محمد غوث اچویؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت (۵ صفر المظفر ۸۶۲/1460ع) میں ہوئی۔ حاکمین وقت آپ کے والد کے عقیدت مند تھے۔ شروع میں آپ کی طبیعت آزادانہ تھی مثل شہزادگان وقت، آلات طرب کے ساتھ گانا بجانا سنتے، شکار کھیلتے والد گرامی نے ایک مرتبہ ڈانٹ ڈپٹ کی تو رات خواب میں حضور غوث پاکؓ کی زیارت ہوئی جو فرمارہے تھے محمد غوث! عبدالقادر میرا بیٹا ہے اسکی نگہداشت میرا کام ہے تم اپنے دوسرے بچوں کی نگرانی کرو صبح جب والد گرامی سے یہ خواب سنا تو دنیا ہی بدل گئی آلات طرب و سامان صید و شکار ٹھکانے لگا کر یوں تائب ہوئے کہ عبدالقادر ثانی ہوگئے۔ فقر و استغناء کی مثال نہ تھی۔ صائم النہار، قائم اللیل تھے حضور سید عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ (۱۸ ربیع الاول ۹۴۰ھ/1538ع) میں وفات پائی۔ آپ کا مزار اوچ گیلانیاں (ضلع بہاولپور) میں ہے۔[49:283]

خلفاء وسلاسل:

آپکے خلفاء میں:

آپکے دونوں بھائی۔

ا۔ سید عبداللہ ربانی رحمۃ اللہ علیہ۔ (جد امجد سادات لاہور تکیہ املی والہ و پشاور و مکھڈ)

Marfat.com

۲۔سید مبارک حقانی رحمۃ اللہ علیہ: جن سے سلسلہ نوشاہیہ کا آغاز ہوا۔

دونوں صاحب زادے:

۳۔سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ۔(پدرِ بزرگوار سید محمد غوث بالا پیر امیر ستگھروی)

۴۔سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ۔(جداعلیٰ سادات اچ وملتان)

اور بطور خاص آپکے پوتے (جنکو سجادہ نشین اوچ بنانے کی خواہش خود حضرت مخدوم ثانی کی تھی)

۵۔سید محمد غوث بالا پیر امیر گیلانی ستگھروی قدس اللہ سرہ (جداعلی سادات شیخو شریف، دیپالپور، بستی کیسہ، منچ بھاٹہ، سندھو سیداں شریف، راولپنڈی)

۶۔نواب محمد خان رحمۃ اللہ علیہ ناگوری

۷۔سردار غیاث الدین لنگاہ رحمۃ اللہ علیہ (فقیر صفت خادم خاص)

تمام خلفاء سے سلسلہ فیض جاری ہوا اور آج تک جاری ہے۔

ملفوظات عالیہ:

حکایت ہے کہ پہلے پہل مخدومِ ثانی کو اعمال و وظائف کا بہت شوق تھا۔ظاہری عبادت بڑا دل لگا کر انجام دیا کرتے تھے۔اور دن بھر بات کرنے کی نوبت نہ آتی تھی۔آخرِ عمر میں استغراق ومحبت الٰہی کا یہ عالم ہو گیا کہ فرائض وسنتوں کی ادائیگی کے بعد جو وقت ملتا سب مراقبہ میں صرف کر دیتے۔فجر سے اشراق اور اشراق کے بعد چاشت تک، اسی طرح ایک کے بعد دوسری نماز تک مشغولِ مراقبہ رہتے۔بس تھوڑی دیر کیلئے ہی مسجد کی چٹائی پر آرام کرلیا کرتے۔اکثر اوقات خود ہی اذان واقامت کہتے اور امامت کیا کرتے۔اکثر فجر کی اذان دینے کے بعد لوگوں کے گھروں پر جگانے جاتے اور کہتے سعادت وخوش قسمتی کا وقت ہے، اٹھو اور برکتیں سمیٹ لو۔جب اذانِ فجر کے بعد لوگ آپ کے پاس پہنچتے تو فرماتے ''رسولِ اکرم ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ نے مجھے صبح کے وقت ہی اپنے جمال عالم تاب سے مشرف فرمایا ہے۔میری خواہش ہے کہ تم لوگوں کو بھی صبح کے

Marfat.com

تڑکے میں فیض پہنچاؤں لیکن تم لوگ کوتاہی کرتے ہو۔[49:283]

کشف و کرامات:

حکایت ہے کہ ایک دن ایک قوال آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔آپ نے فرمایا،''توبہ کرو رباب وستار توڑ پھینکو، سر منڈوا کر درویش بن جاؤ''۔بدنصیب قوال کو تو اس کی توفیق نہ ہوئی البتہ اسی مجلس میں ایک لنگایت (ہندو فرقہ) کا سردار بیٹھا سن رہا تھا، آپ کی بات اُس کے دل پر اثر کر گئی چنانچہ وہ اٹھا جا کر سر منڈوایا، تمام گناہوں سے توبہ کی اور آ کر مجلس میں سر جھکا کر بیٹھ گیا۔مخدومِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ادنیٰ سی توجہ کی یہ برکت ہوئی کہ اُس نو مسلم کو کشفِ جلی حاصل ہو گیا۔وہ اُوچ میں بیٹھا گجرات میں اپنے بھائی کا کریا کرم ہوتے دیکھ رہا تھا اور گریہ کر رہا تھا۔لوگ اہل مجلس حیرانی سے اُسے دیکھ رہے تھے۔[49:283]

اوراد و وظائف:

(۱) حضرت مخدوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بندہ الصبح تعوذ وتسمیہ کے بعد ۷ مرتبہ سورۃ فاتحہ کو پورے ایمان وایقان سے پڑھے اسکے سات طبق روشن اور سات حجاب دور کر دیے جاتے ہیں۔بہ نسبت سورۃ فاتحہ کی سات آیات کی برکت سے۔

(۲) آپ سے منسوب اسم اعظم ''ہوالقادر'' ہے۔

(۳) آپ یہ اسماء بھی تلقین فرماتے تھے۔یا اللہ، یا قادر، یا قدیر

واسطے حفاظت دشمن خفی (شیطان نفس امارہ) وجلی (حاسدین) کے مجرب ہے۔

(۴) اور واسطے طلب مغفرت کیلئے

یا اللہ یا غفار یا غفور

(۵) دوگانہ نماز کے بعد ۱۱ بار درود غوثیہ پڑھ کر ثواب جناب غوث الاعظم کی روح پر فتوح کو کریں۔اور دعا میں مندرجہ اسماء پڑھیں۔حاجت روائی کیلئے مفید اور باعث برکت وسکون ہے۔

Marfat.com

سیّد محمد غوث بالا پیر قدس اللہ سرہ

اِمام المتقین والصالحین ،سلطان الراسخین ،ہادی السالکین، مرشد الراشدین ،صورت شبرو شبیر ،میر سید محمد غوث بالا پیرؒ۔آپ حضرت زین العابدینؒ کے بیٹے اور سید عبدالقادرؒ ثانی کے پوتے تھے ۔والدہ ماجدہ کی طرف سے سلسلہ نسب حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشتؒ سے ہوتا ہوا اِمام حسینؓ تک پہنچتا ہے ۔آپ کے دادا سید عبدالقادر ثانی آپ سے بہت محبت کرتے تھے ۔ آپ نے ابتدائی کتب مولنا عبدالرحمٰن جامیؒ سے پڑھیں سید عبدالقادر ثانی نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر ستگھرہ جانے کا حکم دیا۔آپ سیر وسیاحت کیلئے ناگور، آگرہ ،اجمیر، دہلی ،ایبٹ آباد اور بالاکوٹ بھی تشریف لے گئے ۔بالاکوٹ کی نسبت نام بالا پیر پڑ گیا۔آپ مشائخ قادریہ میں یکتائے زمانہ تھے ۔فرمایا کرتے تھے ’’کہ میرا نام جناب غوث اعظمؓ کے نعل پاک کے تلوے پر لکھا ہوا ہے ،جب آپ عالم بالا پر چلتے ہیں تو جس قدر وہ نام وہاں گھستا ہے اسی قدر دنیا میں میرا نام چمک اٹھتا ہے‘‘۔سید داؤد کرمانی (۹۸۲ھ) آپ کے فیض صحبت سے بہرہ ور ہوئے ،آپ کے روحانی اور اویسی خلفاء میں شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ ،اور سلطان ہاتھی وانؒ جیسے بزرگ شامل ہیں ۔آپ نے (بروز ہفتہ ،۵ شوال ۹۵۹ھ/1548ع) کو رحلت فرمائی [20:204]۔آپ کا مزار اقدس ستگھرہ (ضلع اوکاڑہ) کے قریب مرجع خلائق ہے ۔ہر ماہ قمری کی پہلی جمعرات وہاں زائرین کا جم غفیر ہوتا ہے۔

غوث بالا پیر اے سلطان من
از ولائے تو منور جان من
روز محشر عشق تو سامان من
در جہاں ہم یاد تو ایمان من

(مراتب اختر)

Marfat.com

کشف وکرامات

بوقت ہجرت سیدنا کے پاس دادا کے تبرکات میں سے ایک جُبّہ عصآ ،عمامہ اور تسبیح تھی۔چند فتنہ پرور لوگوں نے وہ تبرکات چھیننا چاہے تو حضرتِ بالا نے رُک کر فرمایا!۔اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو سنو!۔میں اپنا فیصلہ اللہ کے ہاں چھوڑتا ہوں مگر اللہ کے فیصلے میں دخل اندازی نہ کرنا ورنہ تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔یہ کہہ کر آپ نے اپنا عصا مبارک زمین میں گاڑ دیا اور اس پر جُبّہ،عمامہ اور تسبیح رکھ دی۔اور ذرا فاصلے پہ کھڑے ہو گئے۔اور فرمایا!۔کہ اگر میری طرف آنا چاہتے ہو،تو آؤ......

سقانی الحب کاء سات الوصال

فقلت لخمرتی نحوی تعالی

تو عصا جھٹ زمین کو چیرتا ہوا آپ کی طرف چل پڑا بالکل اسی طرح جس طرح سید لولاک ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کی خدمت میں درخت اپنی جڑوں سمیت چلا آیا تھا۔یہ منظر دیکھ کر دشمن دنگ رہ گئے اور تائب ہو کر واپس لوٹے اور آپ ان تبرکات کو سینے سے لگائے لاہور پہنچے۔[24:90:2]

☆☆☆

ہمایوں کی وفات کے بعد اکبر کئی سالوں تک اپنے جنگی حریفوں سے برسرِ پیکار رہا۔جب ذرا امن ہوا تو آپ کے روضہ کی تلاش میں نکلا۔

ستگھرہ پہنچ کر مزار کی نشاندہی کروائی کام شروع ہو گیا بادشاہ کا حکم تھا اور شاہی خزانہ کا پیسہ،کاریگر دن رات کر کے کام میں لگے رہے اور مزار کچھ ہی عرصہ میں گنبد کے قریب پہنچ گیا۔اس لمحے اکبر کو خیال آیا کہ۔ واللہ اعلم۔یہ مزار اسی بزرگ کا ہے بھی یا نہیں۔اس نے یہ بات اپنے مصاحبوں سے بھی کی کہ خیر ہم نے تو ایک لاوارث مزار کو بنوا دیا۔انہی کا ہے یا کسی اور کا اپنے باپ

Marfat.com

مرحوم کی وصیت پوری کی۔ادھر اسکی یہ بات کرناتھی کہ رات خواب میں آپؒ جلالت افروز ہوئے اور فرمایا! ''ہم لاوارث نہیں ہیں''۔بادشاہ گھبرا کر اُٹھا اور اسے اپنا وہم سمجھ کر دوبارہ سو گیا۔دوسری مرتبہ پھر یہی واقعہ ہوا۔بادشاہ پھر پانی پی کر چند منٹ ٹہلنے کے بعد سو گیا۔تیسری مرتبہ آپ نے گرجدار آواز میں فرمایا!۔ہم کہہ رہے ہیں کہ اپنی ٹھیکریاں اٹھاؤ،اور ابھی دفعہ ہو جاؤ۔ساتھ ہی تعمیر کردہ عمارتیں گرنے کی خوفناک آواز نے ایک بادشاہ نہیں،سارے لشکر کو خوفزدہ کر دیا۔دیکھا تو مزار کی عمارت گر چکی تھی۔اور چار دیواری بھی شق ہو گئی۔اکبر اس طرح خوف زدہ ہوا کہ نہ لشکر کی خبر لی اور نہ کسی محافظ کی،اکیلا گھوڑے پر سوار ہوا اور لاہور کی بجائے بسمت مغرب بھاگ کھڑا ہوا تھوڑی دور جا کر حواس بحال ہوئے تو پیچھے سے چند مصاحب بھی آملے۔ان کو سارا ماجرا سنایا۔رات اسی ٹیلہ پر گذاری اسکے نشانات آج بھی وہاں موجود ہیں اسی نسبت سے آج تک اسکو''اکبر والا ٹبہ'' کہا جاتا ہے۔

☆☆☆

موجودہ عمارت ایک ہندو افسر ڈپٹی کمشنر مسٹر پی۔این۔تھاپر اور اسکی بیوی (اینگلو انڈین) کی عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔کہ ایک دن نوچندی (نئے چاند کی پہلی جمعرات) کو ان کا یہاں سے گذر ہوا تو مخلوق کا اس جنگل میں اژدھام دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے دریافت کیا تو پتہ چلا صاحبِ مزار موصوف کا عرس ہے۔یہ دونوں میاں بیوی ہنوز بے اولاد تھے۔منت مانی کہ اگر آئندہ سال ہم صاحب اولاد ہو جائیں تو مزار کو پختہ کروائیں گے۔سو بفضلِ الٰہی اگلے سال انکو اولادِ نرینہ ہوئی تو انہوں نے درگاہ کا کام شروع کروایا۔یہ تعمیر ۱۹۳۶ء کو مکمل ہوئی۔ [24:102:2]

آپ دولت کے ترازہ میں دلوں کو تولیں
ہم محبت سے محبت کا صِلہ دیتے ہیں
تخت کیا چیز ہے ؟ اور لعل و جواہر کیا ہیں

Marfat.com

عشق والے تو خدائی بھی لٹا دیتے ہیں

آپ کے اساتذہ و شیوخ

آپ کے اساتذہ وشیوخ میں چند نام ملتے ہیں، جو پایہ تحقیق کو پہنچتے ہیں ممکن ہے ان کے علاوہ بھی آپ نے کسب فیض کیا ہو۔

(۱) سید عبداللہ ربانی بن سید محمد غوث اچویؒ۔ (آپ کے چھوٹے دادا)

(۲) مولینا عبدالرحمٰن جامیؒ

(۳) مولینا عبدالقادر (فقیر قادریؒ)

(۴) مولینا قاضی معزالدین ملتانیؒ

ہم عصر مشائخ کرام

آپ کے ہم عصر مشائخ کرام میں

(۱) سید عبدالرزاق اچوی (آپ کے سگے چچا)

(۲) سید عبداللہ ربانی (چھوٹے دادا)

(۳) سید مبارک حقانی (چھوٹے دادا)

(۴) مخدوم حامد جہاں بخش (چچازاد)

(۵) سید داؤد بندگی کرمانی شیر گڑھی [یہ آپ کے صحبت یافتہ بھی ہیں]

(۶) سید بہاؤالدین بہاول شیر قلندر گیلانی (حجرہ شاہ مقیم)۔

ہمنام مشائخ کرام

سیدنا محمد غوث بالا پیر سائیں کے ہمنام مشائخ میں

(۱) شاہ محمد غوث قادری لاہوری (م ۱۱۵۲ء)

(۲) شاہ محمد غوث قادری پشاوری

Marfat.com

(۳)سید محمد غوث گوالیاری (۱۵۶۲ء)

شامل ہیں۔

آپ کے خلفاء و تلامذہ

آپ کے خلفاء میں آنجناب کے تمام صاجزادے خصوصاً سید عبدالقادر الثالث اور باقی خلفاء جو ہم عصر بھی تھے ان میں یہ نام زیادہ مشہور ہیں۔

۱۔حافظ شیخ اسماعیل مزار چک نمبر 29.GD ضلع اوکاڑہ

۲۔حافظ سید محمود بخاری مزار موضع بگیانہ اوکاڑہ

۳۔شاہ سخی سیدن (مزار موضع کریلا فیصل آباد)

۴۔میاں ملنگ (جن سے دریائے راوی کا مشہور پتن بھی منسوب ہے مزار بالکل دریائے روای کے کنارے پر واقع ہے۔مگر ان سے سلسلہ آگے نہیں چل سکا کہ انہوں نے آبادیوں کی بجائے جنگلوں میں زیادہ وقت گزارا۔اور یہ صاحب کرامت بزرگ تھے۔)

اسکے علاوہ کئی دیگر سلاسل (چشتی،فریدی،نقشبندی،سہروردی) حضرات نے بھی کسب فیض کیا۔مزید یہ کہ آج تک آپ کا سلسلہ بیعت وسلسلہ روحی واویسی (مزار مبارک) مخزن انوار وفیض و برکات ہے۔اور تا قیامت رہے گا۔(ان شاءاللہ) چونکہ اسی سلسلہ کے مرجع وماوی کا فرمان ہے۔ ؎

افلت شموس الأ ولین وشمسنا

ابدا علی افق العلی لاتغرب

''پہلوں کے سورج چمک کر غروب ہوگئے جبکہ ہمارا سورج ہمیشہ افق اعلی پر چمکتا رہیگا''۔

اسی لیے تو مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خانؒ نے فرمایا۔

Marfat.com

تو حسنی حسینی کیوں نہ محی الدین ہو اے خضر مجمع البحرین ہے چشمہ تیرا

سیدعبدالقادر الثالث قدس الله سره

نصیر الملۃ والدین، سلطان الکاملین ، برہان المتقین ،آپ حضور بالا پیر سائیں کے صاحبزادے تھے۔اپنے والد گرامی القدر کی طرح عابد و زاہد اور عالم فاضل شخصیت تھے۔شروع شروع میں طبیعت آزادانہ اور کھیل کود کی طرف زیادہ مائل تھی لکھنے پڑھنے کی طرف توجہ بہت کم تھی۔ ایک دن عام بچوں کے ساتھ مویشی چرانے جنگل کی طرف چلے گئے شام جب واپس آئے تو والد گرامی نے اظہار ناراضگی فرمایا حسب روایت ،رات حضور غوث پاک کی زیارت ہوئی جو فرمارہے تھے: محمد غوث! تونے بچے کا دل دکھایا ہے آئندہ اسے کچھ مت کہنا یہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا اور میرے بعد تیسرا عبدالقادر کہلائے گا۔اس دن کے بعد آپ کی عادات واطوار بدلتے چلے گئے اور مخلوق میں عبدالقادر ثالث کے نام سے مشہور ہوئے ،جیون شاہ بھی آپ کو کہا جاتا ہے۔اپنے والد کے ہاتھ پر بیعت کی۔بے شمار مخلوق خدانے آپ کی ذات بابرکات سے فیض حاصل کیا۔آپ کا وصال (۱۰۲۲ھ/1613ع) میں ہوا۔آپ کا مزار لاہور ہائی کوٹ کے بالکل قریب مقبرہ شاہ چراغ میں واقع ہے۔[20:205]

ہم عصر مشائخ کرام:

۱۔حضرت نظام الدین عبدالقادر الثالث (چچازاد بھائی۔جدامجد سادات اچ)

۲۔حضرت جمال الدین موسیٰ پاک شہید (چچازاد بھائی،جدامجد سادات ملتان)

۳۔حضرت موج دریا بخاری سہروردی (داماد) متوفی ۱۰۱۳ھ)

۴۔حضرت میاں میر قادری لاہوری (متوفی ۹۵۷ھ)

۵۔حضرت میر میراں بن سید مبارک حقانی،متوفی ۹۸۶ھ)

۶۔سید ابوالمعالی قادری کرمانی (م ۱۰۶۰ھ)

Marfat.com

۷۔حضرت مادھولال حسین (م،۱۰۵۴ھ)

۸۔حضرت سید صوفی علی گیلانی لاہوری قادری (م،۱۰۰۲ھ)

۹۔شیخ حضرت عبدالحق محدث دہلوی قادری (۱۰۵۱ھ)

۱۰۔شیخ حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندی نقشبندی

۱۱۔شیخ حضرت بندگی طاہر مجددی (۱۰۴۰ھ) نقشبندی

۱۲۔شیخ جان اللہ چشتی (۱۰۳۹ھ) نظام الدین بلخی کے خلیفہ تھے

۱۳۔شیخ عبدالکریم چشتی (۱۰۴۰ھ)

۱۴۔حضرت شیخ سید عبدالوہاب گیلانی بن عبدالقادر الثالث (۱۰۳۷ھ)

ھم نام مشائخ :

۱۔حضرت سید نظام الدین عبدالقادر الثالث بن سید حامد گنج بخش (چچازاد بھائی۔)

۲۔حضرت سید عبدالقادر الثالث پان (۱۶۷۶ء) بن سید موسیٰ پاک دین بن سید حامد گنج بخش بن سید موسیٰ پاک شہید ملتانی

۳۔حضرت سید عبدالقادر رزاقی گیلانی (م،۹۴۲ھ،مزار مزنگ لاہور جانب مشرق ہے)

۴۔سید عبدالقادر گیلانی لاہور المشہور شاہ گدا (سید عبداللہ ربانی کی اولاد سے ہیں،م،۱۱۵۴ھ)

کلمات طیبات:

۱۔آپ فرماتے تھے۔ کلمتان خفیفتان علی اللسان و ثقیلتان فی المیزان و حبیبتان الی الرحمن۔سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔❀

دو کلمے جو زبان پر آسان اور میزان میں بھاری اور عنداللہ محبوب ہیں۔وہ سبحان اللہ

❀ یہ دو جملے دراصل حدیث مبارکہ کے ہیں ۔ (کتاب الدعوت:2)

Marfat.com

وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ہیں۔روزانہ سومرتبہ پڑھنے سے تقدیس باری تعالیٰ دل میں پیدا ہوتی ہے اور گناہوں کومحو کرنے کے لیے اکسیر ہیں۔

(۲)دوسری چیز جو میزان کو بھاری کرتی ہے وہ دل میں پڑھا گیا درود پاک ہے جیسے حدیث میں وارد ہے۔کہ اسے کراماً کاتبین نہیں بلکہ حضور علیہ خود لکھ کر میزان میں رکھیں گے۔

(۳)۔فرمایا۔تسبیح توبہ کی کنجی بلکہ اس کا خلاصہ ہے اور توبہ اخلاص کی کنجی ہے۔

(۴)۔اللہ تعالیٰ عفو کو درست رکھتا ہے۔مخلوق خدا......!تم بھی عفو ودرگزر سے کام لو۔

(۵)۔ھل جزاء الاحسان الا الاحسان

یعنی احسان کا بدلہ احسان سے ہی چکاؤ۔اور نیکی کے بدلے نیکی دو۔

(۶)۔برے دوست نہ بناؤ،اچھے دوست بناؤ اور پھر یہ خیال رکھو۔کہ وہ اچھے لوگ تمہیں برا تو نہیں سمجھتے؟!۔

کارنامے:

سید عبدالقادر الثالث کا سب سے بڑا کارنامہ اس دور میں خانقاہی نظام کی اصلاح ہے۔

چونکہ آپ کے والد ماجد ایک تو نوعمری میں ہی واصل بالحق ہوئے، دوسرا انکی ساری زندگی سیر وسیاحت......اوچ، ستگھرہ، ناگور، اور لاہور میں تقسیم ہے۔سو اس لئے وہ کوئی باقاعدہ خانقاہی نظام متعارف نہ کرواسکے۔مگر آپ نے چونکہ طویل عمر مبارک (۷۷) سال پائی ہے، اس لئے لاہور کو مرکز بنا کر ایک خانقاہ کی بنیاد رکھی۔جہاں دراویش اور مخلوق خدا کو سکون قلب حاصل ہوا اور مدارج تصوف طے کرنے میں آسانی ہوئی۔لوگوں کو ایک روحانی (School of thought) میسر آ گیا۔پھر ملک کے طول وعرض سے مخلوق خدا کے جم غفیر آنے لگے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

کتاب مشائخ احمد آباد کے مصنف کی زبانی آپ کا ذکر خیر:

شیخ عبدالقادر لاہوری (وفات ۱۰۲۲ھ مطابق ۱۶۱۳ء)

معمر فقیہہ عبدالقادر بن محمد بن زین العابدین بن عبدالقادر بن محمد شریف [1] حسنی اچی ثم لاہوری۔ جو معروف مشائخ میں سے ہیں۔ اپنے والد سے علم حاصل کیا۔ اور اس کے بعد مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔

بدایونی ''منتخب التواریخ'' میں لکھتے ہیں کہ اکبر شاہ نے آپ سے مکہ مکرمہ کے سفر کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ گجرات تشریف لائے۔ وہاں کے امرا نے حکم شاہی کے موافق آپ کے حجاز کے سفر کا انتظام کیا۔ حج وزیارت سے فارغ ہو کر آپ واپس ہندوستان لوٹے اور لاہور میں افادہ وعبادت میں معروف ہوئے۔

صاحب خزینۃ الاصفیاء لکھتے ہیں کہ آپ بڑے متقی، زاہد اور نیک علماء میں سے تھے۔ عبادت آپ کا شیوہ تھا۔ ۱۰۲۲ھ میں لاہور میں آپ نے انتقال فرمایا۔ اور لاہور میں دفن کئے گئے۔ [37:292:2]

☆☆☆

سید عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ

لائق صد آداب، گوہر نایاب، آپ جناب سید عبدالقادر الثالث کے صاحبزادے تھے۔ تعلم ظاہری اور باطنی اپنے والد ماجد سے مکمل کی اور لاہور میں مسند خلافت قادریہ پر جلوہ گر ہوئے۔ بے شمار لوگ آپ کے حلقہ عقیدت میں داخل ہوئے۔ علماء ومشائخ وقت آپ کا بے حد

---

[1] مصنف مشائخ احمد آباد نے یہ شجرہ کتاب ''نزہتہ الخواطر'' سے نقل کیا ہے۔ وہ عربی میں لکھی گئی تھی عرب میں سادات کو ''شریف'' کہتے ہیں۔ یہاں پر لفظ ''شریف'' بمعنی سید لکھا گیا ہے۔

Marfat.com

عزت واحترام کرتے تھے۔آپ کا وصال (۱۰۳۷ھ/1627ع) نورالدین محمد سلیم جہانگیر کے دور میں ہوا آپ کا مزار اپنے والد کے ساتھ لاہور میں ہے۔

آپ کا وصال باکمال (۱۰۳۷ھ) میں ہوا۔کم وبیش ۶۶ سال کی عمر پائی۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

عبدوہاب چوں بفضل الحق — رفت آخر بجنت الاعلیٰ
رحلتش گو امام دیں فیاض — افضل و سید و ولی فرما

بقول پیر غلام دستگیر نامیؒ:

گفت ثانی بسال رحلت او "عبدالوہاب شیخ برکت باب"

آپ کا مزار گوہربار اپنے والد ماجد کے ساتھ مقبرہ داتا شاہ چراغ لاہوری متصل ہائیکورٹ لاہور میں ہے۔

آپ اکثر یااللہ یاوھاب یامعطی کا ذکر فرماتے تھے۔پابند صوم وصلوۃ تھے۔ نماز باجماعت کبھی ترک نہیں فرمائی۔بلکہ کثیر وقت گھر کی بجائے مسجد میں گزارتے تھے۔وہیں ذکرو فکراور مریدین ومتوسلین کو شادکام کیا کرتے تھے۔

نوٹ: (تفصیلی حالات باب دوم آباءواجداد کے زمرہ میں ملاحظہ کریں)

سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

برہان الصالحین ،غیاث المسلمین ،راحت المریدین آپ سید عبدالوہابؒ کے بیٹے اور سید عبدالقادر ثالثؒ کے پوتے تھے۔آپ لاہور میں پیدا ہوئے۔اپنے والدؒ سے ہی خرقہ خلافت حاصل کیا۔آپ کا اور حضرت میاں میر قادریؒ (متوفی ۷ ربیع الاول ۱۰۴۵ھ) کا زمانہ ایک ہے۔ اگرچہ تذکروں میں آپ کی ملاقات ثابت نہیں مگر یہ بھی ممکن نہیں کہ دومقتدر ہستیاں جوہم مشرب بھی ہوں، ایک ہی جگہ رہتے ہوئے ایک دوسرے سے بے خبر رہیں۔مغل شہزادگان بھی آپکا بے

Marfat.com

حد احترام کرتے تھے۔ آپ کا مزار شریف مقبرہ داتا شاہ چراغ متصل ہائی کورٹ لاہور میں واقع ہے۔ ایک ہی صاحبزادہ تھا جو عالم جوانی میں واصل بالحق ہوا۔

آپ ہی داتا شاہ چراغ لاہوری کے بڑے بھائی اور مرشد بھی ہیں۔ (❁)

باب سوم میں بھی آپ کے حالات تفصیل کے ساتھ، حضرت شاہ چراغ کے شیخ و مرشد کی نسبت دیے گئے ہیں۔

......❁❁❁......

(❁) مشائخ سلسلہ کے شجرہ طریقت کے اشعار سے یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔

داتا حسین سائیںؒ بانی شیخو شریف اپنی سی حرفی میں لکھتے ہیں۔

ث۔ ثناء تن صفا ما بلاغ۔ ہادی ہیں عبدالرزاق شاہؒ چراغ

ج۔ جا بجا زین العابدینؒ بادشاہ۔ شریعت طریقت حقیقت معرفت میں ہمراہ

چ۔ چمن حسن کے باغ مراد۔ سید عبدالوہابؒ سرود دلکشاد

سید انور علی بن صفدر علی شاہ گیلانی دیپالپوری لکھتے ہیں۔

یاالٰہی از طفیل شاہ زین العابدین۔ مجھ پہ آساں کر تمامی منزل دنیا و دین

یاالٰہی از طفیل سید شاہ چراغ۔ بعد مردن مجھکو دکھلا خلد کے انہار و باغ

پیر محمد کرم حسین حنفی القادری لکھتے ہیں۔

Marfat.com

از پۓ عبدالوہابؒ، عابدؒ عبدالرزاقؒ ۔رزق پاکیزہ عطا کر مصطفیٰؐ کے واسطے

اسی خانوادہ غوثیہ کے چشم و چراغ سید افضال حسین گیلانی القادری (شیخو شریف) فرماتے ہیں۔

قطب الاقطاب دو عالم کے لیے شاہ زین العابدین کے واسطے

از پۓ شاہ چراغ نامور میری فریاد سحر منظور کر

ان اشعار سے ثابت ہوا کہ آپکے مرشد اور پیر طریقت سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

باب دوم

حالات آباءواجداد کرام

فصل اوّل:

(اس فصل میں حضرت داتا شاہ چراغ کے آباء واجداد کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔)

اللہ تعالیٰ ہی کو آسمان وزمین کی بادشاہی سزاوار ہے۔ سید لولاک محمد رسول اللہ ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ پر درودوسلام کے ترانے ہر وقت کائنات میں گائے جاتے ہیں اور

طبولی فی السماء والارض دقت

وشاؤس السعادۃ قد بدالی

کے تحت جناب غوث اعظم اوران جیسے محبوبین خدا کے ڈنکے زمین وآسمان میں بجائے جاتے ہیں۔ اور من ورثۃ جنۃ النیعم ۔ کے تحت جنت اللہ کے بندوں کی ہی وراثت ہے اور دنیا میں روحانی بادشاہی اللہ نے اپنے بندوں کو ہی عطا فرمائی ہے۔

مگر جب دنیاوی بادشاہوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو دو مقصد پیش نظر ہوتے ہیں۔ پہلا ان بادشاہوں میں بھی کچھ لوگ تقویٰ کے معیار کو پاکر مقبول وماجور عنداللہ ہوتے ہیں۔ دوسرا اللہ کے بندوں جن کی محبت کی گواہی کا اعلان جبریل علیہ السلام زمین وآسمان میں کرتے ہیں انکے ادوار کا تعین کرنے کیلئے ہمیں ان دنیاوی بادشاہوں کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی کہ اولیاء اللہ نے ان کے دنیادار درباروں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کا پیغام کیسے پہنچایا۔

Marfat.com

☆☆☆

ہجرت سنت انبیاء ہے۔ حضرت آدمؑ سے لیکر موسیٰ تک اور عیسیٰؑ سے لیکر سرکار دو عالم علیہ وسلم تک اس آزمائش سے دو چار ہوئے اور اللہ تعالی نے ہر ایک کو رفعت اور عظمت سے سرفراز کیا۔ حضور ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کو حکم ملا واهجر هم هجراً جميلاً کہ محبوب ان سے ہجرت اختیار کیجئے، اچھی طرح کی ہجرت۔ بیشتر مشائخ کرام نے سنت کی پیروی میں ہجرت کا مقدس فریضہ ادا کیا، مگر خاندان رسالت...... سبحان اللہ عمر بھر ہجرت اور سفر کے المیہ سے دو چار رہے مگر خالق اکبر نے بھی بے شمار انعامات و کرامات اور ثمرات سے نوازا۔

مکہ شریف سے رسول کریم کی ہجرت اور اسکے نتائج کے بعد اس خاندان کی نو (۹) پشتیں مدینہ طیبہ میں گزریں، سوائے سید داؤد الامیرؒ کے، انکا مزار مکہ شریف میں ہے۔ چھ (۶) پشتیں جیلان و بغداد میں پھر چھ (۶) ادوار حلب (شام) میں گزرے۔ وہیں سے مخدوم اوّل بندگی سید محمد غوث اُوچ تشریف فرما ہوئے۔ تین نسلیں وہاں قیام کے بعد محمد غوث بالا پیرؒ نے ہجرت فرمائی اور لاہور سکونت پذیر ہوئے۔ وہیں تین پشتوں بعد حضرت والا عبدالرزاق داتا شاہ چراغ پیدا ہوئے اور ان کی اولاد بھی ہوئی۔

اب ان سب حضرات قدسیہ کا ذکر خیر آپ آئندہ صفحات میں پڑھیں گے۔

☆☆☆

مغلیہ حکومت کے استحکام اور بالخصوص حرمین الشریفین کیلئے بحری راستہ کھل جانے سے ملک میں اسلامی علوم اور فقہ کی اشاعت بڑھ گئی۔ اس لئے بعض متشرع بزرگوں کو جو روحانی اور ذاتی تجربات کو بھی اہمیت دیتے تھے، ایک ایسے صوفیانہ نظام کی ضرورت تھی جس کی کوئی بات شرع کی نظروں میں مشتبہ نہ ہو۔ بالآخر سلسلہ نقشبندیہ نے اس رجحان کو پورا کیا۔ لیکن ثابت شدہ بات یہ ہے کہ سلسلہ قادریہ کو دوسرے تمام قدیم اور جدید سلاسل پر اس معاملہ میں امتیاز حاصل ہے۔ اور اسی

Marfat.com

وجہ سے ہی بڑے بڑے متقی اور پرہیزگار علماء مثلاً شیخ علی متقی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ملا عبدالقادر بدایونی جیسے حضرات نے اس سلسلہ میں بیعت کی اور خواص وعوام میں بڑا فروغ حاصل ہوا۔[28:63]

تاریخی حیثیت

مستند تذکروں اور جید تذکرہ نگاروں کی وساطت سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں جس بزرگ سے سلسلہ قادریہ کا باقاعدہ آغاز وارتقاء ہوا...... وہ مخدوم بندگی سید محمد غوث جیلانی حلبیؒ تھے۔ جو ایشیائی روم کے شہر حلب سے ترک سکونت کر کے (۸۸۷ھ) میں بعہد شاہ حسین بن قطب الدین لنگاہ حاکم ملتان اور سلطان سکندر لودھی (م ۹۲۳ھ) بادشاہ دہلی کے عہد میں ''اوچ'' تشریف لائے اور یہیں (۸۹۴ھ) میں آپ کی وفات ہوئی۔ اُوچ میں آپ کا دربار ''محبوب سبحانی'' کے نام سے مرجع خلائق ہے۔

اُوچ:

اُوچ! روہی کی پر وحشت وادی کا ایک کیف آور مقام، صاحب دل اور اہل درد صاحبوں کی آماج گاہ اُوچ۔ ذوق وشوق کو مہیز کرنے والی فضاؤں اور ہواؤں کا مرکز اُوچ۔ اللہ والوں کا پسندیدہ مسکن اُوچ۔ عاشقانِ الٰہی کے قلب وروح کو گرمانے، درد عاشقانِ مجازی کی سرمستی اور دیوانگی کو بڑھانے والا دیس۔ عرصہ قدیم سے لے کر آج تک اُن ہی کیفیات کا حامل ہے۔

[24:65:2]

اُوچ پنجاب کے تمام شہروں میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ ازمنہ قدیم سے ہی صوفیاء کا مرکزِ نگاہ ہے۔

اُوچ کا ماضی کھنگالنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی اُوچ کی وجہ تسمیہ، پرانے نام اور حدود ومحلِ وقوع پر بحث کرنے سے کوئی سروکار ہے۔ اسکی سیاسی، ثقافتی، علمی ادبی، تجارتی اور فوجی

Marfat.com

حیثیت پر روشنی ڈالنے کی بھی کوئی حاجت نہیں ہے۔ ہمارے لئے اُوچ ایک مذہبی اور روحانی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔اور عوام الناس کی زبان پر ماضی بعید سے لے کر آج تک یہ کلمات جاری ہیں۔کہ

دیس ناگور نگینہ۔۔اُوچ، ملتان، مدینہ۔۔

یعنی مدینہ اور ملتان اور بغداد کے بعد اُوچ ہی وہ مقام ہے جہاں اہل اللہ کے انوار و تجلیات اب بھی پوری تابانی کے ساتھ موجود ہیں۔اور حضرت سید صفی الدین گازرونی کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے آج یہ ''اُوچ شریف'' ہے۔ [24:65:2]

ہمارے لئے اُوچ کی تصریح و توضیح اسی قدر کافی ہے۔ایک صاحبِ ایمان اور اولادِ غوث الثقلین کی محبت و الفت میں غلطاں طالبِ شوق کیلئے اتنا کچھ جان لینا ہی بہت کچھ ہے آج اگرچہ اُوچ شریف تین آبادیوں پر مشتمل ہے۔اُوچ موغلہ یا مغلیہ۔اُوچ بخاری اور اُوچ گیلانی۔ لیکن تاریخی اسناد اور صاحبِ مطالعہ اشخاص کی رائے اور قیاس میں یہی آتا ہے کہ۔قدیم اُوچ جس شکل صورت کی آبادی بھی تھی برباد اور کھنڈرات کی صورت میں رہ گئی۔آج کے اُوچ کی آبادی اور شہرت ساداتِ گیلانی اور انکے ننھیال ساداتِ گازرونی کی مرہونِ منت ہے۔اور اُوچ شریف کا نام قرطاسِ عالم پر رقم کرنے کا احسانِ عظیم بھی ساداتِ گیلانی اولاد سیدنا غوث الاعظم جیلانی کا ہے۔

[24:67:2]

بزرگانِ سلسلہ قادریہ کی یہ ایک زندہ اور جاری و ساری کرامت ہے کہ آج بھی اُچ جانے اور دیکھنے والے زائرین پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔دل غیر اللہ سے ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔جذب کے اسباب، شوق کے آثار اور محبت الٰہی کے انوار برسنے لگتے ہیں اور وجد و استغراق کا غلبہ مسحور کر دیتا ہے۔بقول محدثِ ہند۔'' کہتے ہیں، اُوچ کے خطہ اور جنگل میں وہ کیفیت و حالت ہے۔جو کسی دوسری جگہ نصیب نہیں ہوتی۔یہی وہ سرزمین ہے جو وادئ فراق و دیوانگی کی راہ دکھاتی

Marfat.com

ہے۔اب بحالتِ موجودہ اگر چہ قدیم آبادی کے کھنڈرات اور نشانات تک باقی نہیں رہے، البتہ بزرگوں کی قبریں موجود ہیں۔اب اُوچ، کہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔تاہم اب بھی اِس آبادی میں پہنچ کر وجد و کیفیت طاری ہو جاتی ہے جس کو زبان وقلم بیان نہیں کر سکتے۔پہلے (جب اہلِ قبور و دیار زندہ اور حیات تھے) تو خوب کیفیتیں اور لذتیں آتیں ہوں گی''۔[49]

ستگھرہ:

ستگھرہ قدامت کے لحاظ تاریخ کے صفحات میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ستگھرہ کے متعلق صاحب تاریخ ملتان کی تحقیق ہے کہ یہ شہر پرانے وقتوں میں ہندوؤں کا تیرتھ استھان تھا۔ ہندوستان کے طول عرض سے ہندو اسکی یاترہ اور یہاں اشنان کیلئے آتے تھے۔ان کیلئے یہ ایک متبرک شہر تھا۔'ست' کے معنی سچا یعنی سچا گھر یا ''پاک گھر'' خان اعظم میر چاکر خان رند بلوچ نے پرانے شہر کے قریب ہی نئے شہر کی بنیاد رکھی۔مضبوط فصیل، عالی شان محلات، دیوان عام وخاص تعمیر کروائے، دریا سے نہریں نکال کر دلکشا باغات اور بہترین اشجار و اثمار کے پودے لگوائے۔ خوشنما پھولوں کے تختے سجوائے اور شہر کو بہشت بریں کا نمونہ بنا دیا۔[21:64:2]

ستگھرہ کی تاریخی حیثیت اور عسکری اہمیت مسلم، سبی کے بعد بلوچ قوم کی دوسری بڑی راج دھانی مان لی گئی، لیکن لاہور اور ملتان کے درمیان اسکی شہرت کی اصل وجہ سلسلہ عالیہ قادریہ کی وہ عظیم الشان خانقاہ و درسگاہ بھی تھی جس کے بانی اور روح رواں حضرت محمد غوث بالا پیر تھے۔مورخ اور تذکرہ نگار ہی نہیں پنجاب کے عوام وخواص آج بھی آپ کو ''بلوچوں کا پیر'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ملتان و لاہور کے درمیان بسنے والے بلوچ قبائل آج بھی آپؒ سے وہی عقیدت اور محبت رکھتے ہیں جو عہد گزشتہ میں ان کے اسلاف کا اثاثہ تھی۔اس کا نمونہ دیکھنا ہو تو آج بھی نوچندی جمعرات پر مخلوق کا ادھام دیکھا جا سکتا ہے۔خان اعظم میر چاکر خان آپؒ کے دادا سید عبدالقادر ثانی اوچوی کا مخلص مرید اور جانثار تھا جو کوہ سلیمان کی وادیوں سے اٹھا اور مخالفین کو روندتا اور فتح کے پرچم

Marfat.com

لہراتا ملتان اور وہاں سے ''اوچ'' اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں دعا کی غرض سے حاضر ہوا۔ اور پھر برکت کیلئے اپنے مرشد زادے ''بالا پیر'' کو اپنے لشکر جرار کا فتح نامہ بنائے ستگھرہ آ پہنچا۔ یہیں اس نے آپؒ کیلئے خانقاہ بنوائی اور آخر دم تک اپنے مرشد زادے کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے رکھا۔ اور انہیں کی دعاؤں کی بدولت مخالفین اور حکومتوں میں سرخرو اور سرفراز رہا۔

دونوں بلوچ سرداروں کا قبائلی پس منظر

دونوں قبائل کا پس منظر، تعصب اور عداوت کے لحاظ سے رند، لاشار جنگوں کی صورت میں عرصہ قرطاس تاریخ پر زندہ اور روشن ہے۔ رند، لاشار جنگیں، بعثِ رسالت سے قبل اوس وخزرج کی جنگوں اور حمیّتِ جاہلانہ کی مشابہت رکھتی ہیں۔ جس طرح رسولِ اکرم ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کی بعثت کی برکت سے اوس وخزرج شیر وشکر ہو گئے اسی طرح رند ولاشار بھی حضرت سیّد عبدالقادر ثانی قدس سرہٗ العزیز کے دستِ بیعت کی برکت سے ایک دوسرے کے باہم دست وبازو بن گئے۔ اور اپنی پرانی رنجشیں بھلا کر نئی اخوّت اور مضبوط قوّت قائم کی۔

یہ سب انقلابات !، ساداتِ گیلانیہ کے مخدوم ثانی اور اِنکے پوتے بالا پیر امیر گیلانی قدس اللہ سرھم العزیز کی کرامات ہیں۔ اسی لئے بالا پیر گیلانی کو ''بلوچاں دا پیر'' کے نام سے تواریخِ مسلمانان ہند جانتی ہیں۔ اور ستگھرہ کے آج موجود ہونے کی علامت بھی یہی نام گرامی ہے۔[21:66:2]

اب تعجب اس بات پر ہے کہ پاکستان میں بسنے والے بلوچ جن کا سلسلہ نسب میر چاکر اعظم رند اور نواب لنگر خان لاشاری سے ملتا ہے، یہ سب بالا پیر امیر قدس اللہ کے نام ونسب اور انس وعقیدت سے نامانوس ہیں؟؟؟۔ باقی تمام برِصغیر کے اولیائے کرام سے واقف اور اپنے جدّی پیر سے ناواقفیت !! ''چہ معنی دارد'' ؟؟۔ حالانکہ اِن خانوادوں میں آج بھی کئی شخصیتیں قد آور اور اقتدار میں ہیں۔ یہ رِند، لاشار بلوچ قبائل کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔[24:84:2]

Marfat.com

ھندوستان کی حالت:

اُس وقت کے ہندوستان کی مذہبی، سیاسی، معاشرتی، اور اخلاقی حالت کا جائزہ لینا از حد ضروری ہے۔تو لیجئے ہم عہد اکبری (جلال الدین محمد اکبر) کے اواخر اور عہد جہانگیری (نورالدین محمد جہانگیر) کے اوائل کا ذکر مختصراً پیش کرتے ہیں۔

شہنشاہ اکبر عہد (۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء) بالکل ان پڑھ، اجڈ، ہٹ دھرم، اور لادین قسم کا بادشاہ تھا جسکی ساری زندگی میدان کارزار میں گزری، مگر دوراندیش اور مزاج شناس ضرور تھا۔ہندوستان کے افرادیت کے لحاظ سے بڑے خاندانوں میں بے جا شادیاں کرنے کا بھی خواہش مند تھا۔ہندؤوں سے اس قدر اختلاط نے اس کے مزاج میں لادینیت کو مزید اجاگر کیا کہ اس نے ''دین الٰہی'' کی بنیاد رکھی۔اس کام میں اسکے درباری علماء سوء نے بھی مکمل کردار ادا کیا۔مگر اولیاء اللہ کا مانی اور قدردان تھا۔سابقہ سطور میں ہم اسکی حاضری ستگھرہ میں حضور سیدنا اعلیٰ و بالا محمد غوث بالا پیر ستگھر وی کے مزار پر حاضری ثابت کر چکے ہیں۔

اکبر کے دور میں مذہبی حالت تو ناگفتہ بہ تھی مگر سیاسی استحکام ضرور تھا۔28 سال تک اکبر کے ہاں اولاد نہ تھی۔اس عرصہ میں وہ مسلسل حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن سنجریؒ چشتی کے مزار اقدس پر حاضری دیتا رہا۔آخر کار منت مانی کہ اگر مجھے اولاد ہوئی تو 40 کوس کا فاصلہ پیدل طے کر کے آؤں گا۔اس دوران اس کی ملاقات حضرت خواجہ سلیم چشتیؒ سے ہوئی جو ''سیکری'' کے پہاڑوں میں اقامت گزین تھے۔[28]

ایک سال بعد اکبر کے ہاں بدھ 18 ربیع الاول ۹۷۷ ہجری کو بیٹا پیدا ہوا۔سو بادشاہ نے بچہ حضرت سلیمؒ چشتی کی آغوش میں ڈال دیا۔اسی نسبت سے اسکا نام محمد سلیم شیخو بابا رکھا گیا۔گویا شہزادہ سلیم حضرت سلیم چشتی کی دعاؤں کا کرشمہ تھا۔

تخت پر بیٹھتے ہی نورالدین محمد جہانگیر کا لقب اختیار کیا۔جہانگیر اپنے جد امجد ظہیرالدین

Marfat.com

بابر کی طرح رنگین مزاج واقع ہوا تھا۔قدرتی مناظر اور مظاہر فطرت سے اسے خاصا لگاؤ تھا۔نئے نئے پودے لگوانا اور عجیب الخلقت جانور اکٹھے کرنا اسکا مشغلہ تھا۔شالامار باغ لاہور اور نشاط باغ سری نگر اس کے باغات کے چند نمونے ہیں۔

انتہائی خوبصورت زیرک اور حاضر دماغ بادشاہ تھا۔ہاں عشق بازی اس کے مزاج میں ضرور شامل تھی مگر جس حد تک متعصب یورپی مورخین نے اس کو شراب و کباب اور شباب کا رسیا اور ظالم وسفاک قرار دیا ہے۔یہ سراسر افسانہ ہے،محض مسلمان بادشاہوں کو بدنام کرنے کی گھٹیا سازش ہے۔ملکہ نور جہاں کے اس کی زندگی میں آتے ہی اس کی شاہانہ خصلتوں میں مزید نکھار آ گیا۔

انصاف پسند تھا۔غریب اور رعایا پرور تھا۔ہندوستان میں اس کی مثال ایران میں نوشیر واں عادل کی طرح تھی۔اس کا دور مذہبی اور سیاسی طور پر امن کا دور ہے۔کچھ مزاج میں تناؤ تھا بھی، تو وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ (شیخ احمد سرہندی) کی صحبت سے بدل گیا۔اس کے مزاج میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ قادری کا بھی خاصا دخل تھا۔خود اپنی تزک میں ذکر کرتا ہے کہ ''حضرت شیخ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے ''اخبار الاخیار'' کا ایک نسخہ عطا فرمایا۔جسے پڑھ کر میں محظوظ ہوا۔خاصی محنت کی گئی ہے''۔[47:328]

پڑھا لکھا بادشاہ اور علماء کا قدر دان تھا۔چونکہ ہمارا موضوع یہاں جیلانی اور قادری مشائخ سے متعلق تھا اسی ضمن میں یاد آیا۔درباری علماء میں میر ابو القاسم گیلانی اور ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کا نام بھی ہے۔اوّل الذکر کے بارے زیادہ معلومات حاصل نہیں ہوسکیں مگر سیّد گیلانی ضرور تھے۔اور بادشاہ کے درباری شاعروں میں خیامی گیلانی اور سعید گیلانی کا نام بھی بطور خاص لیا جاتا ہے۔[47:36]

اگر حضرت محدث دہلویؒ قادری کا جہانگیر کے ساتھ میل ملاپ تھا۔تو پھر حضرت جمال الدین موسیٰ پاک شہید اور حضرت عبدالقادر الثالث (جیون شاہ) کا ذکر خیر کیوں نہیں

Marfat.com

پہنچا ہوگا....؟ضرور پہنچا ہوگا۔صرف حضور غوث اعظمؒ سے وراثتاً جو بادشاہوں کی درباداری سے نفرت منتقل ہوئی تھی حضرت عبدالقادر ثانی سے سیدنا محمد غوث بالا پیر اور آپ کی اولاد میں بدستور قائم رہی باقی خانوادے بادشاہوں کے دست راست ضرور رہے ہیں۔ بہر کیف ......یہی دور حضرت سید عبدالقادر ثالث قدس اللہ سرہٗ کا ہے۔

''رود کوثر'' میں شیخ محمد اکرام نے یوں تصویر کشی کی ہے۔

''جب جہانگیر نے وفات پائی تو شاہ جہاں تخت نشین ہوا۔اس کے زمانے میں وہ ردعمل، جو اکبری طریق کار کے خلاف جہانگیر کے عہد حکومت میں شروع ہوا تھا اور بھی قوی ہو گیا اور اسلام اور شعائر اسلامی پر زیادہ زور دیا جانے لگا۔جہانگیر کے زمانے میں عام لوگوں کیلئے درباری سجدہ برقرار تھا۔شاہجہاں نے اسے موقوف کر دیا۔وہ شرع کے مطابق مقدمات فیصل کرتا اور علما و فضلا کا بھی بڑا قدر دان تھا۔نماز روزے کا پابند تھا۔بلکہ اگر درباری مورخوں کے پر جوش مندرجات پر اعتماد کیا جائے تو خیال ہوتا ہے کہ شاہجہان کو نہ صرف نیک، پابند شریعت، مسلمانوں، بلکہ مجددین وملت میں سے شمار کرنا چاہیے''۔(تفصیل کیلئے دیکھئے ''مرأۃ الاسرار'' از شیخ عبدالرحمٰن چشتی)

صوفیاء کے حلقوں میں ایک بار پھر سلسلہ قادریہ کا عروج تھا ان کے معلمین ہر طرف صوفیانہ مسلک کی ترویج میں کوشاں تھے اور اوچ کے بعد لاہور ہی قادریت کا دوسرا بڑا مرکز تھا۔ صوفیاء کے سلاسل کا تذکرہ کرتے ہوئے شیخ محمد اکرام ''رود کوثر'' میں رقمطراز ہیں۔

''لاہور کے قرب میں ایک ایسا شیخ سلوک کی منزلیں طے کر رہا تھا، جس کے اثر سے پھر ایک بار قادریہ سلسلہ چمک اٹھا۔یہ بزرگ شیخ میاں میر تھے، جنھوں نے سلسلے کے ہندوستانی مرکز اوچ سے نہیں بلکہ اس طریقے کی ایک اور شاخ سے فیض حاصل کیا اور جن کو نہ صرف عوم الناس میں بلکہ علمی اور درباری حلقوں میں اس قدر مقبولیت ہوئی کہ ان کے سامنے دوسروں کے چراغ مدھم پڑ گئے۔آپ حضرت مجدد الف ثانی کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم کے ہمعصر تھے۔لیکن عہد

Marfat.com

شاہجہانی کی عام ملکی تاریخیں دیکھیں تو حضرت میاں میرؒ کے متعلق طویل مندرجات ملیں گے اور خواجہ محمد معصوم کی نسبت کہیں ایک آدھ سطر بلکہ اس زمانے کے بعض مشہور تاریخیں (مثلاً عمل صالح۔ بادشاہ نامہ۔ منتخب اللباب) تو خواجہ صاحب کے ذکر سے یکسر عاری ہیں اور اس کی وجہ یہی خیال میں آتی ہے کہ خاص خاص حلقوں سے قطع نظر، جو رنگ عہد شاہجہانی میں مقبول تھا، وہ قادری تھا، نقشبندی نہ تھا اور اس زمانے کے سب سے بااثر شیخ حضرت میاں میر ہی تھے''۔[28:425]

یعنی ثابت ہوا کہ سلسلہ قادریہ جب اُوچ میں مقبول عام ہوا تو پھر سارے ہندوستان میں کسی نہ کسی طرح اس سلسلہ کا ہی بول بالا رہا۔ حضرت شاہ چراغ کے زمانہ تک اسی سلسلہ کا عروج تھا، آپ نے اس انتہائی وقت میں آنکھ کھولی اور اپنے میدان عمل میں سرگرم رہے۔

☆☆☆

فصل دوم:

(حضرت شاہ چراغؒ کے آباء کرام کے مختصر حالات)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ

علی المرتضیٰ، اخ الرسول وزوج البتول فاطمۃؓ، اِمام مظفر، باعث نزول سورۃ الدھر، اشرف المکین، سید المؤمنین، ناصر المسلمین، عارف المبین، اِمام الکاملین، آپکو اسد اللہ کا لقب عطا ہوا اور خیبر کی فتح آپ کے نام لکھی گئی۔ آپؑ رسول کریم کے چچا کے صاحبزادے ہیں، آپ والد اور والدہ دونوں اطراف سے نجیب الطرفین ہاشمی شہزادے ہیں، والدہ کا نام سیدۃ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے، انہی سیدہ نے جناب رسول امیں ﴿صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم﴾ کو پالا پوسا تھا اور ساتھ ہجرت بھی فرمائی۔ آپ رسول اللہ ﴿صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم﴾ سے تقریباً ستائیس سال عمر میں چھوٹے تھے۔ آپکی خدمات کا اسلامی تاریخ میں ایک سنہرا باب ہے۔ آپ تاریخ اسلام میں چوتھے خلیفہ ہیں۔ رسول اللہ ﴿صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم﴾ نے ایک موقع پر فرمایا کہا ''اما ترضی أن

Marfat.com

تکون منی بمنزلة هارون من موسٰی "کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ میری تمہارے ساتھ وہی نسبت ہو جو موسیٰ کی ہارون کے ساتھ ہے"۔ پھر ایک موقع پر فرمایا" العلی منی وأنا منه " ،علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں" [کتاب المناقب:2]۔ ہجرت کے بعد آپ ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ نے اپنی چھوٹی اور لاڈلی صاحبزادی کو آنجناب کے نکاح میں دے کر شرف دامادی سے نوازا، اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی ذریت کو انکی پشت میں رکھا مگر میری ذریت کو علی کی پشت میں رکھا۔ [44:312] اس لیئے بنص صحیح حسنین کریمین آپ ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کے ہی صاحبزادے ہیں۔ آپ (۱۳ رجب کو خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ ھ/ 661ع) ۶۳ کی عمر میں ایک خارجی عبدالرحمان ابن ملجم کے ہاتھوں شہادت پائی۔ کم وبیش اٹھارہ صاحبزادے تھے۔ حسنین کریمین سے آپ کی فاطمی اولاد چلی۔ جنکے ناموں کے ساتھ" شریف" یا" سیّد" کا سابقہ یا لاحقہ لگایا جاتا ہے۔

حضرت سیدنا حسن مجتبیٰ علیہ السلام

راحت قلب علی المرتضیٰ وفاطمۃ الزہرآء، راکب عاتق رسول اللہ، خلیفہ الخامس عند اللہ الامام الحسن المجتبیٰ، (۱۵ ماہ رمضان ۳ ھ/ 624ع) کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حضور ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ سے فرماتے میرے بچوں کو لے آو۔ حضور ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کی مقرر کردہ خلافت راشدہ کی مدت میں ۶ ماہ آپ کے حصے میں آئے۔ آخر کار جب حالات سازگار نہ رہے تو ربیع الاول ۴۱ ھ میں خلافت سے دستبردار ہو کر حضور ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کی اس پیش گوئی (ابنی هذا سيد ولعل الله أن يصلح به بين فئتين من المسلمين " کا ثبوت پیش کر دیا کہ" میرا یہ بیٹا سردار ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروادے" (بخاری کتاب المناقب)۔ پھر فرمایا اللهم إنی أُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ " اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما" آپکا

Marfat.com

وصال پر ملال (۴۷ برس کی عمر میں ۵ ربیع الاول ۵۰ھ/ 30 ستمبر 671ع) میں زہر خورانی سے ہوا آپکا مزار جنت البقیع میں ہے۔آپ کثیر العیال تھے، پانچ صاحبزادے، عمر، قاسم، عبداللہ، ابوبکر ،احمد بن حسن کربلا میں شہید ہوئے۔زید بھی کربلا میں موجود تھے، جبکہ عبدالرحمان بن حسن نے سفر کربلا میں ہی ابواء کے مقام پر بحالت احرام وفات پائی۔زیادہ تر سلسلہ اولاد جناب حسن مثنیٰ سے چلا۔[26:292]

حضرت سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ

ولادتِ باسعادت ۱۲ رمضان المبارک ۲۹ ہجری، مدینہ طیبہ بعہد حضرت عثمان غنیؓ ہوئی۔ اور وفات ۱۷ ستر ہ رجب ۹۷ ہجری میں ہوئی۔مدفن جنت البقیع ہے۔بیعت وخلافت اپنے والد مکرم سیدنا امام حسن علیہ السلام سے ۴۵ھ میں پائی۔آپ صورت و سیرت میں اپنے والد سے مشابہ تھے۔اسی لئے آپ کو حسن المثنّیٰ کہا جاتا تھا۔آپؓ کی والدہ خولہ بنت منظور فزاریہ ہیں۔امام حسینؑ نے کمال شفقت ومحبت سے نکاح کے بارے میں آپ کی رائے پوچھی، فرمایا میری دو بیٹیاں ہیں، جو چاہو؟ شرم وحیا کے سبب آپ نے خاموشی اختیار کی تو امام نے فرمایا میں تیرے لئے فاطمہ صغریٰ کو پسند کرتا ہوں کہ حلم وصبر والی ہے اور میری ماں بنت رسول اللہ ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کے مشابہہ ہے۔سو آپ کا نکاح کر دیا گیا۔[26:291] آپ کی عمر شریف ۴۰ ہجری میں شہادتِ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے وقت دس ۱۰ سال کی تھی۔صاحب فتح الباری شارح صحیح بخاری نے ثقات التابعین میں آپ کا شمار کیا ہے۔ اور شیخ محدث دہلوی نے آپ کے بارے بہت کچھ لکھا ہے۔

حضرت سید عبداللہ المحض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱ ربیع الاول ۷۰ ہجری، مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی شعبان ۹۲ھ میں والد ماجد سیدنا حسن المثنیٰ رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور خلافت سے مشرف ہوئے۔آپ سیدنا امام حسن المجتبیٰ

Marfat.com

کے پوتے اور سید الشہداء، شہید کربلا امامِ عالی مقام حسین علیہ السلام کے نواسہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ فاطمہ صغریٰ تھا۔ آپ ساداتِ بنی فاطمہ سلام اللہ علیہا میں سے پہلے نجیب الطرفین شہزادے تھے۔ اہل حجاز، اہل ایمان اسی لئے آپ کو ''المحض'' اور المجل کے القاب سے پکارتے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ نعمان بن ثابت آپ سے خصوصی لگاؤ رکھتے تھے۔ ہر جگہ برملا انکی اعانت کا پرچار کرتے تھے۔ دیکھیے ایک تاریخی شہادت:

''اس خروج کے موقع پر امام ابوحنیفہؒ کا طرزِ عمل پہلے خروج سے بالکل مختلف تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، انہوں نے اس زمانہ میں جبکہ منصور کوفے ہی میں موجود تھا اور شہر میں ہر رات کرفیو لگا رہتا تھا، بڑے زور شور سے کھلم کھلا اس تحریک کی حمایت کی، یہاں تک کہ ان کے شاگردوں کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ ہم سب باندھ لیے جائیں گے۔ وہ لوگوں کو ابراہیم بن عبدالمحض کا ساتھ دینے اور ان سے بیعت کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ وہ ان کے خروج کو نفلی حج سے ۵۰ یا ۷۰ گناہ زیادہ ثواب کا کام قرار دیتے تھے۔ [72:270]

امام ابوحنیفہؒ کے استاذ اور شیخ تھے۔ عباسی خلیفہ ابومنصور جعفر نے بغاوت کے الزام میں گرفتار کروا لیا۔ دونوں استاذ شاگرد کو جیل میں بند کر دیا۔ طرح طرح کی اذیتوں کے بعد، ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۵ھ ہجری میں رحلت فرمائی، کئی روایات میں آپ کا وصال اور امام ابوحنیفہ کی وفات کا سن ایک ہے۔ دونوں ہی زہر دے کر شہید کر دیے گئے۔

منصور کے زمانہ میں عباسیوں کے اس دعوے کی قلعی بھی کھل گئی کہ وہ آل ابی طالب پر بنی امیہ کے مظالم کا بدلہ لینے اٹھے تھے۔ جس زمانہ میں محمد بن عبداللہ نفس زکیہ اور ان کے بھائی ابراہیم روپوش تھے اور منصور ان کی تلاش میں سرگرم تھا، اُن نے اس کے پورے خاندان ان کے رشتہ داروں کو صرف اس قصور میں گرفتار کر لیا کہ وہ ان کا پتہ نہیں دے رہے تھے۔ ان کی ساری جائیداد ضبط کر کے نیلام کی گئی۔ ان کو بیڑیوں اور طوق وزنجیر میں مقیّد کر کے مدینے سے عراق لے

Marfat.com

جایا گیا۔جیل میں ان پر سخت مظالم کیے گئے ۔محمد بن ابراہیم بن الحسن کو دیوار میں زندہ چُنوا دیا گیا۔عبداللہ کے خسر کو ننگا کر کے ڈیڑھ سو کوڑے لگائے گئے، پھر قتل کر کے ان کا سر خراسان میں گشت کرایا گیا اور چند آدمی اس کے ساتھ عوام کے سامنے یہ شہادت دیتے پھرے کہ یہ نفس زکیہ کا سر ہے۔کچھ مدت بعد جب نفس زکیہ مدینہ میں شہید ہوئے تو ان کا سر کاٹ کر شہر شہر پھرایا اور جسد خاکی کو اقارب نے آسودۂ جنت البقیع کیا۔ان کی اور ان کے ساتھیوں کی لاشیں تین دن تک مدینہ میں بر سرِ عام لٹکائی گئیں، پھر کوہ سَلع کے قریب انہیں مقابر یہود میں پھینک دیا گیا۔[9:90:10]

واللہ اعلم بالصواب۔[بحوالہ:۱۹۸:۷۲]

حضرت سیّد موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ

رجب ۱۰۳ھ مدینہ طیبہ میں ولادت ہوئی۔ ماہِ جمادی الآخر ۱۵۶ھ، مدینۃ الرسول ہی میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔مرقد پاک جنت البقیع مدینہ میں ہے۔آپ کا نام موسیٰ اور لقب ''الجون'' ہے۔ بروایت کنز الانساب، آپ کی والدہ سیّدہ رقیہ بنت امام زین العابدین تھیں۔آپ کے دو حقیقی بھائی سید محمد نفس زکیہ اور سید ابراہیم نفسِ مرضیہ کا شمار شہداء اہل بیت میں ہوتا ہے۔ایک بار آپ ہارون رشید کی طلبی پر دربار میں تشریف لے گئے۔ایک جگہ پاؤں پھسلا، گر پڑے۔خوشامدی ہنسے، ہارون رشید کو بھی ہنسی آ گئی۔آپ نے ہارون کی طرف دیکھ کر فرمایا، ''امیر! ہمارا گرنا ضعفِ عمر کی وجہ سے تھا''، الحمدللہ مدہوشی و مستی کی وجہ سے نہ تھا''۔اس جملہ کا معنی خلیفہ نے خوب سمجھا اور شرم سے نگاہیں نیچی کر لیں۔[73]

حضرت سید عبداللہ الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت ۱۴ رمضان المبارک ۱۵۲ھ، مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ماہ ربیع الآخر ۲۱۳ھ میں جمعہ کے دن وفات پائی۔ زاہد شب زندہ دار۔ تہجد کے ایک دوگانہ میں پورا کلام مجید مکمل

Marfat.com

فرماتے۔دن روزہ اور ذکر الٰہی میں بسر کرتے پیر وار اور جمعہ کو وعظ کیلئے مجلس آراستہ کرتے۔

[73]

حضرت سیّد موسیٰ الثانی علیہ الرحمتہ والسلام

٦ محرم الحرام ١٩٣ھ، مدینہ المنورہ میں ولادت ہوئی۔ ماہ صفر المظفر ٢٨٨ھ میں رحلت فرمائی مزار مقدس جنت البقیع میں ہے۔ نامِ گرامی سیّد موسیٰ اور کنیت ابو عمر ہے۔آپ حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام کے نواسہ ہیں۔آپ کی والدہ کا نام سیدہ ہالہ تھا۔نہایت متقی، صالح، کریم و فیاض تھے۔آپ علوم وفضائل صادق علیہ السلام کے مظہر اور سچے شارح تھے۔آپ کے مواعظ و نصائح سے متاثر ہو کر غیر مسلم، مشرف بہ اسلام اور فاسق و فاجر اعمالِ بد سے تائب ہو جاتے صاحبِ کنز الانساب کے بقول، آپ خود اور آپ کی اولاد نجیب الطرفین ہیں۔آپ کی شادی سیدہ زینب بنت ابراہیم بن مرتضیٰ بن امام موسیٰ کاظمؒ سے ہوئی۔

حضرت سیّد داؤد علیہ الرحمتہ والسلام

ولادت، ١١ شعبان ٢٤٥ھ، مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ ذوالحجہ ٢٧٧ھ میں اپنے والدِ گرامی حضرت موسیٰ الثانی علیہ الرحمتہ سے بیعت وخلافت پائی۔١٢ شعبان ٣٢١ھ میں وصال فرمایا۔قبرِ منور آپ کی، جنتِ معلےٰ مکہ المکرّمہ میں ہے۔داؤد نام مبارک ہے۔کنیت ابو محمد، اور ابو بکر ہے۔ سراج الدین لقب ہے، لوگ آپ کو ''داؤد الامیر'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔قلبِ مبارک سوز و گداز کا حامل تھا۔خشیتِ الٰہی کا غلبہ ہر وقت رہتا تھا۔اکثر اوقات رقت طاری رہتی۔آیۃ شریفہ۔ ''یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم ناراً وقودھا الناس والحجارۃ ''۔وردِ زبان رہتی تھی۔ایک روز جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو لوگ تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے۔آپ نے فرمایا۔''مسلمانو''! خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں فرقِ مراتب کو دخل نہ دو، یہاں سب بندے برابر ہیں۔'' یہاں کسی کی بھی تعظیم جائز نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت سیّد محمد مورث علیہ الرحمتہ والسلام

۱۳ رمضان المبارک ۲۹۹ھ، مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ ۱۷ ربیع الاول ۴۱۵ھ میں رحلت فرمائی۔ مزارِ مبارک جنت البقیع میں ہے۔ ''محمد'' اسمِ گرامی، ابوالقاسم کنیت، اور شمس الدین و عابد القاب ہیں، آپ کو ''محمد الرومی'' کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے چونکہ آپ نے چند سالوں کیلئے روم میں پناہ لی، بوقت اخیر مدینہ میں وارد ہوئے۔ متقی، متواضع، عابدِ شب زندہ دار، زاہد سجدہ گذار تھے۔ حُسنِ خُلق اور حُسنِ کلام میں مشہور انام تھے۔ جنات میں سے ایک نیکو کار سردار، آپ کا خدمتگار تھا جو نصف رات کے بعد آپ کو بیدار کرنے پر مامور تھا۔ اسکی آواز کبھی کبھی اہل خانہ بھی سنتے تھے۔ ''الصلوٰۃ، الصلوٰۃ خیر من النوم، یا ابا القاسم شمس الدین''۔ ایک جماعتِ یہود آپ کی مجلس میں حاضر ہوئی اور حضرت عُزیر علیہ السلام کے بارے پوچھا۔ آپ نے نہایت موثر پیرایہ میں حالات بیان کئے اور اُنکے اِس دعویٰ کی تردید فرمائی کہ حضرت عُزیر ابن اللہ ہیں۔ آپ کے دلائل سے متاثر ہوکر جماعتِ یہود مشرف بہ اسلام ہوگئی۔ اپنے والد کی نو اولادوں سے صرف آپ ہی صاحبِ اولاد ہوئے، باقی کمسنی ہی میں وفات پاگئے۔ [73]

حضرت سیّد یحییٰ الزّاھد قدس سرہ

۱۷ شعبان المعظم ۳۴۰ھ، مدائن میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ۳۷۰ھ میں اپنے والدِ گرامی سیّد محمد مورث علیہ الرحمتہ سے بیعت و خلافت حاصل کی۔ ۲۴ رمضان المبارک ۴۳۰ھ بعمر ۹۰ نوے سال وفات پائی۔ مزارِ مبارک بغدادِ قدیم میں ہے۔ آپ کی کنیت ابوعلی اور لقب زاہد اور نقی ہے۔ مادرزاد ولی تھے۔ چھ سال کی عمر میں جب تعلیم کیلئے استاد کے پاس پہنچے۔ تو جتنا استاد بتلاتے تھے۔ آپ اِس سے آگے بھی پڑھتے جاتے، استاد کو تعجب ہوتا تھا۔ استاد نے اِس تعجب کا اظہار کیا، تو حضرت نے جواب دیا۔ ''آپ معلم ہیں اور میں متعلم''۔ ''حضرت ابن جریج رحمتہ اللہ علیہ نے تو بطنِ مادر ہی میں باتیں کی تھیں، میری عمر تو پورے چھ سال ہے۔ اللہ کی عطا اور بخشش پر

Marfat.com

آپ متعجب کیوں ہیں۔!!''''ذٰلِکَ فضل اللّٰہ یوتیہِ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم'۔یہ عارفانہ کلام سن کر استاد نے آپ کو عارفِ باللہ سے خطاب کیا۔اور یہ آپ کے نام کا سابقہ بن گیا۔تمام عمر نماز باجماعت ترک نہیں ہوئی اور ہر نماز کیلئے تازہ وضو فرماتے۔آپ کو اپنے والد ماجد کی مزار سے لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین کا ورد عطا ہوا، سو وہ جن جو انکی خدمت پر مامور تھا آپ کی خدمت میں آ گیا۔[73]

حضرت سیّد عبداللہ الثالث قدس سرہ'

۱۳ رمضان المبارک ۳۶۵ھ، گیلان میں ولادت اور ۱۴ رجب المرجب ۳۸۷ھ میں، پدر بزرگوار حضرت یحیٰ زاہدؒ سے بیعت وخلافت پائی۔اور ربیع الاول ۴۳۷ھ میں وفات پائی۔مرقد مبارک گیلان ہی میں ہے۔آپ بہت عابد وزاہد، خلیق، سخی اور صاحبِ فیض وکرامت تھے۔نو سال کی عمر میں تفسیرِ قرآن کا نصاب مکمل کیا۔ھدی للمتقین کی تفسیر کے ضمن میں استاد سے سوال کیا کہ متقیوں کو جزا کیا ملے گی؟ استاذ نے کہا رب کی رضا کی سند اور جنت الفردوس۔یہ سنتے ہی عجیب حالت طاری ہوگئی، اور فرمایا افسوس ہے مخلوق پر جو اطاعت گزاری نہیں کرتی۔آپ کی مجلسِ وعظ میں ہزاروں انسانوں کا مجمع ہوتا تھا۔ہر ملت و مذہب کے لوگ شامل ہوتے۔ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔اور ''انت الھادی، انت الحق، لیس الھادی اِلّاھو''۔ آپ کا خصوصی ورد تھا۔حنفی المذہب تھے، آپکی شادی فاطمہ بنت سید عبداللہ بن علی اصغر بن جعفر ثانی بن امام علی نقی کے ساتھ ہوئی۔

حضرت سیّد ابوصالح موسیٰ جنگی دوست قدس اللہ

۲۷ رجب ۴۰۰ھ، گیلان میں ولادت ہوئی۔۴۶۰ھ میں اپنے والد مکرم سیّد عبداللہ الثالث سے بیعت وخلافت میں سرفراز ہوئے۔۱۱ ذیعقدہ ۴۷۶ھ میں وصال ہوا، مزار شریف گیلان میں ہے۔آپ کا اسم گرامی سیّد موسیٰ، کنیت ابوصالح اور لقب جنگی دوست تھا۔اس کی وجہ

Marfat.com

تسمیہ "قلائد الجواہر" میں یہ بیان کی گئی ہے کہ "آپ جنگ کو دوست رکھتے تھے"۔ "ریاض الحیات" میں یہ تشریح ہے کہ "آپ ہمیشہ مجادلۂ نفس فرماتے رہتے تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ طویل روزہ رکھا، جب افطار کا وقت آیا تو پھر ٹھنڈا پانی دیکھ کر اپنے نفس کو فرمایا: کیا تجھ میں ابھی بھی لذتوں کی خواہش ہے حالانکہ تجھے گرم پانی بھی کافی تھا۔ تب خضر علیہ السلام نے آپ کو بشارتِ الٰہی سے آگاہ کیا کہ اللہ نے سلام کے بعد آپ کے قلب کو "جنگی" اور آپ کو "دوست" بنا لیا ہے۔ آپ کے نصائح بڑے پر اثر انداز میں ہوتے حاضرین کو دم مارنے کی مجال نہ ہوتی۔ آپ نے، عباسی خلفاء القادر باللہ ابوالعباس اور القائم بامر اللہ ابوجعفر کا عہد پایا ہے"۔ آپ کا مزار جیلان (ایران) میں ہے جو سارا سال برف سے ڈھکا رہتا ہے، صرف جون، جولائی کے مہینوں میں وہاں جایا جا سکتا ہے۔ آپ کے مجاہدات اور تقوی کے واقعات کتابوں میں موجود ہیں جنہیں پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

محبوب سبحانی السیّد عبد القادر جیلانی

رضی اللہ عنہ

سید الاولیاء، وارث میراث انبیاء، نجیب الطرفین، ابن صاحب قاب قوسین، محبوبُ محبوبِ رب المشرقین والمغربین، پیران پیر، صاحب قول قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ، مقرب بارگاہ احدیت، مقدس درگاہ صمدیت، غوث الاغواث، سید الاسیاد، میراں محی الدین السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانیؒ۔ آپ کے والد گرامی کا نام ابو صالح موسیٰ ہے۔ آپ کا نسب مبارک گیارہ مقدس واسطوں سے امام علی المرتضیٰؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے حضرت ابو عبداللہ حماد بن مسلمؒ دباس متوفیٰ (رمضان ۵۲۰ ہجری سے بھی کسب فیض کیا۔ آپ حضورؓ کے نام کی نسبت سے پورے سلسلہ طریقت کا نام ہی قادریہ پڑ گیا۔ آپ (یکم رمضان ۴۷۰ھ/18 مارچ 1078ع) کو جیلان میں پیدا ہوئے اور ۹۱ سال آسمان ولائیت پر پرواز کرنے کے بعد طریق آخرت کا رخ کیا۔ آپ کی رحلت (۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ/14 فروری 1166ع) میں ہوئی۔

Marfat.com

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے جن صاحبزادوں کے اسماء گرامی تاریخ کے صفحات میں ملتے ہیں۔ وہ سب کے سب اپنے وقت کے جید عالم اور درجہ ولایت پر فائز تھے گویا ان سب پر نور علیٰ نور کی مثل ثابت ہوتی ہے۔ انہوں نے اطراف عالم میں پھیل کر پورے عالم اسلام کو یوں جلا بخشی کہ اپنے تو کیا غیر بھی آج تک رطب اللسان ہیں۔ ☆

سید سیف الدین عبدالوھاب

آپ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے فرزند ارجمند ہیں، انہیں نہ صرف خرقۂ خلافت اپنے والد ماجد سے عطا ہوا بلکہ صاحبزادگان میں سے واحد شخصیت آپ ہیں جنکو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی موجودگی میں منبر پر وعظ کہنے کے لیے منتخب فرمایا۔ آپ بیک وقت محدث، مفسر، فقیہ، شیخ الوقت اور زہد و ریاضت میں بے مثل تھے۔ تمام تر علوم اپنے والد ماجد سے سیکھے اور مدرسہ نظامیہ یا (رباط عبدالقادر) میں مسند افتاء اور درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ نائب، خلیفہ اور وارث منتخب ہوئے۔

بعض احباب نے سیدنا عبدالرزاق رضی اللہ عنہ کو بڑا صاحبزادہ کہا ہے مگر تحقیق کے ساتھ آپ ہی غوث پاکؓ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ تمام محققین اور سیرت نگار اس پر متفق ہیں۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت کی معتبر ترین کتاب ''قلائد الجواہر'' نے آپ کو سب سے بڑا بیٹا قرار دیا ہے۔ اور اسی قول کے مطابق آپکی تاریخ پیدائش شعبان ۵۲۲ھ ہے۔ جب کہ سید عبدالرزاق کی تاریخ ولادت ۱۸ ذی قعدہ ۵۲۸ھ ہے۔[14:158]

☆ ان مختصر صفحات میں ہم حضرت شیخ الجن والانس سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ذکر تو صرف تبرکاً کر رہے ہیں کیوں کہ یہ صفحات انکی سیرت و سوانح کے لیے بالکل معدود ہیں۔ اس لئے مناسب ہے کہ قارئین ہماری کتاب '' أنیس المظاهر فی سیرت سید عبدالقادر '' کا مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

آپ نے فقہ کی تعلیم اپنے والد بزرگوار اور غالب بن بناء سے حاصل کی۔ اور مزید تعلیم کے لیے بلادِ عجم کے سفر بھی کیے۔ فراغت کے بعد اپنے والد ماجد کی حیات میں ۵۴۳ھ میں تدریس میں مشغول ہو گئے۔ آپ کا بلادِ عجم کے سفر کرنا تو ثابت ہے مگر کہیں بھی اقامت پذیر نہ ہوئے۔

آپ کے شاگردوں میں شریف الحسنی بغدادی اور احمد بن عبدالواسع قابل ذکر ہیں اور آپ سے دبیثی، محمد بن یعقوب ابن ابی الدنیا اور ابن خلیل جیسے لوگ متاثر تھے۔

آپ ادب، ظرافت اور فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد کی اولاد میں سے کوئی بھی آپکا ہم پلہ نہ تھا۔ سو ۵۸۳ھ میں خلیفہ ناصر الدین نے آپکو مظلوموں کی دادرسی کے محکمہ کا سربراہ بنا دیا۔ آپ حدیث، وعظ افتاء و مناظرہ کے ساتھ عدالتی احکام بھی صادر فرماتے۔ ابن رجب نے اپنے طبقات میں آپکی مدح و تحسین کی ہے کہ اہل بغداد آپکو نہایت بذلہ سنج اور معاملہ فہم سمجھتے تھے۔ آپ بے حد ذکی اور خوش طبع بھی تھے۔ ۵شوال آپ کا وصال ۵۹۳ھ کو بغداد ہی میں ۷۱ سال کی عمر میں ہوا اور حلبہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ ۞

صحیح تر روایات کے مطابق آپ کی اولاد میں دو صاحبزادوں اور ایک صاحبزادی کا ذکر ملتا ہے۔ باقی الحاقی روایات ہیں۔ آپ کے چند خلفاء کے نام بھی اولاد کے زمرے میں درج ہو گئے۔

۞ ڈاکٹر یحییٰ انجم بستوی کا قول کہ آنجناب کا مزار ''ناگور'' بھارت میں ہے قطعاً لغو اور باطل ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی کتاب ''فرزند غوث الثقلین سیف الدین عبدالوہاب'' تمام تر رام کہانیوں پہ مشتمل ہے۔ جس کی روایات معقولات اور منقولات کے کسی معیار پر بھی پوری نہیں اترتیں۔ ان شبہات کا ازالہ بھی برادرم پیر طاہر حسین نے اپنی کتاب ''قطب الہند کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' میں خوب کیا ہے۔ ماشاءاللہ

Marfat.com

آپ کے صاحبزادے سید صفی الدین عبدالسلام المعروف صوفی اور سید ضیاء الدین سلمان تھے۔آپ کے صاحبزادوں کے علاوہ آپ کے بھتیجوں ابوالنصر صالح بن سید عبدالرزاق اور ابوالمحاسن فضل اللہ بن سید عبدالرزاق، سید شیخ محمد بن عبدالعزیز اور آپکے پوتے سید داؤد بن سلمان نے بھی آپ سے درس حدیث لیا اور آپ سے روایت بھی کرتے ہیں۔صاحب بحر السرائر نے آپ کے تلامذہ کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ نفوس بیان کی ہے۔سبحان اللہ! ''تاج المکلل میں آپ کے اساتذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں ابن البناء، قزاز، علامہ ارموی اور ابی الوقت۔[70:327:1]

سید عبدالسلام صفی الدین صوفی

آپ فرزندار جمند جناب سیف الدین عبدالوہاب اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ آپکی ولادت آنجناب غوث الثقلین کی زندگی میں ہوئی۔آپ کی ولادت ۸ ذی الحجہ ۵۴۸ بغداد میں ہوئی۔جب تک آپ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں رہے سید عبدالوہاب رضی اللہ عنہ اس طرف پشت نہ کرتے تھے۔آپ کی کنیتیں ابوالمنصور، ابوالنصر، ابوالفرح تھیں اور القابات فضل اللہ، جمال الفقہاء، زین المحدثین ہیں۔آپ نے اپنے جدامجد غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی آغوش عاطفت میں تربیت پائی اور آپ سے درس حدیث سماع فرمایا۔اسکے علاوہ اپنے والد ماجد اور شیخ ابی الحسن محمد بن اسحاق بن العتابی اور ابوالفتح محمد بن عبدالباقی سے بھی سماع حدیث کیا۔

محدث مکہ حضرت ملاعلی قاری ''نزہۃ الخاطر والفاتر'' میں فرماتے ہیں کہ آپ اور آپ کے برادر خورد سید سلمان دونوں حدیث پڑھایا کرتے تھے۔آپ نے اپنے چچا سید ابراہیم سے روایت بھی کی ہے۔نواب صدیق حسن خاں نے لکھا کہ آپ بڑے ادیب، متقی سنجیدہ تھے منطق اور فلسفہ میں بھی اہل بغداد کی ایک جماعت آپ کے علوم سے مستفید ہوئی۔

۱۸ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد کے دست اقدس پر بیعت کی تو آثار ولایت نکھر کر سامنے آگئے۔حضور سید غوث اعظم رضی اللہ عنہ آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔جو بات آپ کی زبان

Marfat.com

یہ جاری ہوتی وہ پوری ہو کر رہتی آپکی بیعت روحی امام حسین علیہ السلام شہید کربلا سے تھی۔

اپنے والد ماجد کی اجازت سے سیاحت کو نکلے، ہرات میں وارد ہوئے شیخ محمد بن اسحاق کے ہاں قیام کیا۔اسی دوران ایک شخص نے آپ کے اجداد پر طعنہ کیا۔سو......غضب الٰہی سے اسی رات بجلی گرنے سے جل کر مر گیا۔تیس سال کی عمر میں ہندوستان (ملتان) وارد ہوئے۔۱۸ ماہ قیام کے بعد واپس بغداد تشریف لائے۔مسلکاً حنبلی تھے اور اسی مذہب پر فتویٰ دیتے تھے۔اپنے والد ماجد کے بعد درگاہ عالیہ کے خلیفہ اور سجادہ نشین مقرر ہوئے۔آخر عمر میں حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہوا تو وہاں غلاف کعبہ کے نگران اور متولی رہے۔اسی دوران آپ کی سادہ مزاجی اور عجز وانکساری کی وجہ سے خلق خدا میں ''صوفی'' کے لقب سے پکارے جانے لگے۔

آپکے ملفوظات طیبات میں ہے کہ آپ نے سالکاں راہ حق کو فرمایا:

- ''اعتقاد اہل سنت والجماعت رکھو، نفس کو ریاضت سے مطیع کرو،
- طلب حق تعالیٰ میں صبر جمیل اختیار کرو۔
- بلاؤں پر تحمل اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہو، اسی کے افعال میں فنا حاصل کرو۔
- سنت پر عمل اور بدعت سے اجتناب کرو، توکل کرو، مدد اور نصرت اسی سے طلب کرو......یہی راہیں کامیابی کی ہیں''۔

وفات کے وقت حجرہ اقدس میں عجیب وغریب خوشبو کا ورود ہوا۔آپ کے صاحبزادے اور دیگر مشائخ موجود تھے آپ کے صاحبزادے سید ابو العباس احمد نے فرمایا کہ آسمانوں میں غل ہو رہا ہے سرکار رسالتمآب ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کی سواری آرہی ہے اور وہ ہمارے والد ماجد کو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔اسی عالم میں آپکی روح جسم عنصری سے مفارقت کر گئی اور حقیقت سے جا واصل ہوئی۔آپکی وفات ۳ رجب ۶۱۱ ھ ہے۔آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ حلبہ میں مدفون ہوئے۔رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔آپ کے دو صاحبزادے تھے۔[39]-[70]

Marfat.com

سید ابوالعباس احمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا کا نام نامی احمد، کنیت ابوالمسعود، ابوالعباس اور القابات گنج بخش، حمید الدین، علم الدین زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کی ولادت ۵۵۸ھ میں ہوئی۔ گویا آپ نے اپنے جدامجد سید سیف الدین عبدالوہاب کو بچشم ہوش وخرد دیکھا اور ان سے فیض یافتہ ہوئے۔ آپکی بیعت اپنے والد ماجد حضرت صوفی سے تھی۔

آپ نے علوم متداولہ اپنے والد ماجد اور حسن بن ابی العلاء بن علی جیسے نابغہ روزگار علماء سے حاصل کیے۔ کئی مشائخ سے صحبت رہی۔ حضرت کا حلقہ درس بہت بڑا تھا۔ آپ کی کرامات میں مشہور کرامت یہ ہے کہ آپ بڑے پُر جمال اور باوقار تھے۔ جو بھی ایک نظر چہرہ اقدس کی طرف دیکھتا، شیدا ہو جاتا اور تن من دھن لٹا کر بیعت اختیار کر لیتا۔ آپ کو کئی بار حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شرف یقظہ (بیداری) میں ہوا۔ ایک بار روم کی سیاحت کو آئے تو اس جگہ کو بہت پسند کیا مگر رہائش کے لیے بہت متردد تھے۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے وہاں سکونت اختیار کرنے کا حکم فرمادیا۔ سو آپ نے آخری عمر میں روم کے شہر (حلب) میں سکونت اختیار کی۔

آپ کے کلمات طیبات میں ہے۔

۞ ”اسباب کے تعلقات کو قطع کرو، فقیروں کی مجالس اختیار کرو۔

۞ بادشاہوں سے مستغنی رہو، اللہ کی مہربانی کی امید رکھو، دل میں حزن وملال اور چہروں کو ہشاش بشاش رکھو۔

آپ کو وقت پیری (آخری عمر) میں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ نام ابوالبرکات مسعود رکھا (ابوالبرکات کنیت آپ نے نسب کی برکت کے لیے تجویز فرمائی) مدرسہ بغداد میں آپ کا درس دینا بھی ثابت ہے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے جو روایت شجرۃ الانوار سے لی ہے کہ آپ نے ہلاکو خان کے حملہ سے بچاؤ کے لیے اپنے بھائی سلمان کے ہمراہ روم (حلب) ہجرت فرمائی یہ

Marfat.com

درست نہیں۔ چونکہ حضرت کا وصال بہ روایت صحیح ۶۳۰ ھ ہے۔ جبکہ ہلاکو کے ہاتھوں سقوط بغداد ۶۵۶ ھ میں ہوا یعنی آپ فتنہ بغداد سے تقریباً ۲۶ سال پہلے اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپکی تاریخ وصال ۲۵ رجب ۶۳۰ ھ ہے۔ اور مزار اقدس حلب میں ہے۔ اور سلمان آپکے بھائی نہیں بلکہ چچا تھے اور شیخ صحبت تھے۔ آپ کے اکلوتے بھائی کا نام ابوالجبار بدر بن حسن تھا نوعمری میں شادی سے پہلے فوت ہو گئے۔ [39:779:1]

سید مسعود گیلانی قدس اللہ سرہ

غوث المقربین، سراج العابدین، زین العارفین، نور الدین، ابوالبرکات، سید ابوعلی مسعود گیلانی عرف عام میں آپ کو غازی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ سید احمد گنج بخش کے صاحبزادے تھے اور انہیں کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلوک و معرفت کی تمام منازل طے کیں۔ آپ حلب کے صوفیاء کے امام مانے جاتے تھے۔ آپ کے ملفوظات عالیہ میں ہے:

۞ "اے سالکان حقیقت! ہمیشہ خوش رہو، خاموشی اختیار کرو، تفکر میں رہو، اخوان طریقت کو تلاش کرو، ہزلیات سے احتراز کرو، نزاع کو ترک کرو"۔

۶۵۸ ھ میں تخت خلافت خالی پڑا تھا تاتاریوں نے دریائے فرات عبور کیا اور حلب پہ حملہ کر کے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی مگر آپ بفضل الٰہی نہ صرف خود بلکہ آپ کے وجود مسعود کی برکت سے اہل محلّہ بھی انکی دست درازی سے محفوظ و مامون رہے۔ اہل محلّہ نے تاتاریوں کے حق میں بدعا کے لئے عرض کیا آپ نے بارگاہ الٰہی میں مناجات کے بعد اس مصیبت سے نجات کی دعا مانگی۔ اسی اثنا میں ۱۵ رمضان المبارک کو مصری لشکر یلغار کرتا ہوا مقابل جا پہنچا۔ سامنے نہر جالوت تھی، سو...... گھمسان کی جنگ ہوئی اور پہلی بار تاتاریوں کو شکست کی ذلت سے دوچار ہونا پڑا۔ اس سے قبل وہ شکست کے مفہوم سے ناآشنا تھے۔ بہت سے مارے گئے اور باقیوں نے راہ فرار لی۔

(ذکر اہل تاتار)[97:803]

Marfat.com

آپ کی اولاد میں تین صاحب زادوں کا ذکر ہے۔ایک صاحبزادے کا ذکر ہم ذیل میں کریں گے باقی دو لاولد فوت ہوئے۔کئی اصحاب نے اپنا جعلی نسب ان سے جوڑ رکھا ہے۔آپ جناب (۶۲۰ھ/ 1223 ع) کو بغداد میں پیدا ہوئے اور (۵ شعبان ۶۶۰ھ/ 25 جون 1262 ع) کو حلب میں رحلت فرمائی، والد ماجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

سید علی گیلانی قدس اللہ سرہ

مظہر کمالات نبویہ، مزین اطوار غوثیہ، مہبط انوار الہیہ، صالح الدین، ضیاء الدین ابوالحسن علی گیلانی، سید مسعود غازی کے فرزند ارجمند تھے۔آپکی کنیت ابوالحسن بھی تھی۔(۶۴۵ھ/ 1247 ع) کو حلب میں پیدا ہوئے۔آپ نے اپنے والد ماجد سے روحانی تعلیم پائی اور انہیں کے دست پر بیعت کی۔مجاہدہ و ریاضت کے شائق تھے۔دنیا و اہل دنیا کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے۔معرفت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ہمہ وقت رضا میں راضی رہنے والے تھے۔

آپ ہر کسی کو نصیحت فرماتے کہ موتوا قبل ان تموتوا ،موت سے پہلے موت کا مقام حاصل کرو"۔

(۲محرم الحرام ۷۱۵ھ/ 8 اپریل 1315 ع) کو حلب میں وفات پائی اور اپنے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔آپ کے ایک ہی صاحبزادے تھے۔

سید حسن شاہ میر میراں قدس اللہ سرہ

امام الطریقت، سلطان الحقیقت، غواص دریائے حقیقت، سراج الدین، شرف الدین، سید ابو محمد حسن المعروف شاہ میر میراں آپ کی کنیت ابوعبداللہ بھی تھی۔اور آپ کے القاب جمال الدین اور اطہر بھی تھے۔آپ سید علی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے تھے۔آپ نے (۶۷۶ھ/ 1278 ع) میں ولادت پائی ظاہری اور باطنی علوم اپنے والد ماجد اور سید صالح گیلانی سے تفسیر، حدیث اور فقہ حاصل کئے۔اور خرقہ خلافت اپنے والد سے حاصل کیا۔ آپ حلب کی پسندیدہ ترین شخصیت تھے۔آپ کا

Marfat.com

شمار جلیل القدر اور اکابر مشائخ میں ہوتا تھا۔آپ کا دستر خوان ہمیشہ بچھا رہتا اور لنگر جاری رہتا۔آپ کی شخصیت میں تواضع از حد تھا۔ آپ ایک دفعہ ہندوستان تشریف لائے پھر واپس حلب چلے گئے۔(۸ ذیقعدۃ ۷۶۶ھ/ 27 جولائی 1365ع) میں وفات ہوئی۔حلب آپ کا مولد ومنشأ و مدفن بنا۔آپ کے دو صاحبزادے تھے۔اور دونوں ہی خلیفہ تھے۔بڑے سید شمس الدین محمد اعظم اور چھوٹے سید عبداللہ۔اسکے علاوہ آپ کے کئی خلفاء بھی صاحب سلسلہ ہوئے جیسے شاہ میاں جیو قادری اور شیخ احمد قادری۔شام اور مصر میں بھی آپکا حلقہ ارادت ہے۔حضرت کے کئی مرید آج بھی لاہور اور قرب ونواح میں آباد ہیں۔[39:812:1]

حضرت سیّد محمد قدس اللہ سرہ

سلطان الاوتاد، رئیس الأفراد، قطب الواصلین، آفتاب دین وملت، حضرت ابو محمد سید شمس الدین محمد اعظم، آپ سید شرف الدین حسنؒ کے صاحبزادے تھے۔آپ (۷۵۴ھ/ 1353ء) کو حلب میں پیدا ہوئے۔آپ نے ظاہری تعلیم حلب کے بڑے بڑے فقہاء سے حاصل کی پھر تصوف وروحانیت کی طرف مائل ہو کر اپنے والد ماجد کے دست حق پر بیعت کی۔آپ اہل طریقت حلب کے امام مانے جاتے تھے اور بڑے متوکل علی اللہ تھے۔دروازے پر زائرین کا تانتا بندھا رہتا تھا۔(۳ ربیع الاول ۸۳۴/ 1431ع) کو فوت ہوئے اور آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔(ایک قول کے مطابق آپکی وفات ۸۸۵ھ میں ہوئی مگر پہلی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے--ثانی عفی عنہ)۔آپکے تین صاحب زادے تھے سید محمد غوث (حلبی ثم اچوی)،سید ابوالقاسم یہ حلب سے بغداد واپس چلے گئے اب بھی انکی کچھ اولاد پاکستان میں موجود ہے۔تیسرے سید میراں یعقوب۔[39:817:1] مگر صاحب بحر السرائر نے صرف ایک بیٹا لکھا ہے واللہ اعلم بالصواب۔[36]

Marfat.com

محبوبِ سبحانی

حضرت بندگی سید محمد غوث گیلانی اوچویؒ

اس سلسلہ میں حضرت سید محمد غوث اچوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سنگ میل (Miles ston) کی حیثیت رکھتے ہیں جنکی ذات بابرکات کے سبب ایک طرف تو ہماری رسائی جیلان وبغداد تک ہوتی ہے اور دوسری طرف ہندستان میں راجھستان، ناگور، سلطان پورلودھیاں۔ اور پاکستان میں لاہور، ملتان، پشاور، جھنگ اور ساہیوال ڈویژن میں پھیلے ہوئے طویل سلاسل (قادریہ) انکی خانقاہوں اور مریدین سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

گویا برصغیر پاک و ہند میں قادریت کے فروغ اور نشرواشاعت کا سہرا حضرت سید محمد غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر ہی سجایا گیا ہے۔ گوآپ کی آمد سے پہلے بھی کئی بزرگانِ قادریہ یہاں پرتشریف لا چکے تھے اور ہندوستان میں سلسلۂ قادریہ متعارف ہو چکا تھا مگر جو عروج آپ کی آمد سے مِلا وہ پہلے نصیب نہ تھا۔ آپ کی ذاتِ ستودہ صفات سے ہندوستان میں قادریت کی ایسی شمع روشن ہوئی جس کی روشنی سے دُور دُور تک اُجالا پھیل گیا۔

شجرۂ نسب: آپ کے پوتے کے پوتے شیخ الکل مخدوم سید ابوالحسن محمد جمال الدین موسیٰ گیلانی المعروف حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی (م۔ ماہِ شعبان 1010ھ) نے اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف ''تیسیر الشاغلین'' (جسے برصغیر پاک و ہند میں قادریہ سلسلے کے نصاب کی حیثیت حاصل ہے) میں تحریر فرماتے ہیں: ''شیخ القرناء الشیخ محمد الحسنی الجیلانی بن شیخ النقباء شیخ شمس الدین محمد الحسنی الجیلانی (حلبی) بن شیخ النجباء ابی محمد شاہ میر الحسنی الجیلانی بن شیخ المعین الرشد المبین ابی الحسن علی نور الدین الحسنی الجیلانی بن شیخ الودود المودود ابی علی المسعود الحسنی الجیلانی بن شیخ الغواص عمدۃ الخواص شیخ ابی العباس احمد الحسنی الجیلانی بن شیخ الاخیار والابرار شیخ محمد الصفی الحسنی الجیلانی بن شیخ الارباب و قطب الاقطاب السید عبدالوہاب الحسنی الجیلانی بن القطب الربانی والغوث الصمدانی والحبیب

Marfat.com

الرحمانی و بحر المعانی شیخ السمٰوٰت والارضین السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس اللہ ارواحھم''۔

[27:33]

خانوادۂ غوثیہ کی ایک اور علمی شخصیت حضرت سید علی اصغر گیلانی لاہوری ☆ نے اپنی مشہور و معروف تصنیف ''**شجرۃ الانوار**'' میں حضرت بندگی اُوچوی کا نسب نامہ بڑی وضاحت کے ساتھ کچھ اس طرح قلمبند کیا ہے:

''غوث الدین سید محمد غوث (بندگی اوچوی) بن سید شمس الدین محمد حلبی بن سید شاہ میر بن سید ابوالحسن علی بن ابو علی سید مسعود بن سید ابوالعباس احمد بن سید صفی الدین صوفی المنصو رعبدالسلام الموسوم ابونصر فضل اللہ ونصر اللہ بن سید سیف الدین عبدالوہاب بن حضرت غوث الصمدانی سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی''۔

(شجرۃ الانوار قلمی مملوکہ راقم الحروف ۲۔ شجرۃ الانوار قلمی سید بشیر الحسن شاہ گیلانی سکنہ کالا باغ ضلع میانوالی)۔

نام و لقب : آپ کا نامِ نامی ''محمد''، کنیتِ سامی ''ابوعبداللہ'' اور لقبِ گرامی ''غوث، مخدوم ،بندگی، محبوبِ سبحانی تھا۔

ولادت: آپ کی ولادتِ باسعادت ۸۰۳ھ بمطابق 1401 کو حلب (مملکتِ شام) میں ہوئی۔ بعض کتب میں سنِ ولادت ۸۳۳ھ بھی لکھا ہے، جو کہ صحیح معلوم نہیں پڑتا۔

تحصیلِ علوم: آپ نے اپنے والدِ ماجد سے ہی تفقہ حاصل کیا اور حدیث سُنائی۔ مزید کئی علمائے

☆ سید علی اصغر گیلانی کا شجرۂ نسب بھی ۷ واسطوں سے حضرت بندگی سید محمد غوث اُوچوی تک پہنچتا ہے۔ جو اسطرح ہے ''سید علی اصغر بن سید عبدالقادر المعروف شاہ گدا بن سید عمر المعروف شاہ لالہ بن سید محمد ہاشم لاہوری بن سید صوفی علی بن سید بدر الدین بن سید اسماعیل بن سید عبداللہ ربانی بن سید محمد غوث بندگی گیلانی اُوچوی''۔ الغرض حضور بندگی اُوچوی کے نسب شریف کے بارے یہی معروف و مستند کتب ہیں۔ باقی جس کسی نے بھی لکھا انہی کتب سے نقل کیا۔

Marfat.com

عراق وحجاز سے بھی استفادہ کیا۔آپ جامع علوم معقول ومنقول تھے۔[36]-[39]

اقامت لاھور : اسی طرح سفر کرتے ہوئے لاہور پہنچے اور کچھ مدت ''محلّہ کوفنگراں'' میں رہائش اختیار فرمائی اور اکثر لوگوں کو اپنے فیض سے مستفیض کیا۔

قیامِ ناگور : پھر یہاں سے ہندوستان کی سیر کرتے ہوئے ناگور پہنچے اور وہاں بھی کچھ عرصہ رہائش پذیر رہے۔وہاں آپ نے عبادت کیلئے ایک مسجد بھی تعمیر فرمائی۔

{جو (دسمبر 2009ء) تک اپنی اصلی حالت میں سلامت ھے۔} [بروایت طاہر حسین]

سیاحت : آپ نے اکثر ممالک کا سفر کیا۔ہند،سندھ،خراسان،ترکستان،عرب وعجم کئی ممالک کی سیاحت فرمائی اور بیشمار خلقِ خدا کو دینِ اسلام اور حلقۂ قادریہ میں داخل کیا۔آخر ''حلب'' مراجعت فرمائی۔ایک روز اپنے پدرومرشد سے اجازت طلب فرمائی کہ میرا دل ہندوستان میں سکونت اختیار کرنا چاہتا ہے۔انہوں نے فرمایا میری زندگی میں یہیں رہو۔بعد میں تمہیں اختیار ہے جہاں چاہو رہنا۔[41]

سفر بغداد شریف : آپ اپنے پدرومرشد کے بعد از وصال بغداد شریف میں اپنے جدِ امجد حضور غوث الثقلین سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے دربار پُرانوار پہنچے اور زیارت سے مشرف ہوئے۔

بشارتِ غوثیه : وہاں سے آپ کو حکم ملا کہ اے فرزند! آپ کا مکانِ سکونت ملکِ عجم میں ہے۔جہاں آپ کی ناقہ بیٹھ جائے اور پھر نہ اُٹھے اور عصاءآپ کا زمین سے نہ نکلے۔یقین جاننا کہ مکانِ سکونت آپ کا وہی ہوگا۔جاؤ! میرا انوارِ ارشاد آپ کے ذریعہ ملکِ عجم میں فروزاں ہوگا۔[46]

ملتان آمد: آپ سرکارِ غوثیہ کے حسبِ ارشاد اس دوسری مرتبہ مع خیل وحشم و

Marfat.com

توابع بیشمار کے روانہ ہوئے۔آپ کی خدمت میں مولانا غلام عبدالقادر ۞ بطور خدمت گار رہے۔(اور یہی مولانا غلام عبدالقادر بالا پیر سرکار کے اتالیق تھے)۔اور لوگوں کو فیضانِ قادریہ سے مستفیض فرماتے ہوئے ملتان رونق افروز ہوئے [49]۔بعض کتب میں لکھا ہے کہ اس مرتبہ بھی براستہ خراسان آپ ملتان تشریف لائے۔جب آپ ملتان پہنچے ستر (۷۰) ایرانی سوار زریں کمر خُدام آپ کے ہمراہ تھے [48]۔

علمی مناظرہ : آپ جب ملتان پہنچے تو اکابر وفضلائے شہر، والی ملتان کے ساتھ ہوکر آپ کے ساتھ مناظرہ کرنے آئے۔اور بحث مسائلِ دقیق درمیان میں لائے۔حضور نے فرمایا کل جواب دیا جائے گا۔اسی فکر میں رات کو سو گئے۔

خواب میں سیدنا علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کی زیارت ہوئی۔انہوں نے فرمایا:''بیٹا! جس بات کا جواب ذہن میں نہ آئے اُس کے لئے وعدہ فردا نہیں کرنا چاہیے۔اب منہ کھولو۔اور اپنا لعابِ دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور فرمایا جاؤ انہیں جواب دو۔جب بیدار ہوئے تو علومِ لدنیہ کے

۞ تاریخ ملتان جلد دوم از مولانا نور احمد خان فریدی کے مطابق حضرت مولٰینا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ،مخدوم اوّل سیدنا محمد غوث بندگی اچویؒ کے مرید اوران کے صاحبزادگان کے اتالیق تھے،آپ حضرت بندگی اچوی کی رفاقت میں ہی وارد ہوئے،چونکہ پیرومرشد حضرت سید محمد غوث بندگی اپنا تخلص ''قادری'' فرماتے تھے،اسی نسبت سے آپ ''فقیر قادری'' کہلاتے تھے،آپ کا مزار چوک شاہ عباس کے قریب ملتان شہر میں بیان کیا جاتا ہے،آپ کی اولاد میں کئی بزرگ ہوئے ہیں بلکہ محلّہ قدیرآباد والا خانوادہ خواجہ عبداللہ ملتانی ؒ آپ ہی کی اولاد سے ہیں،آج بھی یہ خاندان ''فقیر قادری'' کے نام سے موسوم ہے،اور محکمہ مال میں بوقت انتقال رقبہ جات قومیت ''فقیر قادری'' ہی درج شدہ دیکھی گئی ہے،خواجہ عبداللہ ملتانیؒ کا بڑا معروف شعر ہے۔ ؎ من غلامِ شیخ عبدالقادرم وازتوجہ ہای اومن بافرم
(تفصیل کے لیے دیکھیے،ا۔تاریخ ملتان جلد دوم از مولانا نور احمد خاں فریدی ۲۔عباد الرحمان جلد اوّل از مولانا محمد عادل)

Marfat.com

دروازے آپ پر مفتوح تھے۔ پس صبح کو پھر جلسہ منعقد ہوا۔ آپ نے ان مسائل کے جوابات مختلف وجوہات کی بناء پر دیئے۔ جن میں سے بیشتر ان کے علم سے ماوریٰ تھے۔ آپ کے علم و فضل، زہد و تقدس اور تصرّف دیکھ کر سب مطیع و خدمتگار ہو گئے۔ اور والی ملتان بھی حلقۂ ارادت میں داخل ہوا ❁۔[45]

سکونت اُوچ: پھر آپ ہمراہی دُرویشوں کے ساتھ اپنے ماموره مکان کی تلاش میں نکلے۔ رفتہ رفتہ باء یمائے غیب ماہِ رمضان المبارک ۸۸۷ھ بمطابق 1482ء میں بعمر چون (۵۴) سال ''اوچ بخاری'' کے قریب دریائے گھارا کے کنارہ پر اتفاق شب گزاری ہوا۔ علی الصبح تیار ہوئے۔ ناقہ کو اُٹھانا چاہا پر وہ نہ اُٹھی۔ عصاء کی میخ بھی زمین سے نہ نکلی اور دریا پر مسواک کر کے چوب زمین میں گاڑھی تو وہ بھی بامرالٰہی سرسبز ہو کر درخت اراک (وَن) بن گیا۔ پس فراست سے جان گئے کہ مکانِ ماموره یہی ہے۔ اور وہیں کنارۂ دریا پر ''اوچ گیلانی'' کی بنیاد رکھی اور سکونت اختیار فرمائی۔ اِس علاقہ کے لوگوں نے آپ کی علوِ فطری اور عزتِ ذاتی کے باعث آپ کی بہت قدر کی۔ اور آپ کے وجودِ مسعود کی برکت سے تمام ملک ہدایت و رشد سے بھر گیا اور سلسلۂ قادریہ کو بہت فروغ حاصل ہوا۔[41]-[49]۔

❁ میری تحقیق کے مطابق یہ واقعہ پہلی مرتبہ ورودِ ہند کے موقع پر پیش آیا۔ اس کی بہت وجوہات ہیں، (۱) یہ دور سلطان قطب الدین لنگاہ کا تھا۔ وہی مرید بھی ہوا اور بشارتِ غوثیہ کے مطابق بیٹی کا رشتہ بھی پیش کیا۔ کچھ عرصہ بعد حاملِ اجازت و خلافت بھی ہوا۔ کیونکہ دوسری مرتبہ محققین نے آپ کا ورود ۸۸۷ھ لکھا ہے۔ جس سے ایک عرصہ پہلے آپ کے سُسر اور مجازِ طریقت سلطان قطب الدین کی وفات ہو چکی تھی۔ (۲) دوسری مرتبہ جب آپ تشریف لائے اُن دنوں سلطان حسین لنگاہ حاکمِ ملتان تھا جسکی ہمشیرہ پہلے ہی حضور کے عقدِ مبارک میں تھی اور خود بھی آپ کے دامنِ کرم سے وابستہ تھا)۔

Marfat.com

فضائل و کمالات: آپ کی روحانی عظمت اور جلالتِ قدر کا ذکر کرتے ہوئے شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''بڑے ہی عظیم المرتبت تھے۔ علومِ عقلیہ و نقلیہ دونوں میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ ظاہری و باطنی نعمتوں سے آراستہ تھے۔ اعلیٰ حسب ونسب کے حامل تھے''۔[49:281]

ازواجِ محترمات:

مختلف کتابوں سے آپ کی تین ازواجِ محترمات کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت بی بی سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا: صاحبِ خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں کہ یہ بی بی صاحبہ حضرت سید ابوالفتح حسینی کی صاحبزادی تھیں جو حضرت سید صفی الدین گازرونی رحمۃ اللہ علیہ (بانیٔ اوچ) کی اولاد میں سے تھے۔ حضور کی اِن بی بی صاحبہ سے شادی پہلی مرتبہ لاہور میں آنے کے بعد ہوئی۔ کیونکہ اِن سے حضور کے بڑے فرزند ارجمند حضرت مخدوم سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۵ ماہِ صفر ۸۶۲ھ [30] میں ہوئی جبکہ حضور نے اوچ میں اقامت رمضان المبارک ۸۸۷ھ میں اختیار فرمائی۔ اکثر کتب کی ورق گردانی سے یہی معلوم ہوا کہ اِن بی بی صاحبہ سے حضور کے دو فرزند ہوئے۔ اوّل مخدوم سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ، دوم مخدوم سید محمد نورانی (جو لاولد فوت ہوئے)۔ بی بی صاحبہ کے پدر بزرگوار حضرت سید ابوالفتح نے اوچ شریف میں اپنے حصہ کی اراضی اپنی دختر صاحبہ کے جہیز میں دے دی جس پر اب تک اوچ گیلانیاں آباد ہے[30]۔

حضرت بی بی دیس گُسائن رحمۃ اللہ علیہا: صاحبِ شجرۃ الانوار سید علی اصغر گیلانی لکھتے ہیں۔ سلطان قطب الدین لنگاہ حاکمِ ملتان کو خواب میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی اور فرمایا ''اپنی بیٹی کا نکاح ہمارے فرزند سید محمد غوث سے کر دو تمہاری سعادت اِسی میں ہے''۔ چنانچہ سلطان مذکورہ نے اپنی صاحبزادی بی بی دیس گُسائن رحمۃ اللہ علیہا کا نکاح حضور سے کر

Marfat.com

دیا۔اور اِن بی بی صاحبہ سے آپ کے دو بیٹے سید عبداللہ ربانی و سید مبارک حقانی تولد ہوئے۔اکثر مؤرخین کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ یہ بی بی صاحبہ حضور کے حرم میں داخل تھیں۔مگر شادی کے بارے میں لکھتے ہیں اقامتِ اوچ کے بعد ہوئی۔میرا اِس بارے میں قیاس ہے اور مجھے کتابوں کی ورق گردانی سے یہی معلوم ہوا ہے کہ حضور کی یہ شادی بھی جب پہلی مرتبہ ہندوستان میں تشریف لائے اُن دنوں ہوئی۔اگر دوسری مرتبہ شادی ہوئی تو واضح ہو آپ ۸۸۷ھ میں اوچ رہائش پذیر ہوئے اور آپ کے سُسر مرحوم سلطان قطب الدین لنگاہ کی وفات اکثر کتب میں ۸۶۴ھ بمطابق 1460ء لکھی ہے[54:116]۔لہٰذا یقین کرنا پڑے گا کہ حضور کی یہ دوسری شادی بھی مستقل قیامِ اوچ سے کافی عرصہ پہلے ہوئی۔

حضرت بی بی خیر النّساء رحمۃ اللہ علیہا: صاحبِ بحرالجمان سید محبوب شاہ گیلانی (داتہ ضلع ہزارہ) لکھتے ہیں حضور نے تیسری شادی بی بی خیر النّساء رحمۃ اللہ علیہا سے کی جو شہزادہ جہان خاں بن شاہ ولی کلان لنگاہ ساکن شہرا پری کی بیٹی تھیں۔اِن کے بطن مبارک سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

اولاد امجاد:

حضور کے چار صاحبزادے تھے جن کا مختصر تعارف آگے مرقوم ہے۔

حضرت سید عبدالقادر ثانی : یہ بڑے صاحبزادے تھے۔یہی حضرت داتا شاہ چراغ لاہوری کے جدامجد ہیں۔ان کے حالات آگے تفصیل سے بیان کریں گے۔

حضرت سید محمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ : آپ نے بھی علوم ظاہری و باطنی میں کمال اپنے والدِ بزرگوار سے ہی حاصل کیا۔بڑے متوکل اور صاحبِ حال شیخ طریقت تھے۔آپ نے لاولد وصال فرمایا۔مزید آپ کے حالات دستیاب نہ ہو سکے۔

حضرت سید عبداللہ ربّانی رحمۃ اللہ علیہ : آپ جامع علوم معقول و منقول، حاوی مسائل فروغ و اصول تھے۔صاحبِ علم و عمل، اہل توکل، ولایت میں مقام بلند اور مرتبہ ارجمند رکھتے تھے۔

Marfat.com

۹۷۸ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف اپنے والدِ ماجد کے روضہ میں ہی بنائی گئی [41]۔

حضرت سید مبارک حقانی رحمۃ اللہ علیہ: آپ کی ولادت اوچ میں ہوئی۔ علوم کی تحصیل اپنے والدِ ماجد سے ہی کی اور معقول و منقول میں کمال دسترس حاصل ہوئی بعد ازاں پدر بزرگوار کی توجہ سے آپ پر سکر و جذبہ غالب رہنے لگا۔ اس لیے اکثر استغراقی کیفیت میں رہنے لگے۔ کچھ عرصہ جنگلوں میں بھی رہے اور گوشۂ تنہائی میں یادِ الٰہی کرتے رہے۔ آپ کے صاحبزادگان کے علاوہ آپ کے خلفاء میں سے حضرت شیخ معروف خوشابی بڑے معروف ہوئے۔ سلسلہ قادریہ کی ایک مشہور شاخ نوشاہیہ آپ کے ذریعہ سے ہی بزرگانِ اوچ تک پہنچتی ہے۔ آپ نے لاہور میں رہائش اختیار فرمائی۔ یہیں ۹ شوال ۹۵۶ھ بروز پنج شنبہ بمطابق 31 اکتوبر 1549ء میں وصال ہوا۔ آپ کے جسمِ اطہر کو لاہور سے اوچ لایا گیا اور اپنے والدِ بزرگوار کے روضہ میں تدفین ہوئی۔ [39:866:1]

حضور کا وصال بعمر نوے (۹۰) سال، ۷ رجب المرجب ۹۲۳ھ بروز یک شنبہ بوقت دوپہر بمطابق 26 جولائی 1517ء کو اوچ شریف میں بعہد ظہیر الدین محمد بابر (بانی سلطنت مغلیہ) ہوا۔ اور اپنے آستانہ پر ہی تدفین ہوئی۔ [27:28]

بعض قطعات تاریخ وصال:

بفردوس بریں چوں کرد رحلت — محمد غوث پیر سید دیں
محمد شاہ میراں قطب الاقطاب — بگو تاریخ او با طرز رنگیں
دگر سلطان اکبر متقی گو — کہ سال رحلت آں شاہ حق بیں
دوبارہ پیر زاہد دستگیر است — وصال پاک او با زیب و تزئیں

[41:118:1]

چو حضرت شاہ محمد غوث اوچی رفت در جنت — بقربِ غوثِ اعظم یافت منزل خوب سلطانی

Marfat.com

چونوشاہی زہاتف جست تاریخ ولی گفتا　　　بگو محبوب سبحانی و گیلانی ولی ثانی

...... منہ

جناب شاہ محمد غوث حسنی　　　ز دنیا رفت در جنت بہ ابرار
منور گشت نوشاہی ازو خُلد　　　سروشم گفت رحلت قطبِ اخیار

[39:859:1]

سیدنا عبدالقادر ثانی اوچوی

حضرت مخدوم سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ: آپ بڑے فرزندِ ارجمند تھے۔ اپنے والدِ ماجد کے بعد از وصال حسبِ وصیت سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۵ ماہ صفر ۸۶۲ھ بروز یک شنبہ بوقت عشاء ہوئی۔ آپ کی نظر فیض اثر سے کفار و مشرکین اسلام قبول کر لیتے اور فساق و فجار کو توبہ نصیب ہوتی۔

آپ کے فضائل و کمالات سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''اخبار الاخیار'' میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''وے در ولایت وارث حقیقی حضرت غوث الثقلین است و در کمالات تابع آں حضرت ولہذا اورا شیخ عبدالقادر ثانی و مخدوم ثانی گویند'' (آپ حضرت غوث الثقلین کے حقیقی وارث و جانشین اور کمالات میں انہی کے تابع تھے۔ اس لیے آپ کو شیخ عبدالقادر ثانی اور مخدوم ثانی کہا جاتا ہے)۔

آپ، برصغیر پاک و ہند میں سلسلۂ عالیہ قادریہ کے دوسرے سجادہ نشین تھے۔ آپ کی مسندِ ارشاد اُوچ گیلانیاں میں تمکنت و شوکت آرا تھی۔ آپ کا عہد ولایت، سلطان حسین بن قطب شاہ، سلطان محمود بن حسین لنگاہ سلاطین ملتان و سندھ کا عہد سلطنت تھا۔ تخت دہلی پر سلطان سکندر لودھی کی فرمانروائی تھی اور آپ علیہ الرحمۃ کے عہد ولایت تک رہی۔ اِن کے بعد کچھ عرصہ

Marfat.com

ظہیر الدین بابر مغل تاجدار کا زمانۂ شاہی بھی ملاحظہ کیا۔ اور آپ سرکار علیہ الرحمۃ کے عہدِ مشائخیت میں ہی آپ کے دو مرید مشہور و معروف جرنیل ہوئے میر چاکرِ اعظم رند اور نواب لنگر خاں لاشاری۔ شاہ حسین ارغون' بابر بادشاہِ دہلی کا جرنیل بھی تسخیرِ ملتان کیلئے آپ ہی سے دعائے فتح و کامرانی کا خواستگار رہا۔

القابات و خطابات:

آپ کے احوال اور مقامات، چوں کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت اور شخصیت کے تابع تھے، اِس لئے آپ کو عبدالقادر ثانی کہا جاتا تھا۔ مخلوقِ خدا زیادہ تر آپ کو ''مخدومِ ثانی''، ''قطب زمانی'' کہتے تھے تاہم ہر عقیدت مند اپنی محبت اور شوق کے کئی القابات سے آپ کی توجہ حاصل کرتا۔

ولادت و وفات:

آپ، بندگی سید محمد غوث حلبی اوچوی قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت باتحقیق وتصدیق۔ بروز اتوار بوقتِ عشاء پنجم (۵) ماہِ صفر المظفر ۸۶۲ھ / ۱۴۶۰ء لاہور محلّہ کوفت گراں میں ہوئی اور وفات بعمر ۷۸ اٹھتر سال بروز پیروار بعد نماز مغرب ۱۸ ربیع الاول ۹۴۰ھ / ۱۵۳۸ء اُوچ شریف میں ہوئی، اور مدفن مبارک اندرون مقبرہ قادریہ ملحق پدر بزرگوار شرقی جانب ہے۔

ازواج و اولاد:

صاحبِ ''شریف التواریخ'' حضرت مخدومِ ثانی کی ازواج و اولاد کے بارے رطب و یابس کا شکار ہیں۔ شجرۃ الانوار اور جدّی کرسی از حسینن سائیں رحمۃ اللہ علیہ، یہ دو شجرے ہمارے خاندانی اور معتبر ہیں اِن کی رو سے ''سید عبدالقادر ثانی بن بندگی سید محمد غوث حلبی ثم اچوی رحمۃ اللہ علیہ کی صرف ایک ہی شادی ہوئی اور یہ مخدومہ ساداتِ بخاری کی پاکیزہ اور نیک اطوار شہزادی تھیں۔ نام سید

Marfat.com

آمنہ تھا، اِن کا نسبی سلسلہ آمنہ بنت سید علم الدین محمد شاہ بن سید ناصر الدین بن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہانگشت بن سید احمد کبیر بن سید جلال الدین المعروف شیر شاہ جلال، قطبِ کمال سُرخ پوش بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔[87]☆

اِس مخدرّہ طاہرہ کے بطن سے صرف دو فرزند ہوئے۔

(۱)۔سید زین العابدین (شہیدِ ناگور)۔

(۲)۔سید عبدالرزاق اِن کے علاوہ اور کوئی نرینہ یا مادینہ اولاد نہ تھی، باقی سب کذب و دروغ ہے۔

مندرجہ صدر تحقیق کے حوالہ کے طور پر ''جدّی کرسی حسنین سائیں منظوم'' کے چند شعر درج ذیل ہیں۔ ؎

مادرِ سلطانِ زین العابدین — ہست از اولادِ شاہنشاہِ دیں

نام آں سرور، جلال الدیں بداں — لقبِ او حق کرد مخدومِ جہاں

اور سید زین العابدین کے والدِ محترم سید عبدالقادر ثانی کے بارے میں اس طرح رطب اللسان ہیں۔ ؎

(☆) اِس خانوادہ کے شرف و بزرگی سے اہلِ علم و ادب خوب واقف ہیں۔ مختصر عرض کر دوں! کہ خانوادۂ گازرونیہ اور مدرسۂ گازرونیہ کو اُوچ میں اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔ اس کی بنیاد حضرت سید صفی الدین گازرونی نے رکھی، جو حضرت الحق گازرونی کے بھانجے تھے۔ یہاں خانقاہ اور مدرسہ بہائیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کے بانی حضرت قطب کمال سرخ پوش بخاری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آج نہ خانقاہ ہے نہ مدرسہ۔ بس !

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن !

آج کا اوچ دو اوچوں میں بٹا ہوا ہے، اُوچ گیلانیہ اور اوچ بخاریہ حضرت صفی الدین گازرونی کا مزار اقدس اوچ بخاریاں میں واقع ہے۔ جو ناانصافی بانی اُوچ کے مزار کے ساتھ برتی جا رہی ہے یہ دونوں خانوادوں یعنی گیلانیہ اور بخاریہ کیلئے قطعاً نامناسب ہے۔ اسکے ملحقہ اپنے مقاصد کیلئے شاندار عمارتیں ہیں مگر بانی اوچ کے مزار کی خستگی اپنی زبان سے اپنا حال خود کہہ رہی ہے۔

Marfat.com

والدزین العابدین بداں   سیدعبد القادر ثانی عیاں
ہست عبدالقادرِ والا جناب   از دو جائے آفتاب و آفتاب
مادرِ ایں سیّدِ والا گہر   بنت ابو الفتح شاہِ بَحر و برّ
جدِّ آن سید صفی الدین بود   گازرونی، بانی اوّچیں بود

......اور شجرۃ الانوار آج جس حال میں بھی موجود ہے اولادِ بندگی سید محمد غوث حلبی ثم اچوی کے نسب ونجابت کے معاملے میں معتبر ہے۔ صاحبِ شجرۃ الانوار لکھتے ہیں۔

"وعقب مخدوم سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ از دو پسر اند، بندگی سید عبدالرزاق و سید زین العابدین کہ فضائل و مناقب و ہمتے عالی داشت در حیات والد بزرگوار در راہ ناگور از دست قطاع الطریق گولہ بندوق خوردہ شربت شہادت چشید و سید عبدالرزاق بعد از والد ماجد خرقۂ خلافت پوشیدہ بر مسند ارشاد تمکن یافت"۔[38:135]

شجرۃ الانوار کے اِس اقتباس سے اہلِ فکر ونظر بہت کچھ جان سکتے ہیں۔

راہ سلوک:

حکایت ہے کہ آپ نے اپنی نوجوانی نہایت ہی ناز ونعم اور آسودگی میں بسر کی۔ آپ عیش ونشاط کے اتنے دلدادہ تھے کہ گانے بجانے کی کئی چیزیں اونٹوں پر لاد کر آپ کے ساتھ جاتی تھیں۔ لیکن سجادۂ مشائخیت اور مقام تربیت وہدایت پر نشست کے بعد ہر قسم کے گانے بجانے اور قوالی سے بھی پرہیز کرنے لگے۔ اور اپنے مریدوں معتقدوں اور طلب گاروں کو بھی قوالی وغیرہ سننے سے نہایت سختی سے منع کرتے تھے۔ اگر اچانک قوالی وغیرہ کا کوئی بول آپ کے کان میں پڑ جاتا تو بارگاہِ الٰہی میں اتنی گریہ وزاری کرتے کہ جان نکلنے کے قریب ہو جاتی۔ آپ پر حالتِ جذب کی ابتدا کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن، اُوچ کے جنگل میں شکار کھیل رہے تھے۔ اور ایک تیتر عجیب وغریب

Marfat.com

آواز میں نالہ وفریاد کر رہا تھا۔ایک درویش بھی جنگل میں گھوم رہا تھا اُس نے تیتر کی آواز سن کر اور آپ کو دیکھ کر کہا۔''سبحان اللہ''۔ایک دن آئے گا کہ یہ نوجوان بھی اِس تیتر کی طرح نالہ وفریاد کرے گا۔درویش کی بات،آپ پر خاص اثر کر گئی،آپ پر ایک خاص حالت طاری ہوگئی۔اور غیر اللہ سے دل ٹھنڈا پڑ گیا۔پھر اس کے بعد روزانہ اِن پر جذبات کے اسباب،شوق کے آثار اور محبتِ الٰہی کے انوار کی مسلسل بارش ہونے لگی اور نتیجہ یہ نکلا کہ غیر اللہ سے تعلق چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے ہو گئے۔

دوسری روایت:

حکایت یہ ہے کہ آپ کے والد کے پاس کہیں سے مخمل کے تھان آئے انہوں نے آپ کے پاس یہ کہہ کر بھجوائے کہ اِن سے اپنا لباس بنوالو۔لیکن آپ نے اِس کپڑے سے اپنے شکاری کتوں کیلئے جھولیں سلوالیں۔اِس واقعہ کی اطلاع جب آپ کے والد بزرگوار کو ہوئی تو انہوں نے آپ کو بلوا کر ڈانٹ ڈپٹ کی۔اُسی رات آپ کے والد گرامی نے خواب میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''تم اپنے دوسرے بیٹوں کی دیکھ بھال کرو''۔''عبدالقادر ہمارا بیٹا ہے اس کی تربیت ہمارے ذمہ ہے''۔اِس واقعہ کے ساتھ ہی آپ پر جذب وحال کی فراوانی ہوگئی۔توبہ کر کے تمام عیش ونشاط ولذات سے ہاتھ کھینچ لیا۔گانے بجانے کے آلات توڑ دیئے،شکاری جانور چھوڑ دیئے،سر منڈا کر سلوک کی راہ لی۔[49]

بادشاھوں کی درباداری سے نفرت:

آپ کے والدِ ماجد نے اپنی حیات میں ہی،سب بھائیوں کے سامنے صاحبِ سجادہ مقرر کر دیا۔آپ کے دوسرے بھائی بادشاہِ وقت کے ملازمِ خاص تھے۔آپ بہت عرصہ پہلے بادشاہ کی طرف سے مقرر کردہ مسندِ شیخ الاسلام کو چھوڑ چکے تھے۔والد ماجد کی وفات کے بعد بادشاہ (سلطان محمود لنگاہ) نے باوجود اندرونی کدورت کے آپ کو سجادہ نشینی اور دیگر امور کے تمام کاغذات،

Marfat.com

مناصب، وظیفے کی بحالی کا نیا فرمان جاری کر دیا اور اپنے خاص چوبداروں کے ذریعے آپ کے پاس بھیجا، لیکن آپ نے جواب دیا ہمیں کسی چیز کی حاجت نہیں رہی، بادشاہ کی مرضی ہے جسے چاہے یہ سب کچھ دے دے۔ غرضیکہ بادشاہ کے غیض وغضب اور دشمنوں کے ہاتھوں پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر کیا اور پائے ثبات میں ذرا لغزش نہ آئی۔ بادشاہ کی طرف سے معذرت اور مصالحت کے فرمان واپس کر دیے۔

بہ ہیچ باب ازیں باب روئے گشتن نیست　　ہر آنچہ بر سرِ ما میرود مبارک باد
کسے کہ خلعتِ سلطانِ عشق پوشیدہ است　　بحلہ ہائے بہشتی کجا شود دل شاد

(اس دَر سے دوسرے کسی دَر کی طرف رخ کرنا ممکن نہیں۔ ہمارے سَر پر جو کچھ گزر رہی ہے ہم کو وہی مبارک ہو۔ جو شخص سُلطانِ عشق کی پوشاک پہنتا ہے وہ جنتی جوڑوں سے کیا خوش ہو سکتا ہے)۔

اسی واقعہ کے بعد بادشاہ نے حضرت مخدوم کے بھائیوں پر سختی کی کہ اب وہ یہ منصب سنبھالیں۔ انہوں آنجناب کی موجودگی کے باعث انکار کیا تو انکو لاہور ہجرت پر مجبور کر دیا گیا۔ چنانچہ سید عبداللہ ربانی، سید مبارک حقانی دونوں بھائی بادشاہ کے عتاب سے بچنے کے لیے لاہور ہجرت فرما گئے۔ صاحب تاریخ ملتان نے لکھا کہ اس وقت بادشاہ کے درباد میں بخاری سادات کا طوطی بولتا تھا...... سو بادشاہ نے انکے کہنے پر یہ عمل کیا تھا۔ بعد میں اپنے کیے پر پشیمان ہوا۔ اور معافی کا طلبگار رہوا۔ واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆

سیر العارفین کے مصنف شیخ جمالی کہتے ہیں: کہ ایک مرتبہ سیر وسیاحت کے دوران بادشاہ سکندر لودھی کو اطلاع ملی کہ حضرت مخدوم سید عبدالقادر ثانی، ناگور میں نواب محمد خاں ناگوری کے ہاں

Marfat.com

تشریف لائے ہوئے ہیں۔ امرائے دولت و علمائے صحبت کے علاوہ ہم سب ہمہ رکاب تھے۔ بادشاہ نے بغیر مشورہ کئے اِرادہ کرلیا کہ ناگور جا کر حضرت مخدوم سے ملاقات کی کوشش کی جائے۔ نواب کو اطلاع کیلئے فوراً ایک سوار کو دوڑایا اور کوچ کا حکم دے دیا۔ جلد ہی ناگور کے مضافات میں پہنچ کر شہر سے قدرے فاصلہ پر فروکش ہوئے۔ نواب محمد خاں کو طلب کر کے آمد کے مقصد سے آگاہ کیا۔ بادشاہ کا اِرادہ بھانپ کر نواب بڑا متردد اور متفکر ہوا۔ کہ بادشاہ اپنی ضد سے ٹلنے والا نہیں اور حضرت مخدوم بھی بادشاہ کو ملنے کیلئے راضی نہ ہوں گے۔ نواب بادشاہ کی مجلس سے، اپنی سی کوشش کرنے کا بہانہ کر کے واپس قلعہ آیا اور اپنے معتمد مشیروں کے سامنے یہ مسئلہ رکھا۔ خاصے غور و خوض کے بعد یہ طے کیا گیا کہ حضرت مخدوم فجر کی نماز با جماعت ادا فرماتے ہی ہیں اور کچھ دیر درس قرآن بھی دیتے ہیں۔ تو کیوں نہ ایسے وقت میں بادشاہ سادہ لباس میں آئے اور نماز میں شامل ہو جائے بعد نماز کسی بہانہ سے حضرت کی خدمت میں ہم لوگ اس کا تعارف پیش کر دیں گے، اِس طرح ممکن ہے چند گھڑیوں کیلئے بادشاہ کو زیارت نصیب ہو جائے۔ اسی صلاح پر آمین کر کے نواب دوبارہ بادشاہ سے ملا اور اُسے اِس طریقہ پر آمادہ کیا۔ اگلے دن فجر کی نماز کیلئے جماعت کھڑی ہونے سے پہلے ہی بادشاہ کے ساتھ ہم سب مسجد کے ایک گوشہ میں بحالت مراقبہ بیٹھ گئے۔ بادشاہ کے علاوہ ہم سب میں دو شخصیتیں قاضی پیارہ اور شیخ بدھہ نمایاں افراد تھے۔

فجر کی اذان ہوئی، لوگ آنے لگے، سنتوں کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں حضرتِ اقدس مخدوم ثانی تشریف لے آئے۔ تکبیرِ اقامت ہوئی، جماعت کھڑی ہوئی، حضرت نے امامت فرمائی۔ نماز کے بعد کچھ دیر ذکر و تسبیح کا سلسلہ جاری رہا پھر حضرت مخدوم ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور درسِ قرآن کا آغاز ہوا۔ تعوذ و تسمیہ کے بعد آپ نے سورۃ النسآء کی (آیۃ ۱۰۳) تلاوت فرمائی۔ عام فہم زبان میں ترجمہ بیان کیا، پھر سیاق و سباق کے لحاظ سے تفسیر و تشریح بیان کی۔ آپ کے اندازِ خطابت اور مدبرانہ لہجہ سے متاثر سامعین و ناظرین دم بخود، منہمک بیٹھے تھے۔ آپ کی

Marfat.com

آواز کی گونج مسجد کے صحن اور ہر گوشہ میں اس طرح نمایاں تھی کہ ہم لوگوں کو اپنی سانسوں کی سرسراہٹ بھی محسوس نہ ہوتی تھی۔ علم وعرفان اور رموز ومعانی کا بہاؤ تھا کہ موج در موج امڈا چلا آرہا تھا۔ حضرت مخدوم نے اِس آیۃ مبارکہ کے گیارہ تفسیری نکات بیان فرمائے۔ ہم لوگوں کا حال یہ تھا کہ سوال ابھی ذہن ودل میں پیدا ہو رہا ہوتا تھا کہ اس کا جواب آپ کی زبانِ حق ترجمان سے فوراً ہی جاری ہو جاتا۔ مجمع اور خاص کر بادشاہ کے وظیفہ خور علماء کا یہ عالم تھا کہ آپ کی خطابت وبلاغت کی اثر آفرینی کے باعث گریبان چاک کرنے کی نوبت تک پہنچ چکے تھے۔ آیۃ کریمہ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللهَ الخ کی تشریح وتفسیر اور آپ کے خطاب کا ماحصل یہ تھا کہ۔ ''ہر نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا ہی فرض اور حکم ربی کی بجا آوری ہے''۔ ''یہ نہیں کہ جب جی چاہا اُٹھ کھڑے ہوئے اور ساری نمازیں ایک ساتھ پڑھ ڈالیں''۔ جو لوگ!!۔ کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف صرف قیاس پر اپنے طرزِ عمل کا جواز رکھتے ہیں، ان کو چاہیے کہ اپنی اصلاح کرلیں، یوم الدین کو اُن کا کوئی عذر قبول نہ ہوگا''۔

آپ کے اختتامیہ الفاظ پر بادشاہ کی یہ حالت ہو چکی تھی کہ رقت اور گریہ کے زیرِ اثر، حضرت مخدومِ ثانی کی پابوسی کیلئے عجلت سے ممبر کی طرف بڑھا۔ آپ نے پاؤں پیچھے کی طرف کھینچ کر داہنا ہاتھ بادشاہ کی طرف مصافحہ کیلئے بڑھا دیا۔ اتنے میں نواب محمد خاں اٹھا اور اُس نے حضرت مخدوم ثانی سے عرض کیا کہ ''حضور یہ سلطانِ عادل نظام خان ہیں''۔ اور آپ کی زیارت کیلئے اور کچھ وصیت حاصل کرنے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ''اب تک ہم نے جو جو بیان کیا ہے بادشاہ اور رعایا سب کیلئے کافی ہے۔ اللہ اِن سب کو توفیقِ عمل ارزانی فرمائے''۔ یہ کہہ کر آپ نے دعائے خیر کیلئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کے بعد ممبر سے اتر کر اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ آپ کی جلالتِ علمی وروحانی کے سامنے (بادشاہ اور اس کے خوشامدی علماء سب کی سٹی گم تھی) بادشاہ کی عادت تھی کہ ایک ساتھ سب نمازیں پڑھ لیتا تھا۔ اس عادت سے قریبی لوگوں کے علاوہ اور کوئی

Marfat.com

واقف نہ تھا۔ اور یہ سب خوشامدی ملاّؤں کی تائید کا اثر تھا۔ جسے حضرت مخدوم سید عبدالقادر ثانی نے کشفِ باطن سے پالیا اور بغیر نام واضع کئے بادشاہ کو تنبیہ فرمائی۔ مجلسِ درس کے اختتام پر ہم سب واپس فرودگاہِ لشکر میں پہنچے تو بادشاہ نے قاضی پیارا اور شیخ بدھہ کی طرف خاص توجہ سے دیکھا۔ اور اُن دونوں نے خاموشی اور ندامت سے سر جھکا لیا۔ پھر بادشاہ مجھ سے مخاطب ہوا۔ ''استاد! تو ہم خاموش شدی ؟؟''۔ میں نے عرض کیا۔ ''چہ کنم، مرا پیشِ سلطانِ عشق حیا می آید، مہر بلب شدم کہ بایں سادگی ہم نیست'' [24:98:1]۔ ❀

❀ خیال ہے کہ یہ واقعہ سیدنا محمد غوث بندگی کے زمانہ حیات میں پیش آیا کیونکہ سلطان سکندر لودھی نے انہیں سے بیعت وخلافت حاصل کی (حضرت بندگی کا وصال ۷ رجب ۹۲۳ھ کو ہوا جبکہ سکندر لودھی کی وفات ۷ ذیقعدہ ۹۲۳ھ ہے۔)

اس کے بعد بادشاہ سکندر نے خصوصی ذرائع سے پُرزور درخواست کی کہ کسی طرح حضرت مخدوم دہلی یا آگرہ میں مستقل سکونت قبول کرلیں، خانقاہ کے اخراجات کیلئے ایک معقول جاگیر بھی پیش کی۔ لیکن آپ نے نہایت حسن خلق سے یہ سب کچھ قبول کرنے سے معذرت کرلی۔ آخر بادشاہ نے نواب محمد خاں کے توسط سے ایک گاؤں کی آمدنی ناگور کی خانقاہ کیلئے وقف کردی۔

ہماری خاندانی روایت اور شجرۃ الانوار کے مطابق اِس موقع پر سیدنا زین العابدین، حضرت مخدوم ِثانی کے فرزندِ اکبر بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اور بعد میں بھی خانقاہِ ناگور کا اہتمام انہیں کے سپرد رہا۔ اور آپ نے والدِ ماجد کی طرف سے عاید کردہ یہ ذمہ داری تادمِ شہادت بہ حسن وخوبی نبھائی۔

یہ واقعہ آج کل کے مطبوعہ نسخوں میں کہیں نہیں پایا جاتا ہم تک پہنچانے کا سبب ایک مقتدر اور معتبر شخصیت، سید خادم حسین بخاری جلالی ہیں جو اُوچ والے خانوادہ جلالیہ بخاریہ کے فرد تھے، ۲۵، ۳۰ سال پہلے شیخو شریف آئے تو انہوں یہ واقعہ قبلہ والدگرامی کو نقل کردیا، ساتھ سند کے طور پہ ''سیر العارفین'' کے ایک مخطوطہ کا حوالہ دیا جو اُن صاحب کی ملکیت تھا۔ [اگلے صفحہ پر]

Marfat.com

کشف و کرامات:

ایک مرتبہ ملتان میں بڑی شدت سے طاعون کی وبا پھیل گئی۔ لوگ عاجز آ گئے تو انہوں نے آپ کے وضو کی جگہ اگنے والی گھاس کو اکھاڑ کر طاعون کی گلٹیوں پر ملنا شروع کر دی اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے توسل سے مریضوں کو شفا عطا فرمادی [49]۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخدومِ ثانی کے ہاتھ میں ایسا اثر دے دیا کہ جس بیمار پر لگ جاتا اسے فوراً شفا حاصل ہو جاتی۔ آپ تحدیثِ نعمت کے طور پر فرماتے کہ یہ اثر صرف غوث الاعظم محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی نسبتِ وراثت سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ آپ حضورِ میراں محی الدین رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے زمانہ میں اندھوں، کوڑھیوں کو اچھا کرتے اور مُردوں کو نئی زندگی دیتے تھے۔

ایک مرتبہ اُچ اور ملتان میں ایک وبا عام پھیل گئی کہ لوگوں کی پسلیوں میں درد اُٹھتا اور کسی علاج سے بھی آرام نہ آتا اور اِس سے لوگ عام مرنے لگے۔ غیاث الدین ایک لنگاہ سردار جو ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر رہتا، بڑا متقی اور صالح تھا۔ اُسے ایک رات رسول اکرم علیہ وسلم نے شرفِ زیارت کے ساتھ ایک ہاتھ بھر لمبا بانس کا ٹکڑا عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ میرے بیٹے عبدالقادر ثانی کو دے دو اور کہو کہ اِس بانس پر دس (۱۰) مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر جس مریض کو لگاؤ گے وہ انشاءاللہ فوراً تندرست ہو جائے گا اور اُسی رات آپ علیہ وسلم نے مخدومِ ثانی کو بھی بشارت دی کہ،

[بقیہ صفحہ سابقہ] اگر چہ اب یہ واقعہ موجودہ مطبوعہ نسخہ میں نہیں ہے، اسکی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اوّل مطبوعہ نسخہ کسی اور مخطوط سے ماخوذ ہوگا، دوم شاید دیباچہ میں کوئی کمی بیشی واقع ہوئی ہو جو عین ممکن ہے...... البتہ راوی معتبر ہے اور واقعہ بھی اپنی نوعیت کے اعتبار سے نہ خلاف عقل ہے اور نہ خلاف توقع، کوئی وجہ نہیں رہتی کہ ہم اس پر اعتماد نہ کریں۔ اور جبکہ حضرت والا شان مخدوم ثانیؒ ور آپ کے اجداد بھی بادشاہوں کے ساتھ ایسی ہی شان جلالت رکھتے تھے...... سو اسی وجہ سے ہم اس واقعہ پر اپنے اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے اسکو نقل کر رہے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب)

Marfat.com

غیاث الدین کے پاس تمہارے لئے امانت رکھوائی ہے۔اُس سے لے کر کام میں لاؤ۔کہا جاتا ہے کہ بانس کے ٹکڑے سے ایسے ایسے عجائبات ظاہر ہوئے کہ لکھا نہیں جاسکتا۔ملتان میں اب تک اِس بانس کے ٹکڑے کے کئی قصے مشہور ہیں۔[49]

اولادِ امجاد

سرکار مخدوم ثانیؒ کے دو فرزند تھے۔اوّل سیدنا زین العابدین شہید ناگور اور دوم سیدنا عبدالرزاق گیلانی۔دونوں صاحبزادے نورٌعلیٰ نور تھے۔علمی وعملی زیور سے آراستہ وپیراستہ۔ جسمانی اور روحانی نعمتوں سے مالا مال۔

سید عبدالرزاق اچوی......جدِ اعلیٰ سادات اُچ وملتان ہیں[انہی کے دست اقدس پر قائداعظم محمد علی جناح کے آباءاجداد مسلمان ہوئے]۔[95:55]

سید زین العابدین جن کو علاؤالدین بھی کہا جاتا ہے، یہی حضرت داتا شاہ چراغ لاہوریؒ کے جدِ بزرگوار ہیں۔

ذکر فرزند اکبر حضرت زین العابدین شہیدِ ناگور:

چند کتب اور تذکرے سید زین العابدین کو چھوٹے صاحبزادے کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ہمیں اس سے اختلاف ہے۔جن امور پر اختلاف ہے وہ ہم قارئین کے سامنے رکھتے ہیں۔

(۱) ناگور ایک خانقاہ تھی اور روحانی سیر گاہ جو سرکار بندگی سے وراثتاً منتقل ہوئی۔سید زین العابدین کی شہادت وہیں حرمت اسلام کیلئے مرہٹوں کے ساتھ جہاد میں ہوئی۔وہ بڑے صاحبزادے تھے اسی لئے ان کو وہاں کا سجادہ نشین بنایا گیا تھا اور مستزاد یہ بھی کہ جب حضرت مخدوم ثانی کی رحلت ہوئی،تو سید عبدالرزاق تھے۔اس سے بھی یہی تصدیق ہوتی ہے۔بڑے کی شہادت کے بعد اپنے چھوٹے فرزند کی ڈیوٹی وہاں لگادی۔اگر جناب عبدالرزاق بڑے ہوتے تو پہلے انکو وہاں کا جانشین مقرر کیا جاتا۔زین العابدینؒ کی شہادت مخدوم ثانیؒ کی زندگی میں ہوئی جبکہ مخدوم ثانی کے وصال

Marfat.com

کے وقت سید عبدالرزاقؒ ناگور میں تھے۔

(۲) تمام کتب میں یہ تذکرہ کہ سرکار مخدوم ثانی کے پوتے، سید زین العابدین شہید کے فرزند جناب محمد غوث بالا پیر اپنے چچا سے امور خلافت اور سجادگی اوچ پر نالاں ہو کے سنگھرہ سکونت پذیر ہو گئے۔ اس جملہ پر غور کریں کہ بھتیجے کا چچا کے ساتھ سجادگی کا دعویٰ کس بنیاد پر تھا؟۔ یہی نا کہ وہ بڑے کی اولاد تھے اور دادا نے اپنی زندگی میں انکو نہ صرف جانشین مقرر کیا بلکہ نواب لنگر خاں لاشاری حاکم لاہور جیسے مرید کی بیعت لینے کے لئے بھی اپنے پوتے کو حکم فرمایا۔

(۳) اخبار الاخیار کے موجود نسخے میں جو ولادت سید زین العابدین اور مخدوم کی وفات لکھی ہے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟۔ ضرور کتابوں کو غلط ملط کیا گیا ہے۔

ولادت باسعادت

حضرت سید زین العابدین کی پیدائش ۸۴۲ تو بالکل نہ عقلاً درست نہ نقلاً اور ۸۸۹ ضرور مانی جاسکتی ہے۔ یا چند سال اس سے پہلے...... یاد رہے کہ سیدنا محمد غوث بندگی کا دوبارہ ورودِ ہند اور اقامت اُوچ کا سال ۸۸۷ھ ہے۔ اور سید زین العابدین کا مقام پیدائش اُوچ شریف ہی ہے۔

ازواج و اولاد

آپکی شادی اپنے ننھیال بخاری سادات میں ہوئی۔ اولاد میں ایک صاحبزادے سید محمد غوث بالا پیر ہوئے۔

شہادت:

آپکی شہادت نوعمری میں ہی مرہٹوں کی ایک جنگ میں حرمت اسلام کیلئے ۹۳۸ھ ناگور میں ہوئی۔ [20:200]

آپ بڑے پر جمال وجلال تھے۔ باپ اور دادا کی زندگی میں ہی انکے تمام کام سنبھال لیے اور انکے لیے ہر کام میں پورے پورے مدد و معاون ثابت ہوئے۔ جبکہ ناگور میں انکو مقرر

Marfat.com

کیا گیا تو اس درگاہ کی ذمہ داریاں بھی اپنے پورے جذبہ و جوش و ہوش سے سنبھالیں یہاں تک کہ اگر جان بھی دینی آئی تو...... دریغ نہیں کیا۔ خانقاہ سے نکلے تو بارگاہ میں پہنچے۔

مقام ، فیض، کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے [☆]

شجرۃ الانوار میں ہے:

''وعقب سید مخدوم زین العابدین، مشہور بسید علاء الدین شہید کہ در راہِ ناگو شہید شد و لاشِ الشیاں بدست نیامد، بن مخدوم شیخ عبدالقادر ثانی بن حضرت محمد غوث اچی از یک پسر سید محمد بالا پیر مشہور بہ سید محمد غوث بسبب سجادگی و دستار بندی از عمِ خود مخدوم سید حامد گنج بخش رنجیدہ در صد گھرہ لاہور اقامت و توطن فرمود و سالِ ایشاں در نہصد و پنجاہ و نہم و پنجم ماہ شوال گنبد مبارک ہمانجا است''۔

شجرۃ الانوار کا یہ حصہ جہاں سے سیدنا زین العابدین، آپ کی شہادت اور آپ کے اکلوتے فرزند اور آگے اِن کی اولاد کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ مندرجہ صدر ''اقتباس'' میں یہ بتانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ ''سید مخدوم زین العابدین جو سید علاء الدین کے نام سے مشہور ہیں۔ راہِ

[☆] یہاں کوئے یار صوفی کا عشق اور سوئے دار بارگاہ رب العزت ہے۔ عارف کا جمال بھی یہی کوئے یار ہے اور جلال اسی ذات پہ مر مٹنا۔ اور تمام تاریخ سے ثابت ہے کہ اولاد علی المرتضیٰ کیلئے یہی دو مقام ہیں۔ ان کیلئے موت سے دوری کوئی معنیٰ نہیں رکھتی۔ کسی نے سرکار علیؑ سے کہا: أتـقـتـل أهل الشام بالغداة وتظهر بالعشى فى إزار و رداء ؟ فقال : أبالموت أخوّف ؟ لا أبالى أسقطت على الموتِ أم سقط الموتُ عليَّ کہ آپ ﷺ صبح کو اہل شام سے جنگ کرتے ہیں اور رات کو صرف ایک تہبند اور چادر میں باہر نکل آتے ہیں (یعنی بغیر محافظ کے) فرمایا: کیا مجھے موت سے ڈرایا جا رہا ہے؟ مجھے کوئی پرواہ نہیں اسکی کہ میں موت پہ جا گروں یا موت مجھ پر آ جائے۔ [باب الامثال:96]

Marfat.com

ناگور میں شہید ہو گئے۔ اُن کی نعش نہ مل سکی۔ یہ مخدوم سید عبدالقادر ثانی بن حضرت محمد غوث اُوچوی کے فرزند تھے اور آگے اِن کا ایک ہی (اکلوتا) بیٹا تھا۔ جن کا نام سیّد محمد تھا اور اپنے چچا مخدوم سید حامد گنج بخش سے دستار و سجادگی کے معاملات میں رنجیدہ ہو کر ستگھرہ لاہور میں آکر مقیم و متوطن ہو گئے۔ اِن کا سالِ وفات نو سو اُنسٹھ (۹۵۹ھ) پانچ ۵ ماہِ شوال ہے اور اِن کا روضہ بھی اُسی جگہ ہے"----،

اب ایک عام قاری کیلئے غور کا مقام ہے کہ۔ سید مخدوم حامد گنج بخش کلاں بن سید مخدوم عبدالرزاق، بالا پیر سرکار کے چچا نہیں بلکہ چچا زاد بھائی ہیں۔ اور بالا پیر سرکار کا روضہ مبارک جسے گنبد کہا جا رہا ہے۔ اُن دنوں جبکہ شجرۃ الانوار لکھی جا رہی تھی، کب اور کیسا تھا؟؟۔ تھا بھی یا نہیں تھا؟؟۔ کیونکہ موجودہ عمارت روضہ و گنبد تو ۱۹۳۶ء میں عہد انگریز میں تعمیر ہوئی۔

سید زین العابدین کی مزار کے بارے میں ہمارے خاندان کے بڑے بزرگوں کی زبانی، سید ضیاء الدین گیلانی نوگھرہ والے (دیپالپور ضلع اوکاڑہ) سے یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ۔ آپ نے فرمایا: "میں نے آپ کی شہادت اور مزار کی تصدیق کیلئے ناگور کا سفر کیا اور وہاں کی جامعہ مسجد غوثیہ کے ملحق گنج شہیداں کے نام سے ایک احاطہ ہے جس میں سیّدنا زین العابدین اور آپ کے ساتھ شہید ہونے والے دوسرے چند شہیدوں کی مزارات ہیں"۔

سید افضال حسین گیلانی فرماتے ہیں کہ:

"احقر راقم نے یہ روایت مخدوم سید ضیاء الدین گیلانی کے واسطہ سے خود اپنے والد اور ماموں سے بھی اسی طرح سنی ہے"۔[100] اور عہدِ سلطان ابراہیم لودھی میں علاقہ مارواڑ (راجستان) میں ہندو مسلم فسادات کا واقعہ صاحبِ تاریخ فرشتہ نے بھی رقم کیا ہے۔ قیاسِ غالب ہے۔ آپ کی شہادت ہندو مسلم فساد کے ضمن میں ہوئی۔ دل نہیں مانتا کہ جس "ہستی" کے لڑکپن کی یہ کرامت آج بھی زبان زدِ عام و خاص ہو۔ کہ احمد بدوی قزاق (ڈکیت) بمعہ اپنے چالیس ساتھیوں کے اُس کے ہاتھ پر تائب ہو کر مرتبۂ ولایت پر فائز ہوا۔ اور جس نے اپنے گھر سے گرفتار

Marfat.com

ہونے والے چور کو قطب کے مقام پر مقرر فرمایا۔ اُس کے خاندان کا شہزادہ اِس کسمپرسی کے عالم میں قزاقوں کے ہاتھ سے شہید ہو کہ اُس کی لاش بھی ہاتھ نہ آئے؟؟۔ ''ایں خیال است ومحال است و جنوں!!۔''[100]

اولاد بالا پیر سرکار علیہ الرحمت والسلام کے ہر خاندان میں آج بھی یہ روایت مشہور و متواتر ہے کہ سیّدنا زین العابدین کی عمر بوقت شہادت چھبیس (۲۶) سال تھی۔ اور آپ کی شہادت کے چار ماہ بعد بالا پیر سرکار تولد ہوئے اور آپ کی پرورش اور تربیت اپنے دادا سید عبدالقادر ثانی علیہ الرحمت کے زیرِ سایہ ہوئی۔ اِس مناسبت سے سید زین العابدین کی ولادت ۸۸۹ھ اور شہادت ربیع الثانی ۹۱۷ھ ہے۔ ❁ آپ کی رسمِ مناکحت اور شادی کے بارے صرف اتنی خبر ملی ہے کہ اپنے ماموں کی دختر سے ہوئی۔ منکوحہ کے نام اور اِن کے والد کے نام کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ باقی اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والا ہے۔

❁ مندرجہ بالا روایت ''حیات الامیر'' کی ہے۔ ''عین التصوف'' کی روایت کی موجودگی میں یہ روایت ماند پڑ جاتی ہے۔ چونکہ وہاں سید زین العابدین کی تاریخ شہادت ۹۳۸ھ درج ہے۔ ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ سرکار بالا پیرؒ یتیم پیدا نہیں ہوئے۔ عین التصوف کی روایت کو ہم کسی بھی صورت نظر انداز نہیں کر سکتے، اور اگر اس لحاظ جناب بالا پیر امیر کا یتیم پیدا ہونا مانا جائے تو پھر آپکی ملاقات اپنے چچا سید عبدالرزاقؒ سے باہوش حواس ممکن نہیں، چونکہ سید عبدالرزاق کی وفات ۹۴۲ھ ہے۔ جبکہ آپکی ملاقات باوثوق ذرائع سے ثابت ہے۔ ہاں البتہ ایک بات طے ہے کہ آپکی پرورش دادا مخدوم ثانیؒ نے فرمائی، ضروری نہیں کہ حالت یتیمی میں ہی ایسا ہوا ہو، سید زین العابدین کے ناگور میں قیام کی وجہ سے بھی یہ بات ممکن ہے۔ اور شاید اسی وجہ سے آپ کے یتیم ہونے کا مغالطہ آڑے آ گیا۔ لہذا ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ سید محمد غوث بالا پیر اپنے والد کی حیات میں ہی پیدا ہوئے، جبکہ پرورش دادا حضور نے فرمائی۔ اب یہاں صرف ایک روایت کو ترک کرنے سے باقی تمام روایات کی کڑیاں درست ہو گئی ہیں۔

Marfat.com

مسلسل مطالعہ، تجزیہ، روایت و درائیت سے یہ بات پایۂ تحقیق تک پہنچتی ہے کہ جناب سیّدنا عبدالقادر ثانی علیہ الرحمت کے صرف دو بیٹے تھے بیٹی کوئی نہ تھی۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں بیٹوں کی تاریخ ولادت کی تحقیقی بحث کے بعد نتیجہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا زین العابدین بڑے بیٹے تھے اور سیدنا عبدالرزاق چھوٹے تھے۔

سیّد عبدالرزاق۔ ولادت ۸۹۳ھ۔ مقامِ ولادت اُوچ۔ وفات ۹۴۲ھ، مقامِ وفات و مدفن اُوچ۔ ایک مسئلہ کی وضاحت بہت ضروری ہے۔ وہ یہ کہ اخبار الاخیار نے سید عبدالرزاق بن سیدنا عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت ۸۳۵ھ بیان کی جو کسی طرح بھی قیاس وگمان میں نہیں سماتی۔ البتہ تاریخِ وفات پر اخبار الاخیار خزینۃ الاصفیاء اور شریف التواریخ، شجرۃ الانوار سے متفق ہیں۔ اگر سید عبدالرزاق کی یہ تاریخِ ولادت صحیح مان لی جائے جو شجرۃ الانوار کی بجائے دیگر تواریخ میں مندرج ہے۔ تو اِن اطلاعات کی رو سے آپ کی کل عمر ایک صد سات (۱۰۷) سال بنتی ہے۔ اور سیدنا زین العابدین جن کو سب تذکرہ نویس چھوٹا بھائی منوانے پر مُصر ہیں۔ اِن کے بارے میں یہ واضح ہوتا ہے کہ بڑے بھائی کے اکیاون (۵۱) سال بعد پیدا ہوئے ہونگے۔ بلکہ سابقہ اوراق میں مخدوم ثانیؒ کی تاریخ ولادت ۵ صفر ۸۶۲ھ بیان ہوئی ہے اس حساب سے تو باپ بھی بیٹے کے بعد پیدا ہوا۔ یہاں اہلِ فکر و تدبر فیصلہ دیں۔ کیا ایسا ممکن ہے؟۔ سید عبدالرزاق کی یہ تاریخ ولادت قطعاً غلط ہے۔ ہاں البتہ ۸۸۰ھ یا اسکے بعد کسی بھی سال مانی جاسکتی ہے، جو بالکل قرین قیاس ہے۔

ناگور کی مزید تحقیق

ناگور کی وجہ تسمیہ کے بارے میں ایک تشریح اور بھی نظر سے گزری ہے۔ وہ بھی سن لیجئے۔

ناگور جب نہ گاؤں تھا اور نہ قصبہ تب بھی خطۂ اجمیر کا حصہ تھا۔ اجمیر، بیکانیر، جے پور، جودھ پور، یہ تمام راجستان کہلاتا تھا (یا مارووا ڑ)۔ اور یہ راجپوتانہ کے الگ الگ رجواڑے تھے۔

Marfat.com

ہندوستان (بھارت) کے اس مردم خیز شہر نے بڑے بڑے دینی اور دنیوی باکمالوں کو جنم دیا۔ ناگور کا یہ تعارف اگرچہ مختصر ہے تاہم دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ اور تاریخ سے آگاہی کا ذریعہ بھی ہے۔ شہر ناگور کا اصل نام ''نواں نگر'' تھا یعنی ''نیا شہر''۔ مگر کثرت استعمالی سے ناگور رہ گیا۔ اس ضمن میں روایت ہے۔ کہ اجمیر (مارواڑ بھارت) کے راجہ پرتھیوی راج عرف رائے پتھورا کو شاہی چراگاہ کے لئے جگہ کی تلاش تھی۔ جو مال مویشی کیلئے مفید اور بہترین آب وہوا رکھتی ہو۔ چنانچہ راجہ پرتھوی راج نے اس مقصد کیلئے چاروں طرف اپنے آدمی دوڑائے۔ ان آدمیوں میں سے ایک کا گزر اس جنگل سے ہوا جہاں اب شہر ناگور ہے۔ کیا دیکھتا ہے کہ جنگل میں ایک گائے نے تنومند بچھڑا جنا ہے۔ اور ایک شیر سے اپنے بچھڑے کو بچانے کیلئے مقابلہ کر رہی ہے۔ ہر چند شیر حملے پر حملہ کیے جا رہا ہے۔ مگر وہ قوی الجثہ گائے اپنی چستی اور بہادری سے شیر کا داؤ نہیں چلنے دے رہی۔ تو وہ شخص اپنے دیگر ساتھیوں کو بلا لایا۔ سب دیر تک تماشا دیکھتے رہے۔ آخر سب نے شور مچا کر اور للکار کے شیر کو بھگا دیا۔ واپس آ کر پرتھیوی راج کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔ سو...... راجہ نے اس جنگل کو کٹوا کر شہر کی بنیاد ڈالی۔ اور ایک نہایت مضبوط قلعہ بنوا کر ''نواں نگر'' نام رکھا۔ جو رفتہ رفتہ ''ناگور'' ہو گیا۔ ناگور کے قد آور اور مضبوط صحتمند بیل ہندوستان بھر میں مشہور ہیں اسی نوانگر میں شیخ مبارک۔ فیضی اور ابوالفضل جیسے فاضل اشخاص کا تعلق تھا۔ [74]

......❀❀❀......

Marfat.com

حضرت داتا شاہ چراغ کے پیردادا......اور سلطنت عالیہ قادریہ لاہور کے معمار اوّل

حضرت سید محمد غوث بالا پیر ستگھروی

قدس اللہ سرہٗ

Marfat.com

منقبت

غوث بالا پیر شاہ دلکش است — سیرت وصورت وخلق او خوش است
وارث علم علیؓ حال نبی علیہ وسلم — آں کہ برروے زمین قال نبی علیہ وسلم
معنی یسین ، مقام والضحیٰ — زینتِ سجادۂ غوث الوریٰ
ذکر بالا پیر را محکم بگیر — تا کہ باشد روز محشر دستگیر
اے خوشا! نامش رواں شد برزباں — وز قرار آمد بہ جان ناتواں
بندہ ام محتاج سوئے من نگر — رس بہ فریاد اے شہہ والا قدر
از طفیل رحمۃ اللعالمین — کن مرا دل شاد در دنیا و دین
دستگیرا ! دستگیری خواستم — از درت سند فقیری خواستم

(افضال گیلانی)

Marfat.com

حضرت سید محمد غوث بالا پیر ستگھروی

قدس اللہ سرہٗ

نام و نسب:

حضرت سیدنا شہہ اعلیٰ و بالا کا اصل نام ''میر سیّد سید محمد'' تھا۔ دادا نے اپنے والد ماجد کی نسبت سے ''محمد غوث'' کہہ کر پکارا۔ ''بالا پیر سائیں'' کے اصل نام لاحقہ ''بالا'' آپ کے اسم شریف کا سابقہ بھی ہے۔ اگرچہ ہندو عقیدت مند مرد و عورت کے لیے آپ چھوٹے اور بالے پیر تھے مگر فارسی دان مسلمانوں کے لیے تو آپ بڑے پیر صاحب غوث اعظمؓ کے خاندان کے بڑے شان والے فرد تھے اور پھر دادا مخدوم عبدالقادر ثانی کا پوتا اور پرورده ! سبحان اللہ !۔ آپ سید زین العابدین (شہید نا گور) بن مخدوم عبدالقادر ثانی اچوی کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔

تاریخ و لادت:

حضرت سید نا زین العابدین کی شادی اپنی ماموں زاد سے (اُچ بخاریاں) میں ہوئی۔ ۱۱ رمضان ۹۱۷ھ کو سیدنا محمد غوث بالا پیر پیدا ہوئے۔ اس وقت آپ کے دادا مخدوم ثانی اور پردادا سید بندگی محمد غوث، دونوں حیات تھے۔

سلسلہ نسب:

آپ سیدنا کا سلسلہ نسب (۲۴) مبارک واسطوں سے جناب غوث اعظمؓ سے ہوتا ہوا

Marfat.com

امام کائنات علیؑ المرتضٰی تک منتہی ہوتا ہے۔اور والدہ کی طرف سے بھی بواسطہ سادات بخاری اوچ جناب علی المرتضٰی تک جاتا ہے۔سلام اللہ علیہم

بچپن و لڑکپن:

آپ کی پرورش کی تمام تر ذمہ داری مخدوم عبدالقادر ثانی (دادا) نے اٹھائی۔نو سال کی عمر میں آپکو دادا نے مولینا معزالدین ملتانی کے مدرسہ ملتان بھیج دیا۔وہاں کوئی حادثہ پیش آیا تو آپ کے دادا مخدوم عبدالقادر ثانی نے آپ کو واپس اُوچ بلوالیا۔

یہاں چند فارسی کتب مولینا عبدالرحمٰن جامی سے پڑھیں۔گیارہ (۱۱) برس کی عمر میں حضرت مخدوم ثانی نے آپکو میر چاکر رند بلوچ سردار جوکہ آپ کا مرید تھا اس کے ہمراہ ستگھرہ بھیج دیا۔وہیں سے ایک بار آپ کے چھوٹے دادا سید عبداللہ ربانی بن سید محمد غوث اوّل اچوی جو لاہور مقیم تھے انہوں نے طلب فرمایا۔تو انکی خدمت میں حاضر ہوگئے۔باقی ماندہ علوم وعرفان کے لیے انہی کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کیے۔

سیر وسیاحت:

۲۰۔۱۸ سال کی عمر میں سیر وسیاحت کے لیے نکلے تو دہلی،اجمیر،ناگور،راجستھان واپسی پر امرتسر،آزاد کشمیر اور افغانستان کی حدود تک سیاحت فرمائی۔بالاکوٹ اور مانسہرہ اور ایبٹ آباد میں بھی مجاہدات کا وقت گذارا۔وہاں آج بھی چلہ گاہیں۔زندہ پیر،حیات الأمیر،بالا پیر،پیر قندھاری،سبز پوش کے نام سے موجود ہیں۔

قیام لاھور، اور تزویج اوّل:

قیام لاہور کے دوران ایک دفعہ مخدوم عبدالقادر ثانیؒ نواب لنگر خان لاشاری (گورنر لاہور) کے ہمراہ تشریف لائے۔لنگر خان کو آنجناب کی بیعت میں دیا۔[21:49:2]

اور ساتھ ہی اپنے سسرالی خاندان میں سید علم الدین ثانی کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح

Marfat.com

فرمایا۔ اور پھر واپس اوچ تشریف لے گئے۔

کشف و کرامات

مغل بادشاہ نصیر الدین ہمایوں، میر چاکرِ اعظم کی معرفت ستگھرہ (صد گھرہ) میں حضرت محمد غوث بالا پیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ستگھرہ کے نواحی جنگل میں محوِ ریاضت و عبادت تھے۔

میر چاکر نے سفارش کی تو ہمایوں عرض گذار ہوا کہ حضور آپ اگر میری راہنمائی کیلئے میرے ساتھ رہنا پسند فرمائیں تو بندہ ممنونِ احسان ہوگا اور دہلی دارالحکومت میں آپ کے لئے ایک محل اور خانقاہ تعمیر کی جائے گی جس کے تمام تر اخراجات حکومتی خزانہ کے ذمہ ہوں گے۔ تو حضرت نے ایک روکھی سوکھی روٹی نصیر الدین محمد ہمایوں کو بطور تبرک دی اور فرمایا کھاؤ۔ ہمایوں نے جب یہ روکھی سوکھی روٹی کو چبانے کی ناکام کوشش کی تو روٹی اسکے گلے میں اٹک کر رہ گئی۔ آپ نے فرمایا!۔ جس طرح بادشاہ ہمارا کھانا نہیں کھا سکتے اسی طرح ہم بھی بادشاہوں کا دیا نہیں کھا سکتے، فقیر اپنے حال میں یہیں مست (ٹھیک) ہے"۔

ہمایوں نے آدھی روٹی کھالی اور باقی کے متعلق عرض کیا کہ پھر کھالوں گا، تب آپ نے میر چاکر کو فرمایا! کہ ہم نے تو تمہارے بادشاہ کو پوری سلطنت عطا کی تھی۔ اس نے خود آدھی قبول کر لی اور آدھی آئیندہ پر رکھ چھوڑی۔ اور فرمایا! اب واپس لوٹ جاؤ۔ جب دوبارہ ہندوستان آؤ گے تو باقی آدھی سلطنت بھی تمہاری ہوگی۔ [24:95:2]

☆☆☆

ایک دن تھک ہار کر کہیں دُور کے سفر سے آئے تھے تو ستگھرہ کے شمال مشرقی جنگل جس میں "وَن" یعنی پیلو، اور "کریر" جسکو پنجابی میں کری بھی کہتے ہیں، کے بے انتہا درخت تھے ایک "وَن" کے درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے تو ایک چرواہا اپنے مویشی چرا رہا تھا۔ اس کا کھانا گھر

Marfat.com

سے آیا۔تو اس نے آپ کو دیکھا۔پہلے بھی آنجناب کی شخصیت سے تعارف رکھتا تھا اور اس نوعمری میں آپ کے مقام سے بے حد متاثر تھا۔اس سے پہلے آپ نے اس کا کھانا کبھی قبول نہیں فرمایا۔ہمیشہ بڑے شفیقانہ طریقہ سے لوٹا کر دعائے خیر کرتے۔

اس دن جب اس نے کھانا سامنے رکھا تو دودھ اور جو کی روٹی اور دوسرے قول کے مطابق لسی اور مکئی کی روٹی تھی۔دادا کی وصیت کی دونشانیاں پوری ہو چکی تھیں جبکہ تیسری ابھی باقی تھی۔حضرت نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا تو اس نے عرض کی؟۔حضرت آج برسوں قبولیت کے بعد پھر ہاتھ روک لیا۔آج تو میری قسمت جاگنے لگی تھی۔اسی اثنا میں اس کی نظر ایک شہد کے چھتے پر پڑی تو اس نے وہ بھی حاضر کیا۔تب آپ نے الحمدللہ کہہ کر کھانا تناول فرمالیا۔دادا کی وصیت کی تینوں نشانیاں پوری ہو چکی تھیں۔سو آپ نے اسی جنگل میں مستقل سکونت اختیار کی۔اسکے بعد سیر وسیاحت کو بھی ترک فرمایا۔ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے اور تادمِ حیات یہیں مقیم رہے۔

☆☆☆

ایک دن آپ بوقت فجر ستگھرہ کی مسجد میں تشریف لائے اس وقت نماز کا آخری وقت تھا۔چند منٹ کے توقف کے بعد آپ نے امام کو اشارہ کیا نماز کے لئے تو اس نے عرض کیا۔کہ حضور ابھی بلوچ سردار نہیں آئے میں جماعت نہیں کرواسکتا۔آپ نے پھر حکم دیا کہ جماعت کرواؤ۔وقت جارہا ہے۔تو اس نے امامت کروائی۔نماز کے اختتام کے بعد جب میر چاکر کی اولاد (وہ لوگ میر چاکر کے چچازادوں کی اولاد تھے) کے سردار پالکیوں میں سوار ہو کر آنے لگے تو امام کو بُرا بھلا کہا آپ کے سمجھانے کے باوجود بھی بدتمیزی پر ڈٹے رہے تو اس وقت آپ نے غیض وغضب کے ساتھ اپنے ہاتھ میں موجود تسبیح کو توڑ ڈالا اور فرمایا!۔دیکھو! نافرمانو تسبیح کا انجام! اسی طرح تم بھی اسکے دانوں کی طرح بکھر جاؤ گے اور کہیں استقامت اور اجتماع نہ رہے گا۔اسی جلالت میں آپ واپس اُسی جنگل میں تشریف لے آئے۔

Marfat.com

ادھر میر چاکر کی اولاد (کے حلیفوں) میں ایسی پھوٹ پڑی کہ ایک دوسرے کا گلہ کاٹنے پر تُل بیٹھے اور وہاں (ستگھرہ) سے اس طرح منتشر ہوئے کہ قرب و جوار میں نام تک نہ رہا۔ کھرل سرداروں نے انکے قدم نہ جمنے دیے۔ آج تک اسی انتشار کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

ضلع ساہیوال میں اسکی اولاد کے بچے کھچے خاندان آج بھی موجود ہیں۔ بیشتر واپس بلوچستان چلے گئے۔ اور سرکارؒ کی اولاد کے ساتھ رشتہ بیعت و عقیدت بھی ہے۔ مگر اسکے باوجود آپ کی بد دعا کا اثر موجود ہے کہ اچھے خاصے زمیندار ہونے کے باوجود دوسرے قبائل کی باجگذاری کو ہی اپنے لیے فخر سمجھتے ہیں۔ اپنی جمعیت قائم نہیں کر سکے۔ [24:99:2]

مخدوم ثانی کی رحلت:

مخدوم ثانی کی رحلت کے بعد پھر آپ اوچ تشریف لے گئے وہاں اپنے عم محترم سید عبدالرزاق اور برادر عم سید حامد جہاں بخش بن سیدنا عبدالرزاق بن مخدوم ثانی سے امور وارثت وسجادگی و دستار بندی کی بنا پر ناراض ہو کر دوبارہ لاہور تشریف لائے۔ [38:142]

تزویج دوم:

پہلی زوجہ سے اولاد نہ ہوئی تو انہی (سیدہ) نے دوبارہ آپ کے دودھیال خاندان میں سید اسماعیل بن سید عبداللہ ربانی کی دختر سے رشتہ طے کیا۔ ان کے بطن سے چار صاحبزادے ہوئے۔ عبدالقادر الثالث، عبدالرحمٰن، الٰہی بخش اور اللہ بخش اور کوئی صاجزادی نہ تھی۔ [24:99:2]

بادشاهوں کی درباداری سے نفرت

شیر شاہ سوری اور سلیم شاہ سوری بھی آپکی شہرت ولائت و خاندانی وقار و نجابت سے خاصے متاثر تھے۔ مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری عالم بے بدل۔ حلقہ بگوش امراء، دریافت اور مراعات یافتہ شیر شاہ سوری اور شاہانِ مغلیہ۔ غالباً یہ شخص اورنگ زیب عالمگیر کے عہد تک زندہ رہا

Marfat.com

اور شیخ الاسلام کے عہدہ پر۔ اسکو اکثر اولیاء اللہ اور صاحب حال بزرگوں سے اختلاف ہی نہیں بلکہ حاسدانہ بیر تھا۔ ان حالات کے باوجود آپ نے اپنی خاندانی روائت کو قائم رکھتے ہوئے بادشاہوں کی قرابت اور رفاقت سے دور رہے۔ جس طرح سیدنا غوث الاعظمؒ نے خلفاء عباسی کو کبھی خاطر میں نہیں لایا۔ اکثر وہ آپکے آستانہ اقدس پر حاضر ہوتے اور جس طرح مخدوم ثانی نے بادشاہوں کی درباری مراعات کو قبول نہیں کیا، بعینہ آپ نے بھی اس روائت کو جاری رکھا۔ اور بادشاہ اس بے نیازی سے بے حد حیران تھے۔

☆☆☆

بابر کے انتقال کے بعد ہمایوں مسند آراء ہوا۔ پہلے ہمایوں نے شیر شاہ سوری سے شکست کھائی تو ہمایوں واپس ایران جانے کے ارادہ سے اور میر چاکر کا مہمان ہوا اور مدد طلب کی۔ میر چاکر کی وساطت سے ہمایوں نے دعائے خیر کے لئے عرض کی اور دعا کے بعد رخصت چاہی بعض اقوال کے مطابق اس نے بیعت کر لی اور بعض اقوال کے مطابق اس نے بیعت کیلیے عرض کی؟۔ آپ نے اسکو دوبارہ آمد پر موقوف رکھا صرف دعائے خیر دے کر رخصت عطا فرما دی۔ اسکے بعد ہمایوں کی آپ کے چچازاد بھتیجے سیّد موسٰی پاک کی خدمت میں حاضری بھی ثابت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اولاد سیدنا محمد غوث بالا پیر:

زوجہ ثانی سیدہ فاطمہ بنت سیّد اسماعیل بن سیّد عبداللہ ربانی کے بطن سے چار بیٹے تولّد ہوئے۔ تین لاولد عبدالرحمٰن، الٰہی بخش، اللہ بخش۔ صرف ایک بیٹے سیّد عبدالقادر ثالث (جیون شاہ) سے اولاد چلی۔

قیام ستگھرہ:

دادا مخدوم ثانی کی وصیت کے مطابق ستگھرہ ہی میں قیام کی تمام نشانیاں پالیں تو وہیں

Marfat.com

مستقل قیام فرما کر مجاہدات و عبادات و ریاضات میں مشغول ہو گئے۔

رحلت وصال :

وہیں سنگھرہ کے نواحی ''پیلو'' کے جنگل میں رحلت ہوئی اور اسی جگہ ''بہ سنت نبویہ علیہ وسلم'' تدفین ہوئی۔ تاریخ وصال ۵ شوال ۹۵۹ھ بروز ہفتہ ہے۔[20:204]

مزار پُر انوار

جس جگہ سرکار کا مزار پُر انوار ہے۔ اس قبرستان میں آپ کے مزار مبارک سے پہلے کوئی قبر نہ تھی۔ پہلی مزار مبارک آپ کی تعمیر ہوئی۔ اس کے بعد باقی قبریں بنیں اور قبرستان کا وجود ہوا۔

ادھر شہنشاہ ہمایوں جب ہندوستان دوبارہ لوٹا تو ہندوستان اسکے زیرِ اثر تھا۔ واپسی پہ آ کر آپ کی خبر گیری کی تو معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے۔ اس پر اس نے آپ کا روضہ بنوانے کا عزم جتلایا۔ اور ساتھ اکبر کو وصیت کی کہ اگر قدرت مجھے مہلت نہ دے تو تم اس کارِ عظیم کو اپنے اوّلین فرائض میں سمجھنا۔ وہ میرے شیخ الطریقت ہیں اور سارا فیض انکی دعاؤں کا ہے۔

اکبر کوشش کے باوجود اس تعمیر میں ناکام رہا (واقعہ گزر چکا ہے سابقہ باب میں ملاحظہ کریں)

اکبر بادشاہ کی تعمیر کردہ عمارت کی اینٹیں آج بھی مزار مبارک کے قریب زمین کی کھدائی کرنے پر نکلتی ہیں۔ جو باریک سچّے کی اور بڑی ہیں اُس زمانے کی یاد دلاتی ہیں۔

پھر کئی سالوں تک مزار اسی طرح رہا۔ کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ آخر کار شیخو شریف کے ولی کامل سیّد سید محمود سائیں بن سیّد سید محمد سائیں بن سیّد حسن بخش المعروف داتا حسنین سائیں نے اس کام کا بیڑا اُٹھایا۔ آغاز ہی میں آپ کا وصال ہو گیا۔ باقی ماندہ کام آپکے بھتیجے سیّد سردار علی بن سید فضل علی شاہ نے انجام دیا۔ یہ عمارت کچی اینٹوں کی تعمیر تھی۔

موجودہ عمارت ایک ہندو افسر ڈپٹی کمشنر مسٹر پی۔ این۔ تھاپر اور اسکی بیوی (اینگلو انڈین) کی عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کہ ایک دن نوچندی (نئے چاند کی پہلی جمعرات) کو ان کا یہاں

Marfat.com

سے گذر ہوا تو مخلوق کا اس جنگل میں اژدھام دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے دریافت کیا تو پتہ چلا صاحبِ مزار موصوف کا عرس ہے۔ یہ دونوں میاں بیوی ہنوز بے اولاد تھے۔ منت مانی کہ اگر آئیندہ سال ہم صاحب اولاد ہو جائیں تو مزار کو پختہ کروائیں گے۔ سو بفضلِ الٰہی اگلے سال انکو اولادِ نرینہ ہوئی تو انہوں نے درگاہ کا کام شروع کروایا۔ یہ تعمیر ۱۹۳۶ء کو مکمل ہوئی۔

عرس شریف:

اسی گہرے گھنے جنگل میں مزار بنا اور عرس مبارک کی محافل ہوتیں، ان دنوں بھی...... نقل وحمل کے وسائل کی کمی اور رستوں کی کمیابی کے باوجود مخلوق کا اژدھام ہوتا۔ اور جنگل میں منگل کا سامان ہو جاتا ہے۔ آج بھی اگرچہ یہ علاقہ Back Sided ہے مگر پھر بھی جم غفیر اور مخلوق خدا کا ہجوم زیارت درگاہ کے لئے بے کراں اور بے تاباں نظر آتا ہے۔ جو کہ آپ کی ادنیٰ سی کرامات میں سے ہے۔ حضرت بالا پیر امیر قدس اللہ سرہٗ العزیز کا عرس مبارک ہر ماہ قمری کے عشرہ اوّل میں آنے والی پہلی جمعرات اور جمعہ دو دن ہوتا ہے۔ دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان ہی آنے والے زائرین کے اژدھام اور پڑھے جانے والے سلام وکلام کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ہم اگر کچھ کہیں گے تو مبالغہ ہوگا۔ ساڑھے چار صدیوں سے جنگل میں منائے جانے والے اس ماہانہ عرس کے تزک و احتشام کا جائزہ خود دیکھ کر ہی لگایا جا سکتا ہے۔ شہر و دیہات سے الگ تھلگ اور مین لائن [Main Line] سے بھی دُور ہر ماہ مخلوق کا اتنا بڑا اجتماع بغیر کسی اشتہار، اعلان یا انتظام کے ہو جانا اِس کو اگر من شعائر اللہ سمجھا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ہاں عرس کے موقع پر اب اگر کوئی بدنظمی یا بے قاعدگی نظر آئے تو اس کی ذمہ داری محکمہ اوقاف یا اس سے پہلے قابض سجادگان حضرات کو قبول کرنی چاہیئے۔

ہر ماہ سرکار عالی کے خزانہ میں جس قدر نذرانہ اکٹھا ہوتا ہے شاید محکمہ اوقاف کے شہری مقبوضات میں بھی نہ ہوتا ہوگا۔ لیکن بلا مقصد وہیں خرد بُرد ہو جاتا ہے۔ آج بھی اگر آپ سرکار قدس اللہ کی اولاد میں سے اکابر سادات اور محکمہ کے افسرانِ بالا افہام وتفہیم سے عرس کا اہتمام کریں تو

Marfat.com

ماہانہ عرس کے علاوہ سالانہ عرس بھی ماہِ شوال میں نظم وضبط، عمدہ بندوبست اور پُر وقار طریقہ سے منایا جاسکتا ہے۔ اس سے نہ صرف عقیدت مندوں کی روحانی تسکین بڑھے گی بلکہ محکمہ اوقاف کی آمدن میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوگا جو کہ جائز مصارف کا کفیل ہوسکتا ہے۔

مزار شریف کے انوار:۔

ایک پورے علاقہ نے فیض حاصل کیا اسی نسبت سے آپ کو ''راوی کا پیر'' کہا جانے لگا۔ خلفاء صحبت سے زیادہ خلفاء اویسیہ کی تعداد ہے جو مزار اقدس سے فیض یاب ہوئی۔ ادھر پنجاب میں تقریباً سلاسل قادریہ آپ ہی سے متصل ہیں۔

مرشدِ راہ طریقت غوث بالا پیرؒ ہیں ۔۔۔ رازدار سرّ وحدت غوث بالا پیرؒ ہیں
چار صدیوں سے کھڑے ہیں اولیاء دہلیز پر ۔۔۔ چشمۂ عرفان وحکمت غوث بالا پیرؒ ہیں

(طاہر حسین)

سید عبدالقادر الثالثؒ

نام ونسب :

آپ کا نام مبارک عبدالقادر تھا۔ عبدالقادر الثالث کے نام سے مشہور ہوئے۔ عرف عام میں آپ کو جیون شاہ پکارا جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہی سمجھ میں آتی ہے۔ حضور بالا پیر سائیں کی اولاد میں سید عبدالرحمٰن اور سید الٰہی بخش شاید آپ سے پہلے ہی وفات پاچکے تھے۔ اور اگر آپ ہی پہلی اور بڑی زندہ اولاد تھے۔ اور آپ ہی بڑے صاحبزادے تھے، تو بھی وہ دونوں بھائی آپ کے یکے بعد دیگرے نوعمری میں ہی رحلت فرما گئے کیونکہ ''شجرۃ الانوار'' اور خاندان کی معتبر تحریروں میں انکی شادیوں اور اولاد کا کہیں ذکر نہیں ملتا لہٰذا صرف آپ سے ہی سلسلہ اولاد بڑھا اور آپ کو اس لحاظ سے جیون شاہ کہا جانے لگا۔

''لقب وڈا سائیں'' آپ کے کسی بھائی کے بارے میں آیا ہے۔ حالانکہ آپ اپنے والد

Marfat.com

ماجد کی اولاد میں سب سے بڑے تھے۔ ممکن ہے کہ آپ کو بھی کہا جاتا ہو۔

حضرت بندگی محمد غوث کے تینوں خاندانوں میں حضرت غوث اعظمؒ کی نسبت سے عبدالقادر کثیر افراد کے نام ہیں۔ اس میں وہی محبت جھلکتی ہے جس طرح جناب امام حسین عالی مقام نے اپنے تینوں صاحبزادوں کے نام اپنے والد ماجد علی المرتضیٰؓ کے نام پر رکھے تھے۔ یعنی علی اکبر علی اوسط (زین العابدین)، اور علی اصغر (عبداللہ) رضوان اللہ علیہم۔ اس طرح خانوادہ گیلانیہ میں عبدالقادر نام بھی بکثرت ملتا ہے۔

ولادت:

آپ کی ولادت ۹۴۵ھ/۱۵۳۹ء قرار پاتی ہے۔ آپ بعہد شیر شاہ سوری، لاہور محلّہ رسول پورہ میں پیدا ہوئے۔ ولائیت کے پیدائشی آثار تھے۔ آپ کی تربیت آپ کی بڑی اماں سیدہ فاطمہؒ نے کی چونکہ اسوقت اکلوتی اور لاڈلی اولاد تھے۔ پڑھائی میں وقت کم اور کھیل کود میں زیادہ بسر کرتے۔

بچپن کے واقعات:

ایک دن اپنے محلّہ ''رسول پورہ سے نکلے اور عام بچوں کے ساتھ جو مویشی چراتے تھے ان کے ساتھ دریائے راوی دیکھنے کے شوق میں ادھر کا رخ کیا۔ شام ہوگئی ادھر سادات کے گھروں میں کہرام برپا ہوگیا۔ شام ڈھلے لوٹے تو والد ماجد حضرت بالا پیرؒ نے بہت ڈانٹ ڈپٹ کی، نوعمر تھے ننھا سا دل ٹوٹ گیا۔ عمر کیا ہوگی؟ یہی 8 یا 9 برس۔ روتے ہوئے سو گئے۔

''تلک الایام نُد اولھا بین الناس'' کے تحت جس طرح کبھی حضرت بندگی محمد غوثؒ کو حضور سیدنا غوث اعظمؒ کی زیادت ہوئی اور فرمایا تھا کہ عبدالقادر (ثانی) ہمارا بیٹا ہے۔

بالکل اسی طرح، رات میراں محی الدین آپ کے والد ماجد کے خواب میں جلالت افروز ہوئے اور فرمایا محمد غوث! عبدالقادر ہمارا بیٹا ہے اور اس کی نگہداشت بھی ہمارا ہی کام ہے، خبردار

Marfat.com

آئیندہ بچے کا دل نہ توڑنا''۔

حضور سیدنا محمد غوث بالا پیر صبح کو بیدار ہوئے تو دنیا ہی بدلی ہوئی تھی۔ وہی جیون شاہ عبدالقادر ثالث ہو چکے تھے۔ کھیل کود کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ چہرہ اقدس پر متانت سنجیدگی اور وقار کی عظیم الشان ٹھاٹھ باٹھ تھی۔ آپ کے والد ماجد سبحان اللہ کہہ کر سجدہ میں چلے گئے۔

حالت یتیمی:

ادھر آپؒ کا حضور غوث اعظم کی توجہ میں آنا تھا کہ...... جناب بالا پیر بالکل بے فکر ہو کر اپنے مجاہدات میں کھوکر ستگھرہ چلے گئے۔ وہیں ۹۵۹ھ میں آپ کا وصال ہوا تب جناب عبدالقادر الثالث کی عمر مبارک 14 یا 15 سال ہوگی۔ کم سنی اور نوعمری میں یتیم ہو گئے۔ مگر اب اس سے زیادہ مضبوط ہاتھ میں ہاتھ آ چکا تھا۔

سب کچھ لٹا کے آن بیٹھے تیری نظر کے سامنے
اب تم ہمارے سامنے اور ہم تمہارے سامنے

حضور غوث اعظم کی زیارت اور روحانی تربیت سے فیض پانے لگے۔ آپ کے چھوٹے بھائی سید اللہ بخش کا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، لاہور میں ملاقات کا احوال لکھتے ہیں کہ نہایت ہی ضعیف اور بابرکت ہیں اور ساتھ یہ بھی ذکر کیا دیار بنگال چلے گئے وہیں ۹۹۴ھ میں رحلت فرمائی۔

[49:286]

مفتی غلام سرور نے خوب قطعہ تاریخ وصال لکھا۔

اللہ بخش آں ولی دین احمد...... ز دنیا شد چو در خلد معلیٰ
بچشم از خرد سال وصالش...... ز فیاض زمانہ گشت پیدا ۹۹۴ھ

مگر حضرت محدثؒ نے آپ سید عبدالقادر ثالث کی ملاقات کا ذکر نہیں کیا ممکن ہے کہ آپ سیر وسیاحت پر گئے ہوئے ہوں۔ چونکہ آپ نے بھی اپنے والد گرامی کی طرح بے تحاشا وقت

Marfat.com

سیروا فی الارض کے تحت سیر و سیاحت میں گزارا۔

ایک ہمعصر نامور مورخ کے مشاہدات:۔

مُلا عبدالقادر بن ملوک شاہ بدایونی اپنی مشہور و معروف تصنیف ''منتخب التواریخ'' میں آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

''شیخ عبدالقادر ثالث، اوچ کے شیخ عبدالقادر ثانی کی اولاد میں سے ہیں۔ شیخ صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی شیخ اللہ بخش دونوں نے بڑے تقوے و پرہیز گاری کے ساتھ تربیت پائی۔ دونوں بڑے صاحبِ کمال رہے۔

کچھ عرصہ تک یہ دونوں فتح پور میں رہے۔ جس زمانہ میں نئے مذہب کی باتیں شروع تھیں اکبر نے شیخ اللہ بخش پر مہربان ہوکر گجرات میں صدر کے عہدہ پر فائز کیا تھا اور شہباز خاں کے پاس بھیج دیا تھا۔ یہ تقرری درحقیقت ان کی جلاوطنی تھی۔ جب گجرات میں بغاوت ہوئی تو انہوں نے بڑی اچھی خدمات انجام دیں اور وہاں سے باغیوں کی نقل و حرکت کی اطلاع تیز رفتار قاصدوں کے ذریعہ بھجواتے رہے۔ بادشاہ نے خوش ہوکر تین صدی کے منصب کے لیے فرمان صادر کردیا۔ اسی زمانہ میں ان کا وہاں انتقال ہوگیا۔

اکبر نے ان کے بڑے بھائی شیخ عبدالقادر کیلئے مکہ معظمہ کی طرف خارج کردینے کا حکم جاری کیا تھا۔ جس زمانہ میں خان خاناں بیرم خاں اور میرزا نظام الدین احمد گجرات کے نظم و نسق پر مامور تھے۔ وہ وہاں تشریف لے گئے تھے۔ ان کے لیے سامان سفر درست کیا گیا اور وہ حج و زیارت کی برکت سے فیض یاب ہوکر واپس آئے۔ اب اپنے وطن لاہور میں عبادتِ الٰہی میں مشغول ہیں''۔[59:618]

ازواج و اولاد:

سن کا تعین تو نہیں کیا جاسکتا البتہ آپ کے پوتے سید عبدالرازق داتا شاہ چراغ لاہوری

Marfat.com

کی ولادت تک آپ زندہ تھے۔اس روایت سے لگتا ہے کہ آپکی شادی اوائل عمری میں ہی ہوئی ہو گی۔صرف ایک ہی شادی ہوئی۔

اولاد:

آپ کے دو صاحبزادے تھے اور دو ہی صاحبزادیاں تھیں۔

(۱)۔سید عبدالوہاب (۲)۔سید محمد

سید عبدالوہاب بڑے اور صاحب اولاد اور اپنے باپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔

چھوٹے سید محمد تھے جنکے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی۔صرف ایک صاحبزادی تھی۔جو زوجہ سید مصطفیٰ بن سید عبدالرزاق شاہ چراغ لاہوری تھیں۔[38:142]

سیدہ فاطمہ ثانی بنت سید عبدالقادر ثالث زوجہ سید موج دریا بخاری وصال ۱۰۱۴ھ۔

مفتی غلام سرور لاہوریؒ نے قطعہ وصال لکھا:

شد ز دنیا چوں جناب فاطمہ ...... سرمۂ چشم جہاں شد خاک او
غوث اعظم بود جد آں جناب...... ''اعظمے ۱۰۱۴ھ'' آمد وصال پاک او

صاحب کرامت بزرگ خاتون تھیں۔[41]

کرامت:

ایک دن سیدہ نے اپنی چادر دھوئی مگر صحن میں دھوپ نہ تھی۔بیری کے درخت پر دھوپ تھی، آپ نے درخت سے فرمایا کہ ذرا نیچے جھک......! تا کہ میں اپنی چادر سوکھا سکوں۔ٹہنیاں نیچے جھک گئیں۔آپ کے شوہر باہر سے آئے اور گمان کیا کہ شاید سیدہ نے پردہ کا خیال نہیں رکھا اور دیوار پہ چڑھ کے چادر ڈالی ہے۔جب وہ ناراض ہوئے تو فرمایا میں اوپر نہیں چڑھی بلکہ درخت جھکا تھا۔انہوں نے کہا اگر ایسا ہے تو اب اتار کے دکھا۔آپؒ نے وہی جملہ کہا تو درخت نیچے جھک گیا۔ خاوند نے پوچھا کہ یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا، تو جوب دیا: مجھے یہ مقام اپنے میکے سے وراثت میں ملا۔

Marfat.com

یہ جواب سن کرانہوں نے سخت سست کہا۔اس پر سیدۃ نے اپنے میکے وصیت بھیجی کہ ہر کوئی میرے جیسی نہ ہوگی لہذا آئیندہ اس خاندان میں رشتہ طے نہ کیا جائے"۔..........سو آج تک اسی وجہ سے رشتہ داری بند ہے۔(یادرہے کہ میراں موج دریا بخاری عمر رسیدہ تھے جبکہ سیدۃ بی بی کلاں بالکل نو عمر تھیں۔حضرت موج دریا تقریباً سید عبدالقادر ثالث کے ہم عمر تھے)۔[23:220]

سیدۃ بی بی فاطمہ کلاں کا مزار لنک روڈ لاہور ایک چبوترے پر واقع ہے۔

دو صاحبزادے تھے۔سید صفی الدین، سید بہاء الدین۔[53:115]

دوسری صاحبزادی:

زوجہ سید نظام الدین بن سید میر میراں بن سید مبارک حقانی تھیں۔ان سے تین صاحبزادے پیدا ہوئے۔[38:142]

ا۔سید عبدالواحد ۲۔سید عبداللہ ۳۔سید حاجی شاہ

وداع ووصال :۔

آپ کا وصال پر ملال لاہور مدینۃ الاولیاء میں شہنشاہ نورالدین محمد سلیم جہانگیر کے عہد ۱۰۲۲ھ/1613ء میں ہوا۔کثیر خلق خدا نے جنازہ میں شرکت کی۔اس طرح یہ آفتاب ولائیت سر زمین لاہور میں غروب ہوگیا۔آج بھی اپنی روحانی اور روپہلی کرنوں سے مشتاقان جمال حق کو منور کر رہا ہے۔مزار روضہ داتا شاہ چراغ لاہوری (عقب ہائی کورٹ لاہور) واقع ہے۔

عبد قادر چو شد زِ دار فنا ...... یافت از حق بخلد والا جاہ

فیض اسلام گو بتار تخش ......ہم بخواں "عبد قادر اہل خدا"

☆☆☆

سید عبدالوہابؒ بن عبدالقادر الثالثؒ لاہوری

یہاں جس ہستی کا ذکر خیر مقصود ہے؛ یہ شہنشاہ نورالدین جہانگیر محمد سلیم (۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۵

Marfat.com

تا۱۰۳۶ھ/۱۶۲۷ء) کے عروج عہد کا زمانہ اور شہنشاہ شہاب الدین محمد شاہ جہاں (۱۰۳۶ھ/۱۶۲۷ء تا۱۰۶۷ھ/۱۶۵۸ء) کے ابتدائی سال تھے۔

اس دور میں بادشاہ جہانگیر اپنے باپ اکبر کی بڑھائی گئی خرافات کو کسی حد تک ختم کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا تاہم ابھی بہت سی ایسی باتیں موجود تھیں جن کی وجہ سے آئے دن بدامنی ہندوستان میں پھیل رہی تھی۔ بہر حال ہر طرح سے ان دو مندرجہ بالا بادشاہوں کا دور ہندوستان میں ترقی وامن کا دور کہلاتا ہے۔

حضرت عبدالقادر الثالث بن سید محمد غوث بالا پیر کے بعد انکے صاحبزادے اور جانشین اول کا ذکر خیر کرنا ہے، یہی زمانہ آپ کا عہد ہے۔

نام ونسب:

آپ کا نام نامی اسم گرامی سید عبدالوہاب تھا۔ جو سید عبدالقادر نے اپنی نسبت آباء یعنی حضور غوث اعظم کے بڑے صاحبزادے سید سیف الدین عبدالوہاب کے نام کی مطابقت میں رکھا اسی نام کی نسبت سے عام وخاص میں مقبول ومشہور تھے۔

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت بعہد جلال الدین محمد اکبر ۹۷۱ھ/۱۵۶۵ء میں لاہور میں ہوئی۔ آپ سیدنا کے والد ماجد کی شادی اوائل عمر میں ہوئی تھی۔ اس لیے آنجناب بھی اپنے والد ماجد کے ہم عصر مشائخ میں شمار کیے جاتے ہیں۔

بچپن کے حالات:

سید عبدالقادر نے لاہور محلّہ رسول پورہ گزرگاہ لنگر خاں میں ایک بہت بڑی خانقاہ کی بنیاد رکھی تھی جس کو ابتدائی مدرسے کا مقام حاصل تھا۔ سید حسن بخش المعروف حسنین سائیں بن امام حیدر بخش آپ کا شجرہ طریقت میں ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

Marfat.com

چ۔چمن حسن کے باغ مراد سیدعبدالوہاب سرود و دل کشاد

اورانورعلی شاہ بن سید صفدرعلی گیلانی دیپالپوری کہتے ہیں:

یا الٰہی از طفیل سید عبد الوہاب
اس گدا کو اپنی رحمت سے تو کردے فیض یاب

☆☆☆

لاہوران دنوں مدینۃ العلم تھا اس میں خاصے علماء کا آنا جانا تھا پھر آپ کے والد کے حلقہ ارادت میں بھی بے شمار علماء شامل تھے۔ابتدائی تعلیم اسی خانقاہ میں مکمل کی اور بقیہ ماندہ علم وفنون بھی اپنے والد ماجد سے حاصل کیے چونکہ آپ کے والد گرامی نے ایک لمبی عمر پائی تھی لہٰذا تمام تر مدارج سلوک ومعرفت انہی کے سامنے طے کیے۔جن دنوں حضرت عبدالقادر الثالث کو ایک سازش کے تحت بادشاہ اکبر نے حج کی سعادت کے لیے بھیجا تھا۔تو تب آپ ہی اس خانقاہ میں اپنے والد کی نیابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔

سیروسیاحت:

آپ نے تمام زندگی لاہور میں گزاری سیاحت کیلئے صرف اور صرف اُوچ کا رخ کرتے اوراس طویل سفر کے بعد پھر واپس لاہور تشریف فرما ہوتے ۔ اسی رستے ستگھرہ میں خاص آنا جانا تھا چونکہ وہاں آپ کے دادا سید محمد غوث بالا پیر کا مزار اقدس تھا۔وہاں کئی دن معتکف رہنے کے بعد لاہور آجاتے۔

ازواج واولاد:

آپ کی شادی آپ کے دودھیال خاندان حضرت سید عبداللہ ربانی کی اولاد میں ہوئی۔ سیدہ کا نام حضرت بی بی روشن بخت بنت سید بہاالدین بن سید اسماعیل بن مخدوم سید عبداللہ ربانی تھا۔صرف تین صاحبزادے پیدا ہوئے۔سید زین العابدین' سید عبدالرزاق شاہ چراغ' سید حامد

Marfat.com

آپ کے بعد آپ کے دونوں بڑے صاحبزادے بالترتیب خلیفہ اور سجادہ نشین ہوئے۔

وصال :

آپ کا وصال باکمال (۱۰۳۷ھ) میں ہوا۔ کم وبیش ۶۶ سال کی عمر پائی۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

عبدوہاب چوں بفضل الحق　　رفت آخر بجنت الاعلیٰ

رحلتش گو امام دیں فیاض　　افضل و سید و ولی فرما

بقول حضرت پیر غلام دستگیر نامیؒ:

''گفت ثانی بسال رحلت او''عبدالوہاب شیخ برکت باب''

آپ کا مزار گوہر بار اپنے والد ماجد کے ساتھ مقبرہ داتا شاہ چراغ لاہور متصل ہائیکورٹ لاہور میں ہے۔[58]

کلمات طیبات :

آپ اکثر یا اللہ یا وھاب یا معطی کا ذکر فرماتے تھے۔ پابند صوم وصلوۃ تھے۔ نماز باجماعت کبھی ترک نہیں فرمائی۔ بلکہ کثیر وقت گھر کی بجائے مسجد میں گزارتے تھے۔ وہیں ذکر وفکر اور مریدین ومتوسلین کو شاد کام کیا کرتے تھے۔[56:51]

☆☆☆

یہاں حضرت داتا شاہ چراغ کے آباء واَجداد کا تذکرہ مکمل ہوا۔

Marfat.com

جدی کرسی

حسنین سائیں سے منظوم کردہ جدی کرسی ہم یہاں تبرکاً نقل کرتے ہیں قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں، مصنفِ سی حرفی اور جدی کرسی کا شجرۂ نسب ۹ واسطوں سے حضرت بندگی سید محمد غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ جو اس طرح ہے ''سید حسن بخش المعروف حسنین سائیں (م غالباً ۱۱۹۱ھ / 1780ء) بن سید امام حیدر بخش بن سید اللہ بخش بن سید اسماعیل بن سید عبدالرزاق المعروف شاہ چراغ لاہوری بن سید عبدالوہاب بن سید عبدالقادر ثالث لاہوری بن سید محمد غوث بالا پیر (ستگھرہ شریف) بن سید زین العابدین بن سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد غوث بندگی گیلانی اُچوی''۔

''**جدّی کرسی**'' (منظوم شجرہ نسب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد گویم بے قیاس از جان و دِل — آں کہ پیدا کرد آدم را زِ گل

خلقتِ ہژدہ ہزار عالم نمود — از عدم بخشید تشریف وجود

خاکی را از خلائق برگزید — روح خود در قالب اُو را دمید

در حق انساں چنیں گفتہ خدا — سِرّ او مایم و او شد سِرِّ مَا

اشرفِ اِنسان محمد ' احمد است — ہر دوعالم مست جام ازو شد است

رحمۃ للعلمین فرمود حق — بر سر آدم ازاں دارد سبق

از طفیلش انبیاء و اولیاء — یافتہ رہ در حریم کبریا

Marfat.com

ای خدا بفرست تو صلوٰۃ را   بروی او بر آلِ پاک باصفا
بعد حمدِ پاک می خوانم زِ جان   کرسئی اجداد بنویسم عیاں
جدِّ ما پاک است او ہم پیرِ ما   سوئے درگاہِ الٰہی راہ نما
نام ہریک پاک را موزوں کنم   خویش را در یاد شاں مجنون کنم
ہست از من تابہ شاہِ دین علی   سی و دو کرسئی سادات آن ولی
کرسئی مولا علی نامور   می شود پنجاہ و سہ تا بوالبشر
جمع کردم جملہ شد ہشتاد و پنج   مے نویسم تا نماند ہیچ رنج
ہادی پُرفیض(۱) حسن بخش نام   ابن حیدربخش شاہ خاص و عام
ابنِ اللہ بخش آن قطب زمان   حامی دین محمد دستگیر بی کسان
ابنِ اسماعیل باشد آں ولی   او شد از عبدالرزاقِ معنوی
گفت او از روشن چراغ اندر جہاں   پیر عالم دستگیر دو جہاں
مَر اُو را عبدالوہاب آمد پدر   او زِ عبدالقادر ثالث نِگر
از محمد غوث بگفت او ظہور   او زین العابدین شد پُر زِ نور
مادرِ سلطانِ زین العابدین   ہست از اولاد شاہنشاہ دین
نامِ آں سرورجلال الدین بدان   لقب اوحق گرد مخدومی جہاں
از بخاری شُہرہ اندر ہر دیار   آں امامِ سیّد والا تبار
والدی زین العباد مابداں   سیّد عبدالقادر ثانی عیاں
ہست عبدالقادرِ والا جناب   از دو جائے آفتاب و آفتاب
مادرِ ایں سیّدِ والا گہر   بنت ابوالفتح ہست شاہِ بحر و بر
جدّ آں سیّد صفی الدین بود   گاذرونی بانی اوچیں بود

Marfat.com

شد مدینہ ثانی اوج از مقدمش　　قبّہ پُر نور گردید از دمش
سیّد اسحاق است جدّ پاک ایں　　بر درش از شوق می سایم جبیں
ہست عبدالقادر ثانی ما　　بن محمد غوث جیلانی ما
او زِ شمس الدیں محمد کامگار　　او زِ سیّد شاہ میر نام دار
او زِ نورالدین علی والا نسب　　او شد از مسعودِ عالم در حسب
او زِ احمد ٬ احمد از صوفی بگیر　　او شد از بونصر فضل اللہ پیر
گفتہ اند ابوالنصر عبدالسلام　　ہم ابی المنصور فضل اللہ نام
او شد از عبدالوہاب فیض یاب　　او ز عبدالقادر عالی جناب
ہست ایں محبوب ربّ العٰلمین　　آستانش بارگاہ مسلمین
کز دوسوئ داد سیادت آں ولی　　با شرف گشت است در عالم جلی
نام جدّ مادر او پیر ما　　صومعی عبداللہ صاحب لقا
ہست ایں اولادِ شاہنشاہ دہر　　جعفرِ صادق امامِ بحر و بر
من چہ گویم وصف ایں شاہ کرام　　خودامام ابن الامام ابن الامام
والد آں شہنشاہِ محی الدین　　ہست روشن بہتر از خورشیدبرین
کنیتش بوصالح و موسےٰ نام　　شہرہ جنگی دوست اندر خاص و عام
او ز عبداللہ عالی منزل است　　او ز یحیٰی زاہد صاحب دل است
او زِ شمس الدین محمد نامور　　او زِ داؤد شہہ صاحب نظر
او زِ موسےٰ یافتہ نشو و نما　　او زِ عبداللہ با صدق و صفا
او ز موسیٰ الجون آمد در وجود　　او ز عبداللہ سید محض بود
محض عبداللہ را کردند نام　　کز دو سوئے داد نجابت آں امام

Marfat.com

مادرش بنت الحسینؑ کربلا است | اِیں شرافت دیگراں را زِ کجاست
والدش حسنِ مثنّیٰ با کرم | جان من بادا فدایش دم بدم
ہست مَر او را پدر شاہ حسن | قُرۃُ العینِ النبی فخرِ زمن
مَر او را باشد پدر مولا علی | شیر حق سلطانِ دیں شاہ ولی
گفت پیمبر بہ پیش دوستاں | کشتی نوح ہست آلِ من عیاں
ہر کہ دست خود بدیں کشتی رساند | او زِ غرقِ آب کن ایمن نماند
واں کے دست خود ازیں کشتی کشید | رفت در گرداب ساحل را ندید
یک حدیث دیگر از آمد رسول | کردہ ام از صِدق دل ایں را قبول
ہر کہ مے میرد بہ حب آل ما | می شود مغفور از فضلِ خدا
نیست از دوزخ مر او را ہیچ بیم | گردد اندر وادیٔ جنت مقیم
حق یطہرکم تطہیراً خطاب | ساخت اندر شان آلش در کتاب
پس کہ باشم من کہ وصفِ شان کنم | حُبِّ ایشاں مایہ ایمان کنم
حُب ایشاں حب پیغمبر بود | زین سخن منکر مگر کافر بود
اے خدا صلوٰۃ بفرست از کرم | بر نبی و آل پاکِ محترم
ہست از من صد صلوٰۃ صد سلام | بروئے او بر آل و اتباعش تمام
اے بزرگاں از برایٔ ایں خاندان | بخش یارب تو مرا از شوقِ جان
کاندریں راہ تا شوم ثابت قدم | دستگیرِ ماشوند آں محترم
شاد باشد روح شاں ازمن مدام | کشتہ ام از یمن ایشاں شاد کام
اے بزرگاں از برائے نام خویش | ازتفضّل ہائے وز اکرام خویش
بندہ یاد دار از بحر حق | کاندریں عالم نماند در قلق

Marfat.com

تا بہ آدم حالیاً از مرتضےٰ
مے نویسم کرسئی اجداد را

نسبِ احمد نسبِ حیدر یک بود
کہ برادر مر او را بے شک بود

گفت پیغمبر گر اصلاب طہور
کردہ ام درعالم امکان ظہور

از پدر تا آدمِ خاکی مرا
پاک ابن پاک داں اے باصفا

قولِ پیغمبر بود ایمان ما
ہست اندر منکری نقصان ما

شدنبی ما زِ عبداللہ عیاں
او ز عبدالمطلب شد کامراں

می نویسم کرسئی مولا علی
مصطفےٰ را ابن عم بود آں ولی

بن ابی طالب کہ عمران داشت نام
ابنِ عبدالمطلب شاہِ انام

او ز ہاشم ، ہاشم از عبدالمناف
از قصّی می داں تو او را بے خلاف

بن کلاب وبن مرّہ بن کعب خوان
ابنِ لوئی ، لوئی ازغالب بداں

او ز فہر ابن مالک ابن نضر
بن کنانہ بن خذیمہ شاہِ عصر

او ز مدرکہ او ز الیاس آمدہ
او مضر اندر جہاں روشن شدہ

از نزار ابن معد شُد عیاں
ابن عدنان ابن اُر شاہِ جہاں

ابن ادو بن اہمیسع داں او را
ابن ربیع بن معرب اہل وفا

مر او را بن مستعب بن میر
او شد از قیدار در عالم شہیر

ابن اسمٰعیل بن ابراہیم است
او ز آذر (۲) ابن تارخ بودہ است

ساغر ہستی ز ما خود او کشید
او شد از شاروخ در عالم پدید

او زِ ارغو در جہاں نام نہاد
او ز فالخ ، فالخ از غابر نژاد

او ز شالخ ابن ارفخشند بداں
ابنِ سام ابنِ نوح کامراں

نوح ابن مالک آمدای عزیز
بن متوشلخ است آں والا تمیز

Marfat.com

ابن اخنوخ است آں عالی گہر --- در جہاں ز ادریس گشتہ بہرور

از بیاور داشت او نشو و نما --- از بدیدد او گرفتہ فیفہاء

ابن مہلائیل بن قینان او ہست --- ابن انوش ابن شیث نیک او ہست

ابن آدم کہ او بوالبشر است و بس --- بس ازیں ازنسب کمترزن نفس

خواندہ ام من ایں چنیں اندر کتاب --- پیش ازیں واللہ و اعلم بالصواب

آدم از حق شد خلیفہ در جہاں --- گشت مسجود ملائک بہر آں علیہ السلام

حق ز دستِ قدرت جلِ صبوح --- قالبِ او را نمود پُر فتوح

عشق راہ اندر دل و جانش نہاد --- در ملائک شد ازیں عالم فناد

خلقتِ دیگر ندارد تابِ عشق --- ہست جز از آدم سیراب عشق

عاشق و معشوق در معنی است --- ایں سخن در پیش عارف بیشک است

آں کہ ذات پاک او راکس ندید --- نائب خود کرد در عالم پدید

ہر کہ با آدم نباشد در ادب --- او شود مردود از درگاہ رب

ایں کرامتہائے کہ اندر آدم است --- از بروئے ذات پاکِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم است

با زِ احمد میم را برداشتیم --- ذات احمد احد را پنداشتیم

گفت پیغمبر بدانید از یقین --- آن زماں کہ بود آدم ماء و طین

ما نبی بودیم اندر ذات خویش --- کوچہ آدم بوالبشر کردید پیش

من ابو الارواح ہستم در نہاں --- بوالبشر کردید آدم در جہاں

کرد در اجساد او اوّل ظہور --- لیک از ما جان او بگرفت نور

ہست او در ایں جہاں ما را پدر --- بر در او از ادب بنہیم سر

انبیاء و اولیاء از نسلِ اوست --- باعث ایجاد عالم اصل اوست

Marfat.com

بروئ از بیدار باشد صد سلام لب فرو بندیم کوتاہ شد کلام

(۱) چونکہ یہ تصنیف کردہ سید حسن بخش المعروف حسنین سائیں ہے۔ اس لئے ممکن نہیں کہ انہوں نے اپنے لیے یہ لکھا ہو، دراصل یہاں مصرع یوں ہے۔ ''بندۂ پر عیب حسن بخش نام'' بعد میں اولاد اور عقید تمندوں نے اس طرح پڑھنا گستاخی سمجھا، لہذا مصرع یوں کہہ دیا۔ ہادیٔ پر فیض حسن بخش نام۔

(۲) یہاں آذر کا نام حضرت ابراہیم کے والد کے طور پہ لیا گیا ہے۔ جبکہ وہ آپ کا والد نہیں بلکہ چچا تھا، وہ بت پرست تھا اس لئے اسکا باپ ہونا محال ہے، چونکہ آپ علیہ السلام کا نسب جاہلیت کی تمام برائیوں سے پاک ہے، تو ممکن نہیں کہ کوئی مشرک آپ کا جد حقیقی ہو۔ رہ گئی بات کہ اسکا نام قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کے باپ کے طور پہ آیا ہے۔ تو عرض ہے کہ لفظ ''ابٌ'' قرآن میں بطور باپ، چچا اور دادا کے معانی میں بھی مستعمل ہے۔ چونکہ اسنے آپ کو پالا پوسا تھا، آپ کے والد ماجد تارخ وفات فرما گئے تھے، سو...... اسی کا نام بطور باپ لیا گیا۔ جناب حسنین سائیں نے بھی نسبی پاکیزگی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

گفت پیغمبر گر اصلاب طہور کردہ ام در عالم امکان ظہور

از پدر تا آدمِ خاکی مرا پاک ابن پاک داں اے باصفا

دوسری بات یہ کہ عدنان سے اوپر کا نسب نامہ قابل اعتماد اور باوثوق نہیں مختلف تذکرہ نگاروں نے ہر جگہ مختلف ہی لکھا۔ خود حسنین سائیں کا نظم کردہ اور نثری مخطوطہ آپس میں بے حد مختلف ہیں۔ خود نبی علیہ السلام بھی عدنان سے آگے سکوت کرتے اور فرماتے: کذب النسابون فوق العدنان۔ کہ عدنان سے اوپر نسب نگار جھوٹ موٹ اور من گھڑت کہتے ہیں۔ حسنین سائیں نے بھی اسی نظم میں ایک جگہ فرمایا:

خواندہ ام من ایں چنیں اندر کتاب پیش ازیں واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

منقبت

درشان داتا شاہ چراغ لاہوریؒ

(پیرطاہر حسین قادری)

قافلہ سالارِ غوثیہ ، چراغِ حق نُما — نور جانِ مصطفیٰ ﷺ شہزادۂ آلِ عبا
دلبر شیرخدا ، دلبند حسن مجتبیٰ — سید عالم شہِ عبدالرزاق رہنما
جد اقطاب جہاں ، اولاد فخر روزگار — سلسلہ نور ہے از ابتداء تا انتہا
سیدہ زہرہ کے خونِ پاک کا اعجاز ہے — ہرنفس سے آ رہی ہے کلمہ حق کی صدا
نوشہء بغداد ہے قطب عروس البلاد — جنکی ضو سے ہیں ہزاروں عارف وحق آشنا
زہدو تقویٰ ،فقر و استغناء ایسا بیمثال — بادشاہ وقت کی لائے نہ خاطر التجا
سلطنت جاہ وحشم سے کچھ غرض رکھتے نہیں — جنکے سر پر ہے سدا الفقر و فخری کی ردا
غوث بالا پیرؒ کی اولاد کا سب سلسلہ — آپ سے ہی چاردانگ عالم میں ہے آگے بڑھا
اے میرے حلبی و اُچوی اور ناگوری پیا — سنگھرہ ، لاہور میں ہر جا تمہارا در کھلا
والئی بغداد کی نظر کرم ہر گام پر — شام، ہندوپاک میں یہ کارواں جس جا رکا
کوئی بھی خالی نہ لوٹا آج تک دہلیز سے — قادری فیضان کا دریا ہمیشہ چل رہا
لے کے گلہائے عقیدت آپ کے دربار میں — آپ کے قدموں میں شاہا،آپ کا خادم کھڑا
ہوں غلام ابن غلام ابن غلام ابن غلام — بندگان درمیں ہے طاہرحزیں ادنیٰ گدا

Marfat.com

باب سوم

حالات حضرت والا

سیدنا عبدالرزاق گیلانی المشہور داتا شاہ چراغ لاہوریؒ

فصل اوّل:

(اس فصل میں تمہید اور اس دور کا تاریخی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔)

آپکا مبارک دور...... اور مسکن اولیاء وصلحاء،
عروس البلاد، مدینة العلم والادب، لاہور......!

شہزادہ محمد سلیم شیخو نورالدین جہانگیر کے نام سے متمکن بادشاہت ہوا......اگر چہ اپنے باپ کی بڑھائی ہوئی مذہبی خرافات کو ختم کرنے میں تقریباً کامیاب ہوا۔مگر اس کی رنگین مزاجی اور شوقین طبیعت نے کئی دشمنان اسلام اور حاسدین کو ایک جگہ مہیا کی لہذا انہوں نے اپنی بساط آزمائی شروع کر دی۔ یہ شہنشاہ اکبر کی اکلوتی اولاد تھا۔لہذا اس لیے تخت وسلطنت کیلئے اسے کوئی جھگڑا اٹھانا نہیں پڑا۔خوشحالی کا دور تھا امن اور عدل کا دور بھی۔ جہانگیر نے دہلی اور آگرہ کی بجائے لاہور کو زیادہ اہمیت دی۔

خوشا لاہور و فیض آب لاہور
بطاعت میل شیخ و شاب لاہور

Marfat.com

گمانم نیست اندر ہفت کشور
بود شہرے بآب و تاب لاہور
کنم زان رو مرید آساشب و روز
کرامت ہا بیان در باب لاہور
کہ پیر دستگیر و مرشد من
یکے قطب است از اقطاب لاہور

(طالب آملی) ❁

لاہور اوراس کے نواح موجودہ شیخوپورہ تک اسکے قائم کردہ نشانات اس علاقہ سے اسکی خاص انس اور کیفیت کے مظہر ہیں۔اور آج تک تہ خاک لاہور سویا ہوا جسم ،اس پر شاہد ہے۔

تاریخی تجزیہ

ہم پچھلی سطور میں بھی ہندوستان کی حالت کا جائزہ پیش کرتے آرہے ہیں۔مزید اس دور میں شہنشاہ نے مہرالنساء کو (جو ایک ایرانی عورت تھی) اپنی زوجیت میں داخل کرنے کے بعد نور جہاں کے لقب سے نوازا جو اس کے لیے بعد میں ایک امتحان بن گیا۔وہ سلطنت کے ہر کام میں دخیل ہونے لگی۔اسکے مزاج میں تشیع پن تھا۔اور اہل بیت کی محبت سے اتنی سرشار تھی کہ کوئی جھوٹ موٹ بھی اپنا ناطہ اس خاندان سے بتاتا تو اسکے انعام و کرام کی موسلا دھار بارش اس پہ برسنے لگتی۔اس روش نے ایک گہرا نقصان جو خاندان رسول علیہ السلام کو پہنچا یا وہ یہ تھا کہ ہر ''ایرا غیرا'' ہندوستان کا سادات حسنی یا حسینی بن بیٹھا۔

اور ایران سے تو اس قدر انسانوں کا سیلاب بہہ نکلا کہ اپنے آپ کو سادات حسینی کے

❁ ملک الشعراء طالب آملی، دربار جہانگیری کا ایک ممتاز شاعر۔ [47:36]

Marfat.com

روپ میں ظاہر کر کے عیش و آرام پانے لگا۔

اُسوقت سادات کرام کے وہ خاندان ہی لائق اعتبار تھے جو اس حکومت سے مدتوں پہلے یہاں جاگزین ہو چکے تھے۔ خصوصاً سادات اُچ (بخاری و گیلانی) اب ہندوستان میں سید اور غیر سید کی تمیز کرنا مشکل ہوگئی تھی۔

جہانگیر کی وفات کے بعد ایک مزید فتنہ اٹھا کہ شہزادہ شہریار جو سلیم کا بیٹا اور نور جہاں کا داماد تھا۔ وہ شہزادہ خرم جو شہنشاہ شہاب الدین شاہ جہاں کے نام سے تخت نشین ہوا تھا، اسکے مقابلہ میں اٹھ کھڑا ہوا۔ یوں دو شہزادوں کی باہمی چپقلش سے دارالخلافہ لاہور کا سکون برباد ہوگیا۔ شہریار کو نور جہاں اور خرم شاہ جہاں کو آصف الدولہ (نور جہاں کا بھائی) اس کی مدد حاصل تھی۔ دراصل یہ لڑائی دو بھائیوں (شہریار اور خرم) کی نہیں بلکہ دونوں بہن بھائی نور جہاں اور آصف الدولہ کی تھی۔ آخر کار خوفناک جنگ کے بعد شہریار کو شکست ہوئی اور خرم، شاہ جہان بن بیٹھا۔ جو علماء کا عموماً اور مشائخ و صلحاء کیلئے خصوصی عقیدت رکھتا تھا۔ حضرت کا دور بھی ان دو باپ بیٹے کے عہد میں بنتا ہے۔ شاہ جہاں کو آپ حضرت سے نہایت خصوصی اور قلبی لگاؤ تھا۔ اب ہم حضور والا کے سوانحی خاکے کو واضح کرتے ہیں۔

Marfat.com

فصل دوم:

(اس فصل میں متقدمین مصنفین اور انکے تذکروں کا جائزہ لیں گے ، جو حضرت داتا شاہ چراغ لاہوریؒ کے احوال سے متعلق بنیادی مأخذ اور مصادر کا درجہ رکھتے ہیں ،...... اور ساتھ ہی ساتھ ہم اپنی آراء کا اظہار بھی حاشیہ میں کریں گے ۔)

عین التصوف

مصنفہ

سید مجتبیٰ گیلانی لاہوریؒ

تذکرہ حاجی الحرمین سید عبدالرزاقؒ المشہور سید چراغ ولد سید عبدالوہابؒ

''شاہ چراغ کہنے کی وجہ: ایک سوداگر سید عبدالوہابؒ کا مرید تھا اسکا بیٹا تجارت کی غرض سے کعبۃ اللہ کی جانب گیا جب واپس لوٹا تو سید عبدالوہابؒ کی بارگاہ میں پہنچا اور عرض کی سید عبدالرزاقؒ کہاں تشریف فرما ہیں حالانکہ آپ کی ولادت باسعادت اس سوداگر کے جانے کے بعد ہوئی تھی لوگ اس سوال پر حیران ہو گئے اور اس سے کیفیت پوچھی تو اس نے کہا کہ ہمارا جہاز قلزم میں تباہ ہو رہا تھا وہاں سے جناب غوث الاعظمؒ کی بارگاہ میں فریاد کی تو آپ نے اپنے بیٹوں کو حکم فرمایا تو اسی لمحے وہ ظاہر ہوئے اور اپنے دستِ مبارک سے جہاز کو تباہی سے بچالیا جب میں نے یہ کرامت دیکھی تو پوچھا کہ آپ کا نام اور مقام کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا میرا نام عبدالرزاق ہے اور میرے والد گرامی کا نام سید عبدالوہاب اور وطن لاہور۔ جب یہ بات سید عبدالوہاب تک پہنچی تو آپ نے فرمایا میرے گھر میں چراغ پیدا ہوا ہے اسی دن سے آپ کا یہ اسم عالم میں مشہور ہو گیا۔

Marfat.com

چنانچہ حرمین شریفین اور بغداد وغیرہ میں اسی نام سے پکارے جاتے تھے۔ آپ کی تاریخ وفات 22 ذوالقعدہ 1068ھ مدفن جد اعلیٰ کے روضہ لاہور میں ہے۔

بغداد میں ٹھہرنا: حج سے واپسی کے بعد چار سال بغداد میں ٹھہرے ہر سال حضور غوث الاعظمؒ کے عرس میں شمولیت کرتے۔ جب آپ پہلی مرتبہ روضہ متبرکہ پر تشریف لائے تو مجاوروں نے سنا کہ یہ حضرت غوث الاعظمؒ کی فرزندی کا دعویٰ کرتا ہے تو انہوں نے امتحان کی غرض سے آپ سے کہا کہ اگر آپ واقعی حضور غوث الاعظمؒ کے فرزند ہیں تو بغیر چابی کے تالا کھولیے آپ نے ہاتھ لگایا تالا کھل گیا۔ حاضرین حیران ہو گئے۔ رات کو ایک مجاور جسکا حضور غوث پاکؒ سے باطنی تعلق تھا اسے خواب میں فرمایا: کہ فلاں مصحف میرے بیٹے سید عبدالرزاق کو دو، اس نے آپ کو وہ مصحف دیا جو کہ اس وقت تک کاتب (سید مجتبیٰ گیلانی) کے پاس ہے۔

....

یہ اقتباس سید مجتبیٰ بن سید مصطفیٰ بن داتا شاہ چراغ لاہوری کا ہے۔ یہ تصوف کی اعلیٰ ترین کتاب ہے جو مخطوطہ کی شکل میں ابھی تک عجائب گھر لاہور میں موجود ہے۔ اس میں حضورؒ کے نام ونسب ،وطن اور تاریخ وفات کی خبر ملتی ہے دو کرامات کا ذکر بھی ملتا ہے۔ جو آپ کے بچپن سے لے کر آخری عمر تک ،باکرامت ہونے کا ثبوت ہیں۔ تمام معلومات صحیح اور قابل اعتبار ہیں۔

ساتھ ہی ساتھ یہ خبر بھی ملتی ہے کہ سیدنا مجتبیٰ کے پاس ایک مصحف تھا، جو حضور غوث اعظمؒ کے تبرکات سے آپ کے دادا شاہ چراغ کو ملا۔ تب تک تو محفوظ تھا۔ خدا جانے بعد میں اسکا کیا حال ہوا، اب کس حال میں اور کہاں ہے۔؟ سیدنا مجتبیٰ گیلانی سے منسوب ایک نسخہ دیپالپور میں سید قاسم علی شاہ کے پاس موجود ہے، عین ممکن ہے کہ یہ وہی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

......❀......❀......❀......

Marfat.com

خزینتہ الأصفیاء

مصنفہ

مفتی غلام سرور لاہوری ؒ

''عبدالرزاق نام، شاہ چراغ خطاب۔ والد ماجد کا نام سیّد عبدالوہاب بن سیّد محمد غوث اوچی گیلانی تھا۔ سیادت ونجابت ورثہ میں پائی تھی۔ اپنے پدر بزرگوار کے مرید وخلیفہ تھے۔ علوم ظاہری وباطنی میں کامل واکمل تھے۔ عبادت وریاضت اورزہدوتقویٰ میں اپنے عہد کے مشائخ قادریہ میں ممتاز الوقت تھے۔ آپ کی ولادت کے وقت آپ کے جدامجد زندہ تھے۔ جس روز پیدا ہوئے آپ نے فرمایا: ''ہمارے گھر میں چراغ پیدا ہوا ہے جس کی ضو سے ہمارا خاندان منور ہوجائے گا''۔ حرمین الشریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے تھے اور وہاں کے اکابر مشائخ سے فوائد کثیر اور فیوض وافر حاصل کئے تھے۔ شاہ جہان بادشاہ آپ کا بڑا معتقد تھا۔ اس نے ہرچند چاہا کہ اپنی ایک لڑکی کی شادی آپ کے فرزند سید مصطفیٰ سے کرے مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ ۲۲- ذیعقدہ ۱۰۶۸ھ میں وفات پائی اور اپنے والد ودادا کے مرقد کے پاس مدفون ہوئے۔ شاہ جہاں بادشاہ نے مزار بنوایا مگر تاریخی لحاظ سے یہ درست ثابت نہیں ہوتا۔ آپ کا روضہ عالمگیر کے عہد میں یا عالمگیر کے حکم سے تعمیر ہوا ہوگا کیونکہ ۱۰۶۸ھ (۱۶۵۷ء) میں خود شاہجہاں آگرہ کے قلعہ میں نظر بند تھا اور اسی نظر بندی میں فوت ہوا''۔

شاہ دنیا شاہ عقبیٰ شہ چراغ

رفعت چوں اواز جہاں اندر جہان

Marfat.com

گشت روشن سال ترحیلش ز دل
سید حق آفتاب عارفاں

....

مفتی غلام سرور لاہوری صاحب خزینۃ الاصفیاء، کی فراہم کردہ اخبار ماشاءاللہ مکمل ہیں۔ تاریخ وفات بھی متفق ہے۔ مرقد منور اور روضہ کی عمارت کے متعلق رائے درست اور صائب ہے۔ عین التصوف سے اضافی خبر آپ نے بادشاہ شاہ جہاں کے عقیدت مند ہونے کی فراہم کی ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنی بیٹی کے رشتہ کی پیش کش کی مگر حضرت والا کا انکار...... نسب بھی بالکل درست بیان فرمایا ہے۔ مگر خط کشیدہ الفاظ کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ یہاں ناموں کا تسامح ہو گیا ہے۔ یہاں چار نام چھوڑ دیے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم نے فارسی کے اصل نسخہ کی طرف رجوع کیا، وہاں الحمدللہ نام صحیح اور درست ہیں مگر وہاں بھی سید محمد غوث بالا پیر زین العابدین لکھا ہوا ہے، یعنی درمیان میں ''بن'' کا لفظ وہاں بھی چھوٹ گیا۔ تاہم ......ہم اس فیصلہ پر پہنچے ہیں کہ یہ غلطی کتابت کی ہے نہ کہ مصنف کی۔ بہر حال حضرت کا صحیح نسب اس طرح ہے: ''سید عبدالرزاق بن سید عبدالوہاب بن سید عبدالقادر ثالث بن سید محمد غوث بالا پیر بن سید زین العابدین بن سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد غوث اوّل مخدوم اوّل اُوچ مبارکہ''۔

......❀......❀......❀......

Marfat.com

بزرگان لاہور

مصنفہ

پیر غلام دستگیر نامیؒ

سید عبدالرزاق المشہور شاہ چراغ لاہوری قدس سرہٗ

''حضرت شاہ چراغ بڑے عظیم المرتبت قادری بزرگ ہیں۔شرافت ونجابت خاندانی ورثہ تھی۔علوم ظاہر وباطن کے جامع تھے۔اپنے والد بزرگوار سید عبدالوہاب کے مرید وخلیفہ ہوئے۔

شجرہ نسب: شجرہ نسب سید محمد غوث اوچ گیلانی سے یوں ملتا ہے۔سید عبدالرزاق بن سید عبدالوہاب بن سید عبدالقادر ثالث بن سید محمد غوث بالا پیر بن سید زین العابدین بن سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد غوث اوچ گیلانی۔

خطاب شاہ چراغ: سید عبدالرزاق موصوف کی ولادت کے وقت آپکے بزرگوار سید عبدالقادر ثالث زندہ تھے۔فرمایا کہ ہمارے گھر میں چراغ پیدا ہوا ہے جس سے ہمارا خاندان منور ہوگا۔پس اس دن سے آپ چراغ شاہ مشہور ہوئے۔

شاہجہان کی عقیدت: شاہ جہاں بادشاہ آپ کا بڑا معتقد تھا۔وہ آپ کے فرزندوں میں سے کسی ایک سے اپنی بیٹی کی شادی کرنے کا خواہشمند تھا مگر آپ نے قبول نہ کیا غالباً اس خیال سے کہ بادشاہ اور فقیر کا کیا جوڑ۔چنانچہ جب آپ فوت ہوئے تو اس بادشاہ نے آپ کے مزار پر عالیشان گنبد بنوادیا۔

حضرت شاہ چراغ ۲۲ ذوالقعدہ ۱۰۶۸ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۶۵۸ء کو فوت ہوئے اور اپنے والد اور دادا کی قبور کے پاس مدفون ہوئے۔

Marfat.com

چراغ ہردو عالم عبدرزاق

چوروش گشت اندر خلدا علےٰ

عجب تارخ وصالش جلوہ گر شد

''سراج الاتقیا قطب معلےٰ''

ایضاً

جلوہ گر شد در جہاں مثل چراغ

چوں چراغ آں آفتابِ عارفاں

گشت روشن سال ترحیلش زول

سید چوں آفتاب عارفاں

(سرور)

شمسی تاریخ گر کوئی پوچھے

کہو نامؔی ''چراغ تاباں'' ہے

(نامی)

تاریخ لاہور کے مؤلف کی توضیح۔ محمد لطیف صاحب جج صفحہ ۱۹۳ میں زیر عنوان مقبرہ شاہ چراغ تحریر کرتے ہیں۔ مزار کا بلند گنبد اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر کے پاس ہے عبدالرزاق المشہور شاہ چراغ کے آباؤ اجداد اوچ واقع ریاست بہاولپور میں رہتے تھے۔ سلسلہ نسب شاہ گیلان محی الدین پیر دستگیر سے ملحق ہوتا ہے۔ شاہ چراغ شاہجہان کے عہد میں مشہور اور ۱۰۶۸ھ بمطابق ۱۶۵۷ء میں فوت ہوئے (چونکہ آپ کی رحلت ماہ ذیقعدہ میں واقع ہوئی جب ۱۶۵۸ء تھا اس لئے میری تاریخ صحیح ہے۔ نامی) موجودہ روضہ اورنگ زیب کے حکم سے تعمیر ہوا تھا۔ (سال تعمیر معلوم ہوتا تو اندازہ کیا جاسکتا کہ مفتی غلام سرور کا بیان صحیح ہے یا جج صاحب کا...... نامؔی) جہاں

Marfat.com

اب روضہ موجود ہے وہاں اسلامی بادشاہوں کے عہد کا وہاں قدیم محلّہ لنگر خاں آباد تھا۔ لنگر خاں ایک بلوچ سردار تھا۔ جس کی عقیدت حضرت شاہ چراغ سے تھی۔ روضہ کی جانب مغرب واقع مسجد جس میں اب اکاؤنٹنٹ جنرل کا دفتر ہے (اب مسجد واگزار ہے۔ نامی) نواب خان بہادر کی تعمیر کردہ ہے۔ نواب موصوف بعہد محمد شاہ بادشاہ لاہور کے وائسرائے تھے۔ اسے نواب مذکور کی والدہ کے زیورات سے اس کی حسب وصیّت تعمیر کیا گیا تھا۔ روضہ پر سالانہ عرس منعقد ہوتا ہے۔

اولاد حضرت شاہ چراغ: خزینۃ الاصفیاء میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ چراغ کے سات فرزندوں میں سے بہت بزرگ اور صاحب کرامت سیّد مصطفیٰ تھے جو ۱۳ ماہ شعبان (مطابق ۱۰ جنوری ۱۰۸۴ھ کو فوت ہوئے۔

تاریخ منظوم یہ ہے۔

رفت چوں مصطفیٰ بدار فنا! یافت از فضل حق کمال بہشت
گفت تاریخ رحلتش سرور! سید مصطفیٰ جمال بہشت

تاریخ فوت نامیؔ ہے "رہبر خدا پرست"

......☆......

[☆] حضرت پیر غلام دستگیر نامیؔ نے جو معلومات بہم پہنچائی ہیں ان میں بیشتر پہلے بھی کہیں نہ کہیں مندرج ہیں۔ ہاں مگر انہوں ان تمام کو صحت کے ساتھ یکجا کیا ہے۔ اور کم وبیش تمام روایات صحیح ہیں۔ قطعات تاریخ وفات بھی خوب کہے ہیں۔ سنون ہجری اور عیسوی کو تطبیق بھی دی ہے جس سے تحریر کی شان بھی بڑھی اور تحقیق کے مزید مواقع بھی میسر آئے۔ ہاں مگر انہوں نے لنگر خان کو آنجناب کا معتقد بتایا ہے جبکہ وہ آپ کے پڑدادا سید محمد غوث بالا پیر کا مرید تھا اور یہ واقع عہد ہمایوں کا ہے۔ بہر حال! نامی صاحب کی تمام تر کاوش لائق تحسین ہے۔

Marfat.com

خطۂ پاک اوچ

مصنفہ

مسعود حسن شہاب

سید محمد غوث بالا پیر کے فرزند گرامی سید عبدالقادر تھے۔ جو عبدالقادر ثالث کے نام سے مشہور ہوئے اور سید جیون کے لقب سے معروف تھے۔ آپ کے فرزند معنوی سید عبدالوہاب تھے۔ آپ کے فرزند ارجمند سید عبدالرزاق گیلانی تھے جو شاہ چراغ کے نام سے مشہور ہیں۔ لاہور میں ہائیکورٹ کی عمارت سے متصل مسجد شاہ چراغ واقع ہے جہاں آپ کا مزار مبارک ہے۔

....

خطہ پاک اوچ کے مصنف مسعود حسن شہاب صاحب نے مخادیم اوچ کا ذکر کرتے ہوئے جو سطریں رقم فرمائی ہیں، اگرچہ مختصر ہیں مگر بالکل صحیح ہیں۔

Marfat.com

اولیائے لاہور

مؤلف و مرتب

محمد لطیف ملک، ایم اے،

شاہ چراغ گیلانیؒ

''کتاب نسب نامہ حضرت پیر نظام الدین شاہ گیلانی سے معلوم ہوا کہ یہ حضرت عبدالرزاق المشہور شاہ چراغ بن سید عبدالوہاب بن سید عبدالقادر ثالث بن سید محمد غوث بالا پیر بزرگ ترین سادات سے ہیں۔ انہوں نے حج بھی کیا تھا۔ جب یہ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالقادر ثالث نے فرمایا کہ یہ لڑکا ہمارے خاندان کا چراغ ہوگا۔ شاہجہان بادشاہ ان کا نہایت معتقد تھا اور چاہتا تھا کہ حضرت کے کسی فرزند کے ساتھ اپنی دختر کی شادی کرے مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔

یہ حضرت بھی بڑے بزرگ تھے۔ سید گیلانی ہیں اور حضرت موج دریا بخاری کے سالے کے بیٹے ہیں۔ ان کی وفات ۱۰۶۸ھ میں واقع ہوئی اس دن روز جمعہ بائیسویں ذی قعدہ کی تھی۔ جہاں اب ان کا روضہ منور ہے اس وقت بعمل داری مغلیہ یہاں کا محلّہ گزر لنگر خاں مشہور تھا اور اکثر اشخاص اس گزر کو آپ کے نام سے بھی زبان زد کیا کرتے تھے۔ کہتے کہ لنگر خاں امرائے شاہی میں سے تھا۔

ان کا مقبرہ شروع عہد عالمگیر بادشاہ میں حسب الحکم عالمگیر بنا ہے۔ اس مقبرہ کے اندر آٹھ قبریں ہیں۔ ایک تو حضرت شاہ چراغ کی۔ دوسری ان کے صاحبزادے زین العابدین کی اور تیسری سید عبدالقادر ثانی کی، اور بقیہ ان کی صاحبزادیوں کی۔

Marfat.com

اس نواح کا نام بوقت آبادی بیرون شہر لاہور محلہ لنگر خان تھا، اور بعد، جناب محمد غوث بالا پیر نے سنگھرہ سے آ کر یہاں ایک محلہ رسول پورہ آباد کیا اور محمد غوث بالا پیر کے صاحبزادہ کا نام عبدالوہاب تھا۔ ان باپ بیٹوں کی قبریں سنگھرہ میں ہیں اور عبدالوہاب کے صاحبزادے سید عبدالرزاق المشہور شاہ چراغ ہوئے اور سب لوگ ان کو بزرگ جانتے ہیں ان کا مقبرہ بڑے ڈاک خانہ کے جنوب میں ہائی کورٹ کے متصل واقع ہے۔ مقبرہ کے مغرب کی طرف ایک مسجد بھی ہے۔ جس کو ناظم لاہور نواب بہادر خاں نے اپنی والدہ کی وصیت کے مطابق بنوایا تھا۔ مسجد کے غرب رویہ ایک چبوترہ پر ایک بوسیدہ سی چار دیواری ہے جس پر حضرت شاہ چراغ کے مرید ثبوت شاہ کا مزار ہے۔

مزید حاشیہ میں محمد لطیف جج صاحب رقم طراز ہیں:

حدیقۃ الاولیاء میں ہے کہ مشائخ قادریہ عالیہ یہ بزرگ صاحب عبادت وریاضت وزہد تقویٰ جامع علوم وظاہری وباطنی تھے۔ ان کو سیر کا بہت شوق تھا۔ انہوں نے اکثر ملکوں کی بطور تجرید سیر کی خزینۃ الاصفیاء میں لکھا ہے کہ آپ علوم ظاہری وباطنی وشرافت ونجابت وسیادت وشجاعت وسخاوت میں جامع تھے۔ اور اپنے پدر بزرگوار سے خرقہ ارادت وخلافت پایا تھا۔ جب پیدا ہوئے تو آپ کے جد امجد حیات تھے انہوں نے فرمایا کہ "درخانہ ماچراغی پیدا شدہ است کہ خانہ خاندان ماز ومنور گردد"۔ پس اس روز سے شاہ چراغ کے خطاب سے مشہور ہوئے۔

تاریخ وفات یہ ہے: قطعہ

شاہ دنیا شاہ عقبیٰ شہ چراغ
رفعت چوں اواز جہاں اندر جناں
گشت روشن سال ترحیلش ز دل
سید حق آفتاب عارفاں

Marfat.com

ایضاً

چراغ ہر دو عالم عبدرزاق

چوں روشن گشت اندر خلد اعلیٰ

عجب تاریخ وصالش جلوہ گرشد

سراج الاتقیا قطب معلیٰ

منشی محمد دین فوق صاحب مآثر لاہور لکھتے ہیں کہ ان کے بزرگ قصبہ اوچ (بہاولپور) سے ستگھرہ منٹگمری میں آئے۔ ستگھرہ سے ان کے جدامجد محمد غوث بالا پیر لاہور پہنچے۔ یہ زمانہ غالباً ہمایوں بادشاہ کا تھا۔ آپ نے شہر سے باہر جنوب مشرق کی طرف قیام کیا اور اپنے علاقہ کا نام (بقول صاحب تحقیقات چشتی) رسول پورہ رکھا۔ لیکن جب ہمایوں نے لنگر خان بلوچ کو لاہور میں جاگیر دی اور لنگر خان نے یہاں اپنے عالیشان مکانات تعمیر کروائے۔ اور رفتہ رفتہ یہاں ایک محلّہ آباد ہو گیا تو رسول پورہ کی جگہ گز رلنگر خان نے لے لی۔ اب نہ رسول پورہ ہے نہ محلّہ لنگر خان نہ ان عالیشان مکانات کے کوئی آثار۔

اب یہ مزار مسجد شاہ چراغ کے غرب رویہ اور اسٹیٹ بنک آف پاکستان سے ملحق ایک بلند چبوترہ پر واقع ہے اور اس کے دروازے پر ایک بورڈ پر ''مزار مبارک حضرت صبور شاہ ولی چشتی'' لکھا ہوا ہے۔[☆]

....

[☆] محمد لطیف ملک صاحب کو اگرچہ تاریخ لاہور لکھنے کے ساتھ ساتھ اولیائے لاہور قلمبند کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے، اور اس تحریر سے یہ بھی معلوم پڑتا ہے کہ انہوں نے اس کی تکمیل کی خاطر کئی کتابوں کی ورق گردانی بھی کی مگر اس مضمون میں انکی معلومات انتہائی غیر معتبر اور صداقت کے معیار سے گری ہوئی ہیں۔ قارئین خط کشیدہ الفاظ پہ غور فرمائیں...... مزارات کے متعلق معلومات غلط ہیں۔ ناموں

Marfat.com

کا فرق بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا۔نہ تو داتا شاہ چراغ کے کسی بیٹے کا نام زین العابدین ہے اور نہ ہی سید عبدالقادر ثانی کی مزار یہاں ہے۔حضرت کے سات بیٹوں کے نام بالترتیب......نور محمد، سید مصطفیٰ، سید محمود، سید اسماعیل ، سید شمس الدین، سید عبداللہ اور سید نصر اللہ ہیں۔زین العابدین آپ کے بڑے بھائی اور مرشد بھی ہیں......اور یہاں مزار سید عبدالقادر ثانی کی بجائے آپ کے دادا سید عبدالقادر ثالث کی ہے۔ اور دوسری بات سید عبدالوہاب، حضرت سید محمد غوث بالا پیر کے بیٹے نہیں بلکہ پوتے ہیں اور سید عبدالقادر ثالث کے بیٹے ہیں۔تیسری بات،......ستگھرہ میں مزار صرف اور صرف حضرت بالا پیر کا ہے باقی تمام اولاد کے مزارات لاہور ہی میں ہیں۔

اس کے ساتھ چند چیزیں نئی اور درست بھی بیان کی ہیں وہ یہ کہ حضرت داتا شاہ چراغ سید موج دریا بخاری کے سالے کے بیٹے ہیں۔بالکل صحیح ، آپ کی پھوپھو سیدہ فاطمہ بنت سید عبدالقادر ثالث، حضرت موج دریا کی زوجہ تھیں۔اور ساتھ ہی یہ خبر بھی درست ہے کہ چبوترہ پر واقع مزار آپؒ کے مرید بابا ثبوت شاولی کا ہے۔ہماری خاندانی اخبار میں بابا ثبوت شاہ کا ذکر ہے کہ وہ مرید اور خلیفہ تھے،طویل عمر پائی اور کئی بعد کی پشتوں تک خادم رہے۔مزید لنگر خان کی وضاحت بھی کر دی،حقیقت یہی ہے۔

جناب جج صاحب نے اس موضوع پر مزید کتب بھی متعارف کروائی ہیں۔تحقیقات چشتی از مولینا نور احمد فریدیؒ،مآثر لاہور از منشی محمد دین فوق،اور حدیقۃ الاولیاء از مفتی غلام سرور لاہوری۔

......❀......❀......❀......

Marfat.com

''لاہور میں اسلام کے سفیر''
(عہد غزنوی سے قیام پاکستان تک)

مصنفہ

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

حضرت سید عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ

المعروف حضرت شاہ چراغ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی 1084ھ/1658ء)

اسم گرامی سید عبدالرزاق اور والد ماجد کا نام نامی سید عبدالوہاب گیلانی تھا۔ ''تذکرہ صوفیائے پنجاب'' میں شجرہ نسب اس طرح مرقوم ہے: سید عبدالرزاق بن سید عبدالوہاب بن سید عبدالقادر ثالث بن سید محمد غوث بالا پیر بن سید زین العابدین بن سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد غوث اچی گیلانیؒ (رحمتہ اللہ علیہم)

حضرت پیدا ہوئے تو آپ کے جد امجد حضرت سید عبدالقادر ثالثؒ کو اطلاع کی گئی وہ اس خبر سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا: اللہ نے ہمارے گھر میں ایک چراغ بھیجا ہے۔ انشاء اللہ یہ پورے خاندان کا نام روشن کرے گا۔ اسی روز سے آپ کا لقب چراغ شاہ مشہور ہو گیا۔ آپ کے کسی تذکرہ نگار نے آپ کا سنہ پیدائش تحریر نہیں کیا۔ تاہم قیاس ہے کہ آپ دسویں صدی ہجری کی آخری دہائی میں پیدا ہوئے یعنی 990ھ یا 1000ھ کے درمیان۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت سید عبدالوہابؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی، جو اپنے وقت کے عظیم المرتبت شیوخ میں سے تھے۔ مرشد کے زیر سایہ آپ ایک عرصہ تک ریاضتوں اور مجاہدوں میں مشغول رہے اور پھر ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

آپ کو سیاحت کا بے حد شوق تھا، چنانچہ ایک عرصہ تک بلاد اسلامیہ کی سیاحت کرتے

Marfat.com

رہے اسی سیاحت کے دوران آپ زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے اور بے شمار شیوخ کرام سے روحانی فیوض وبرکات حاصل کیں۔

''اولیائے لاہور'' اور دیگر تذکروں میں ہے کہ شاہجہاں بادشاہ آپ کا نہایت درجہ عقیدت مند تھا۔ اکثر آپ کی خدمت میں نیازمندانہ حاضری دیتا۔ اس کی خواہش تھی کہ حضرت کے فرزندار جمند سے اپنی بیٹی کی شادی کرے' لیکن حضرت نے پسند نہ فرمایا۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے آپ کے محامد ومناقب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت شاہ چراغ ؒ علوم ظاہری وباطنی' شرافت ونجابت' سیادت وشجاعت وسخاوت کے جامع اور درجہ کمال پر فائز تھے۔

حضرت نے 22 ذیقعدہ 1068ھ مطابق 12 اگست 1658ء میں وصال فرمایا۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء کے مطابق آپ کا مزار مبارک شاہ جہاں نے تعمیر کرایا' لیکن تحقیقات چشتی کے مطابق آپ کا روضہ اقدس اورنگ زیب عالمگیر نے تعمیر کرایا۔ منشی محمد دین فوق نے اس کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ یہ روضہ عالیہ شہنشاہ عالمگیر کے حکم سے تعمیر ہوا ہے۔ اس لیے کہ 1068ھ میں شاہجہاں آگرہ کے قلعہ میں نظر بند تھا اور موت ہی نے نظر بندی سے اس کو رہائی دلائی تھی۔ (مآثر لاہور بحوالہ نقوش لاہور نمبر ص306)

مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کا قطعہ تاریخ وصال تحریر کیا۔

جلوہ گر شد در جہاں مثل چراغ

چوں چراغ آں آفتاب عارفاں

حضرت والاشان کے سات صاحبزادے تھے۔ جو سب کے سب علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ وصال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے سید مصطفیٰ گیلانی ؒ نے مسند رشد وہدایت کو زینت بخشی۔ جن کا وصال 13 شعبان 1084ھ مطابق 10 جنوری 1674ء کو ہوا۔

Marfat.com

حضرت سید شاہ چراغ ؒ کے مزار مبارک سے ملحقہ مسجد 1716ء میں نواب زکریا خاں نے اپنی والدہ بیگم جان کی وصیت کے مطابق اس کے زیورات بیچ کر تعمیر کرائی۔ سکھوں کے دور میں اس مسجد میں بارود رکھا جاتا تھا۔ منشی محمد دین فوق لکھتے ہیں کہ ''سکھوں کے زمانے میں مقبرہ شاہ چراغ اور اس کی متصلہ قدیم عالی شان مسجد میگزین کا کام دیتی تھی۔ انگریزوں کی عملداری آئی تو (1849ء میں) مقبرہ اور مسجد میں چھوٹی سی دیوار بندی ہوگئی۔ مقبرہ کو تو مقبرہ رہنے دیا گیا لیکن مسجد کو ایک کوٹھی کی شکل میں تبدیل کر کے ڈپٹی کمشنروں کی اقامت گاہ بنا دیا گیا۔ ڈپٹی کمشنروں کے بعد یہ جگہ دفاتر میں تبدیل ہوگئی اور سیشن جج کی عدالت یہاں لگنے لگی۔ آج سے چند سال پیشتر یہ جگہ بالکل اجاڑ اور غیر آبادسی تھی۔ احاطے میں جھاڑیاں اور درخت اگے ہوئے تھے۔ چاردیواری خستہ حال تھی، لیکن 1935ء میں مسجد شہید کے ایجی ٹیشن کے بعد جب مسجد شاہ چراغ مسلمانوں کو مل گئی اور سرکار نے اپنا قبضہ اس پر سے اٹھالیا تو اس اجاڑ جگہ ریزروبینک کی عالی شان عمارت تعمیر ہوگئی اور اس چاردیواری کو جس میں والدہ نواب خان بہادر کی قبر بیان کی جاتی ہے۔ از سرنو تعمیر کر کے اس کے گرد جنگلہ لگا دیا گیا۔'' (مآثر لاہور محررہ 1944ء)

سکھوں اور انگریزوں کے عہد میں لاہور میں اولیاء اللہ کے مزارات کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ سکھ ان مزارات کے تمام قیمتی پتھر اکھاڑ کر لے گئے اور انگریزوں نے تاریخی مزارات ومقابر کو دفاتر بنا کر ان کی بے حرمتی کی۔ ❀

❀ سب سے جامع، مکمل اور صحیح معلومات ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی کی ہیں۔ ہر روایت بڑی چھان بین کے بعد بیان کی ہے، باقی قطعات وفات کو تقریباً ہر تذکرہ نگار نے عجیب تر بیان کیا ہے۔ دراصل یہ قطعات مفتی غلام سرور لاہوری ؒ کے ہیں اور ان کی صحت کیلئے خزینۃ الاصفیاء سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔ یہاں صرف عنوان میں 1068ء کی بجائے 1084ء درج ہوگیا، جبکہ متن میں وہ بھی درست ہے۔

Marfat.com

تاریخ لاہور

مصنفہ

کنھیا لال

مقبرہ سید شاہ چراغ گیلانیؒ

''اصلی نام اس بزرگ کا سید عبدالرزاق بن سید عبدالوہاب گیلانی تھا اور شاہ چراغ خطاب تھا۔ بزرگ اسکے قصبہ اچ علاقہ ریاست بہاولپور سے آ کر قصبہ ستگھرہ ضلع منٹگمری میں اور وہاں سے لاہور میں آ کر سکونت پذیر ہوئے۔ چونکہ نسب نامہ صحیح اس خاندان کا پیران پیر حضرت محی الدینؒ کے ساتھ ملتا ہے۔ لوگ انکا بہت ادب کرتے ہیں۔ مسلمانی عملداری کے وقت انکا بڑا عروج تھا۔ سلاطین وقت لاکھوں روپے انکی نظر کرتے تھے۔ اس موقع پر جہاں اب یہ مقبرہ ہے محلہ لنگر خان بلوچ کا تھا اور وہ انکا مرید تھا۔ اس سبب سے یہ مقبرہ اسی موقع پر بنا ورنہ ان کے بزرگوں کے مزار ستگھرہ وغیرہ مقامات میں بہت ہیں۔ وفات انکی ۲۲- ماہ ذی قعد ۱۰۶۸ ہجری میں واقع ہوئی اور یہ روضہ عالمگیر اورنگ زیب کے حکم سے تعمیر ہوا۔ اور مسجد عالیشان جو غرب کی سمت مقبرے کے ہے اور اب سرکاری دفتر صاحب اکونٹنٹ وسول اڈیٹر کا رہتا ہے۔ خان بہادر زکریا خان کے حکم سے تعمیر ہوئی کیونکہ اسکی والدہ اس خاندان کی مرید تھی۔ اور اس نے وصیت کی تھی کہ میری قبر اس جگہ ہو اور میرے زیور سے مسجد تعمیر کر دی جائے۔

یہ مقبرہ مربع صورت کا پختہ چونہ کی عمارت کا بنایا گیا ہے۔ دروازہ جنوب کی سمت ہے۔ مقبرے کے اندر آٹھ قبور ہیں۔ ایک تو شاہ چراغ کی اور سات انکی اولاد کی۔ چھت خشتی قالبوتی اور اوپر عالیشان گنبد ہے۔ مسجد بھی چونہ گچ ہے جسکی پانچ محرابیں عالیشان اور پانچ گنبد ہیں۔ قبل عملداری انگریزی کے اس مسجد میں سکھوں نے میگزین ڈالا ہوا تھا۔ جب انگریزوں کی عملداری

Marfat.com

ہوئی تو اسکو کوٹھی بنالیا گیا۔اور میجر میگر یگر صاحب دویڈر برن صاحب وسمم صاحب بہادر ڈپٹی کمشنران اس میں رہتے رہے۔ پھر اکونٹنٹ کا دفتر اس میں مقرر ہو گیا۔اب کوٹھی یعنی مسجد کا احاطہ علیحدہ ہے اور مقبرہ کا علیحدہ اور مقبرے پر قبضہ سادات گیلانی کا ہے۔ ہر سال یہاں میلہ ربیع الثانی کی سترویں تاریخ کو ہوتا ہے اور خلقت بہت جمع ہوتی ہے''

محلّہ سیّد چراغ گیلانیؒ

''یہ محلّہ سید موج دریا بخاری کے محلے کے مشرق کی سمت کو آباد تھا۔سادات گیلانی اس میں سکونت رکھتی تھی۔ بادشاہ جہانگیر کے وقت آباد ہوا۔اور مدت مدید آباد رہا۔آخر بے انتظامی وبد عملی کے وقت غارت گردوں نے اسکو ویران کردیا سید چراغ شاہؒ کا مقبرہ ومسجد پختہ اب تک موجود ہے مسجد تو سرکاری قبضہ میں ہے اور صاحب اکونٹنٹ جنرل کا دفتر وہاں رہتا ہے۔اور مقبرہ پر صاحب مقبرہ کی اولاد کا قبضہ ہے۔یہ محلّہ اس موقع پر آباد تھا جس جگہ اب محکمہ چیف کورٹ کی عمارت بنی شروع ہوئی ہے۔[31:82]

تاریخ لاہور کے ایک مصنف کنہیا لال نے بھی بلاشک وشبہ ایک ہندو ہوتے ہوئے بھی نہایت جامع اور صحیح معلومات پہنچائی ہیں۔صرف مزارات کی اطلاع صحیح نہیں پہنچا سکے۔(مزارات کی تفصیل ہم آئندہ فصل میں بیان کریں گے)

......☆......

حضرت شاہ چراغؒ سے متعلق ایک مزید حوالہ

''عالمگیر کے زمانے میں لاہور شریعت وطریقت کا مرکز تھا۔اس عہد میں جن لوگوں نے بڑا نام پیدا کیا ان میں شاہ چراغؒ اور شاہ عنایتؒ (مرشد بلھے شاہ) خاصی شہرت کے حامل تھے''۔

[75:198]

Marfat.com

......☆......

اس باب میں ہم نے پنجاب کے جید تذکرہ نگاروں کی منقولات قلمبند کی ہیں جن میں کچھ متقدمین اور متاخرین کی آراء شامل ہیں ان میں ایسے بھی صاحب نظر محققین ہیں جنہوں نے جولکھا تقریباً سب درست ہے ۔اور کئی ایسے ہیں جنکے جو ہاتھ آیا لکھ دیا۔ بہر حال سب نے اپنا اپنا فرض ادا کیا ہے۔ بہر حال متقدمین میں سے سید مجتبیٰ (فضلی) خصوصی اہمیت کے حامل ہیں کہ وہ حضرتؒ موصوف کے پوتے ہیں۔اور اپنے باپ سید مصطفیٰؒ کے حالات کے عینی شاہد بھی ہیں۔ جبکہ متاخرین میں سب سے جامع صحیح اور معتبر روایات جناب ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی صاحب کی ہیں جو ہر طرح سے ہماری خاندانی روایات سے ملتی ہیں اور موصوف نے کسی ایک جگہ پر بھی بے احتیاطی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ جو کچھ لکھا صحیح اور سارے اقوال کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھا جو مناسب نہیں تھا ترک کر دیا۔ بہر حال مندجہ بالا اقتباسات میں سب سے زیادہ جامع اور مکمل تذکرہ ڈاکٹر صاحب کا ہی ہے ۔انکے علاوہ باقی رطب و یابس کا شکار ہیں ۔ان مورخین اور تذکرہ نگاروں کے علاوہ بھی جنہوں نے ذکر خیر کیا ہے۔ انکی فہرست خاصی طولانی ہے ۔جن میں سرفہرست مورخ لاہور محمد دین کلیم لاہوری ۔مولنا نور محمد چشتیؒ صاحب تحقیقات چشتی ۔اور دیگر کئی تذکرہ نگار ہیں۔ مگر چونکہ کوئی بھی ان میں کوئی نئی معلومات بہم نہیں پہنچا سکا لہٰذا ان کو شامل نہیں کیا گیا۔ کم و بیش یہی روایات ہی دہرائی گئی ہیں۔

......❀......❀......❀......

Marfat.com

فصل سوم:

﴿ یہ فصل آنجناب شاہ چراغ کے نام و نسب ، احوال ، اقوال اور آپ کے متعلقات پر مشتمل ہے۔ ﴾

آپ کا نام و نسب

آپکانام: عبدالرزاق تھا۔

القابات وخطابات:

بندگی، کاشفِ حقیقت، غواص معرفت مگر شاہ چراغ کے نام سے شہرت پائی۔

چونکہ آپ کے دادا سید عبدالقادر الثالث حیات تھے جب آپکی ولادت ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ:

''درخانہ ما چراغ روشن شد''

''کہ میرے گھر میں چراغ روشن ہوا ہے۔''

پیر سید عبدالقادر جیلانی مدظلہٗ [☆] روایت کرتے ہیں کہ پہلے آپؒ کا نام ''عبدالقادر'' رکھا گیا، جیسا کہ روایت چلی آ رہی تھی۔ مگر آپ کی دادی صاحبہ (جو غالباً حجرہ شاہ مقیم والے خاندان سے تھیں) انہوں نے آپ کا نام نامی اپنے جدِ بزرگوار سید عبدالرزاق بن غوث اعظمؓ کے نام مبارک کی نسبت سے ''عبدالرزاق'' رکھا۔[☆]

[☆] پیر سید عبدالقادر شاہ گیلانی کا شجرہ نسب کچھ اس طرح ہے۔

سید عبدالقادر بن سید ولایت علی شاہ بن سید مہتاب علی شاہ بن سید نور حسین بادشاہ بن سید حسنین علی شاہ بن سید امیر علی شاہ گیلانی بن سید مردان علی شاہ بن سید سلطان علی شاہ بن سید محی الدین احمد بن سید شمس الدین بن حضرت سید داتا شاہ چراغ گیلانی، لاہوری۔

Marfat.com

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت شہنشاہ جہانگیر کے عہد کے ابتدائی سالوں یعنی 1013ھ یا 1014 ہجری میں ہوئی۔

تربیت کے ابتدائی مراحل:

آپ نے بیک وقت اپنے خاندان کے تین بڑے مشائخ سے تربیت حاصل کی۔ سات سال کی عمر میں بیعت تبرک اپنے جد مکرم سید عبدالقادر الثالث سے کی۔ ان کی وفات کے بعد تجدید بیعت اپنے والد ماجد سید عبدالوہاب سے کی۔ پھر اس کے بعد بیعت صحبت اپنے برادر محترم سید زین العابدین سے کی۔ اور تاحیات ان کی صحبت سے مشرف رہے۔ دیکھیے مشائخ سلسلہ کے شجرہ طریقت کے اشعار۔

داتا حسنین سائیںؒ بانی شیخو شریف اپنی سی حرفی میں لکھتے ہیں۔

ث۔ ثناء تن صفاماہ بلاغ۔ ہادی ہیں عبدالرزاق شاہؒ چراغ
ج۔ جابجا زین العابدینؒ بادشاہ۔ شریعت طریقت حقیقت معرفت میں ہمراہ
چ۔ چمن حسن کے باغ مراد۔ سید عبدالوہابؒ سرود و دلکشاد

سید انور علی بن سید صفدر علی شاہ گیلانی دیپالپوری لکھتے ہیں۔

یاالٰہی از طفیل شاہ زین العابدین۔ مجھ پہ آساں کر تمامی منزل دنیا و دین
یاالٰہی از طفیل سید شاہ چراغ۔ بعد مردن مجھکو دکھلا خلد کے انہار و باغ

پیر محمد کرم حسین حنفی القادری لکھتے ہیں۔

از پئے عبدالوہابؒ، عابدؒ و عبدالرزاقؒ۔ رزق پاکیزہ عطا کر مصطفیٰؐ کے واسطے

Marfat.com

اسی خاندان کے چشم و چراغ حضور قبلہ شیخ سید افضال حسین گیلانی القادری فرماتے ہیں۔

قطب الاقطاب دو عالم کے لیے شاہ زین العابدین کے واسطے
از پئے شاہ چراغ نامور میری فریاد سحر منظور کر

......☆☆☆......

Marfat.com

فصل چہارم:

(اس فصل میں حضرت شاہ چراغ کے شیخ و مرشد کا ذکر کیا گیا ہے۔)

آپکے مرشد صحبت اور پیر طریقت

آپؒ نے بیعت اپنے برادرِ مکرم سید زین العابدینؒ کی فرمائی، اسی لئے ہم یہاں مختصراً انکا تعارف بھی نقل کرتے ہیں۔

سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

برہان الصالحین، غیاث المسلمین، راحت المریدین، علاوالدین، آپ سید عبدالوہابؒ کے بیٹے اور سید عبدالقادر ثالثؒ کے پوتے تھے۔

ولادت:

آپ لاہور میں پیدا ہوئے۔ سن وصال کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ دادا کے وصال کے وقت آپکی عمر ۱۲ سال تھی، سو...... دادا کا وصال ۱۰۲۲ھ میں ہوا۔ لہذا آپ کی پیدائش ۱۰۱۰ھ میں بعہد اکبر بادشاہ ہوئی۔

اپنے والدؒ سے ہی خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اور اپنے دادا سید عبدالقادر ثالث کی زیارت سے بھی باہوش وحواس فیض یاب ہوئے۔ آپ کا اور حضرت میاں میر قادریؒ (متوفی ۷ ربیع الاول ۱۰۴۵ھ) کا زمانہ ایک ہے۔ اگرچہ تذکروں میں آپ کی ملاقات ثابت نہیں مگر یہ بھی ممکن نہیں کہ دو مقتدر ہستیاں جو ہم مشرب ہوں، ایک ہی جگہ رہتے ہوئے ایک دوسرے سے بے خبر رہیں۔ مغل شہزادگان بھی آپکا بے حد احترام کرتے تھے۔

ازواج و اولاد:

آپ کی زوجیت کا جو ذکر صاحب شجرۃ الانوار نے کیا ہے، وہ یوں ہے: ''عقب

Marfat.com

مخدوم سید حامد گنج بخش کلاں بن سید عبدالرزاق اند دو پسر و سہ دختر معقب اند عبدالقادر و شیخ موسیٰ شہیدؒ و دختر بی بو بوزوجہ سید علاؤ الدین بن سید عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر ثالث بن سید محمد غوث بالا پیر ساکن ست گھرہ بن سید زین العابدین''۔(یہاں علاؤ الدین سے مراد زین العابدین ہیں)۔

[38:136]

مگر احقر راقم کو اس سے اتفاق نہیں۔ کیونکہ مندرجہ بالا بی بی سیدۃ تو انکے دادا عبدالقادر ثالثؒ کی ہم عصر اور سید موسیٰ پاک شہید کی بہن ہیں۔ ایسا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ سید عبدالقادر ثالث کا سن وصال ۱۰۲۲ھ، اور حضرت موسیٰ پاک شہید کا سن وصال ۱۰۰۱ھ ہے،......لہذا انکی ہمشیرہ کا بھی اسی کے ارد گرد قریب ہونا چاہیے...... جبکہ سید زین العابدین کی تو پیدائش ان کے وصال کے قریب قریب پڑتی ہے۔ کیا ایسا ممکن ہوسکتا ہے......؟

احقر اپنے پیران سلسلہ کے بارے میں ایک حرف بھی کم و بیش لکھنا مناسب نہیں سمجھتا البتہ ایک ممکنہ صورت تو بیان کرنے کا حق رکھتا ہے۔

وہ یہ کہ ناموں کا تفاوت بھول چوک کا سبب بن سکتا ہے۔

(۱) سید محمد حامد شمس الدین بن سید عبدالقادر ثالث اوچوی بن سید حامد محمد جہاں بخش کلاں بن سید عبدالرزاق اچویؒ، کی اولاد کا ذکر صاحب شجرۃ الانوار نے کرتے ہوئے لکھا ''سہ پسر و سہ دختر''......

[38:137]

آگے دو صاحب زادیوں کی زوجیت کا ذکر کیا اور تیسری کا مخفی کر دیا، اور نام بھی نہیں ظاہر کیا۔ دوسری جگہ:

(۲) سید حامد گنج بخش بن سید موسیٰ پاک شہیدؒ بن سید مخدوم حامد جہاں بخش بن سید عبدالرزاق اچویؒ ......انکا عقب بیان کرتے ہوئے بھی لکھا: ''یک پسر و یک دختر''...... [38:139]

......اور بی بی کا نام لکھا مگر انکی زوجیت کا ذکر نہیں کیا۔

Marfat.com

اب ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مندرجہ بالا دو بیبیوں میں سے ایک سید زین العابدین کے عقد میں تھیں ۔ چونکہ دونوں ہی آپ کی ہم عصر اور دونوں کے والد کا نام بھی سید حامد ہے۔لہذا صاحب شجرۃ الانوار سے یہیں تسامح واقع ہوا۔

اولاد :

انہیں سیدہ کے بطن سے ایک صاحبزادہ پیدا ہوا......اور عین عالم جوانی میں رحلت ہوگئی،نام ''سید مسعود'' تھا۔

خرقہ خلافت :

اپنے والد سے حاصل کیا۔ انکے بعد سجادہ نشین ہوئے ۔تب آپکی عمر ۲۷ سال تھی۔ مؤرخین نے آپ کی سجادگی کا ذکر نہیں کیا......وہ لوگ آپکے چھوٹے بھائی سید عبدالرزاق داتا شاہ چراغ لاہوری کو سمجھتے ہیں مگر ہمارے سلسلہ کے اکابر مشائخ نے آپ کی سجادگی اور روحانی برتری کا ذکر بڑے واضح الفاظ میں کیا ہے جو سابقہ سطور میں گزر چکا ہے۔

کلمات طیبات:

آپ فرماتے جاہل سے عالم اور عابد سے عارف بہتر ہے۔

(بعض کا خیال ہے کہ ،عابد سے خود کی طرف اور عارف سے عبدالرزاق اپنے برادر خورد کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔)

آپ کا خاص ورد لا الہ الا ھو تھا۔یہی ورد مریدین کو مختلف طریقوں سے تلقین فرماتے۔

وفات:

آپ کی وفات کے متعلق ابھی تک سن وسال کا تعین نہیں ہوسکا۔بہر حال یہ یقینی بات ہے کہ سید عبدالرزاق شاہ چراغ سے چند سال پہلے رحلت فرمائی۔

مزار شریف اندرون گنبد مقبرہ داتا شاہ چراغ متصل ہائی کورٹ لاہور میں واقع ہے۔

Marfat.com

فصل پنجم:

〈اس میں بقیہ متعلقات و معمولات سیدنا شاہ چراغ بیان کیے گئے ہیں〉

محلہ رسول پورہ کی اصل حقیقت:

اسکی وضاحت کیلئے ہم تاریخ ملتان از مولنا نور احمد فریدیؒ کا اقتباس پیش کرتے ہیں:

''ساون کے دن تھے، بڑے زور کی بارشیں ہو رہی تھیں، ملتان سے لاہور جانا ہفت خوانِ رستم طے کرنے سے کم نہیں تھا۔ اتفاق سے حضرت مخدومِ ثانی قدس اللہ سرہٗ نے بھی لاہور جانے کا ارادہ فرمایا۔ نواب لنگر خان بھی اپنے لشکر سمیت آپ کا شریک سفر ہو گیا۔ اور حضرت سے عرض کی۔ ''دعا فرمائیں تا کہ راستے میں بارش کی وجہ سے لشکر کو کسی مصیبت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ حضرت مخدوم ثانی قدس سرہٗ نے قلم دوات اور کاغذ طلب کیا اور ایک تعویذ تحریر فرمایا اور لنگر خاں کے حوالے کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پورے لشکر میں یہ منادی کروا دو کہ اِس تعویز کے قریب تر ہو کر چلیں۔ ان شاء اللہ آفتِ بادِ باراں سے محفوظ رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دائیں بائیں اور پیچھے بارش ہوتی رہی مگر لشکر اور قافلے پر ایک بوند تک نہ پڑی، یہاں تک کہ حضرت مخدوم اور نواب لنگر خاں لاہور پہنچ گئے۔[21:49:2]

یہاں پہنچ کر مخدومِ ثانی نے ستگھرہ سے پوتے (سید محمد غوث بالا پیر) کو طلب فرمایا اور لنگر خاں کا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دے کر تاکید فرمائی کہ اِس پر خاص توجہ رکھنا پھر اس کے بعد لنگر خاں دہلی پہنچ کر بابر بادشاہ کے حضور باریاب ہوا اور لاہور کا صوبیدار (گورنر) بن کر لوٹا''۔

''لاہور میں لنگر خاں کو جو وسیع رقبہ عطا ہوا تھا۔ وہاں نواب مذکور نے اپنے لئے اور

Marfat.com

اپنے لڑکوں اور دوسرے عزیزوں کیلئے محلات تعمیر کروائے اور اِن کے اردگرد ایک محلّہ آباد کیا جس میں زیادہ تر بلوچ تھے۔ یہ تمام آبادی گزرگاہ لنگر خاں کہلاتی تھی"۔

"لنگر خان کے پیر طریقت سید محمد غوث بالا پیر امیر علیہ الرحمتہ والسلام ستگھرہ میں رہتے تھے، اس نے انہیں بھی لاہور میں قیام کرنے کی پُرزور درخواست کی اور اپنے محل کے متصل اِن کیلئے مکانات اور خانقاہ تعمیر کروائی۔ اس آبادی کو حضرت مخدومِ ثانی قدس سرہٗ نے پسند فرما کر محلّہ رسول پورہ سے موسوم کیا"۔[21:49:2]

سعادت حج بیت اللہ:

آپ نے حج بیت کی سعادت بھی حاصل کی اور وہاں کبار مشائخ سے فیوض و برکات حاصل کیں۔

سیروسیاحت:

حضور بالا پیرؒ کے بعد آپ نے سیر و سیاحت میں خاصا اہم مقام پایا۔ کئی بار سفر حج بھی فرمایا۔

ازواج واولاد:

آپ کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی زوجہ سیدہ کا نام بی بی جمال زہرہ بنت سید رحمت اللہ بن سید میر میراں بن سید مبارک حقانی بن سید محمد غوث اچوی حلبی تھا۔ ان سیدہ کے بطن سے تین صاحبزادے، سید نور محمد غائب (لاولد)، سید مصطفیٰ، سید محمود، پیدا ہوئے۔ دوسری زوجہ سیدنا عبداللہ ربانی کے خاندان سے تھیں۔ ان کے بطن سے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ صاحبزادگان کے نام یہ تھے' سید اسماعیل' سید شمس الدین' سید عبداللہ اور سید نصر اللہ۔ یہ چھے صاحبزادے صاحب اولاد ہوئے۔[102]

شہنشاہ شاہ جہان کی عقیدت مندی:

Marfat.com

شاہ جہان آپ سے خاص عقیدت رکھتا تھا اور آپ کے ہاں اکثر حاضری دیتا۔ اسی عقیدت مندی کی بنا پر وہ آپ کے کسی صاحبزادے کے نکاح میں اپنی شہزادی کو دینا چاہتا تھا۔ مگر آپ نے اس بات کو ناپسند فرمایا، شاید اس وجہ سے کہ فقیر اور بادشاہ کا کیا جوڑ۔ چنانچہ چند دن بعد وہ شہزادی رحلت کر گئی۔ اس کے بعد بادشاہ نے سلطان پور ریاست کپورتھلہ میں موجود ایک جاگیر آپ کی نذر کی جسے آپ نے قبول فرمالیا اور بادشاہ کو دعائے خیر و برکت دی۔ یہ جاگیر بعد میں آپ کے صاحبزادگان کے استعمال میں رہی۔ آپ کے کئی پڑپوتوں کی مزارات اب تک وہیں پر ہیں۔[100]

شہرت ومقبولیت:

آپ ولی کامل، اور بہت زیادہ شہرت و مقبولیت کے مالک تھے۔ جہاں لاہور اور اس کے اردگرد کے علاقوں کے لاکھوں انسانوں کی آواز تھی وہاں آپ بادشاہوں کے دربار میں بھی نہایت باعزت اور اعلیٰ درجے کے مالک تھے۔ عوام وخواص سب آپ کی بزرگی کے قائل اور آپ کی دیوانے تھے۔[22]

کشف و کرامات

کرامت، ولی اللہ ہونے کیلئے ضروری نہیں، مگر کرامت کیلئے یہ ضروری ہے کہ ولی اللہ سے ہی ظاہر ہو، ورنہ وہ کرامت کہلانے کی مستحق نہیں ہے۔ یہاں تبرکاً چند ایک مرقوم ہیں۔

ایک سوداگر سید عبدالوہابؒ کا مرید تھا اسکا بیٹا تجارت کی غرض سے کعبۃ اللہ کی جانب گیا جب واپس لوٹا تو سید عبدالوہابؒ کی بارگاہ میں پہنچا اور عرض کی سید عبدالرزاقؒ کہاں تشریف فرما ہیں حالانکہ آپ کی ولادت باسعادت اس سوداگر کے جانے کے بعد ہوئی تھی لوگ اس سوال پر حیران ہوگئے اور اس سے کیفیت پوچھی تو اس نے کہا کہ ہمارا جہاز قلزم میں تباہ ہو رہا تھا وہاں سے جناب غوث الاعظمؒ کی بارگاہ میں فریاد کی تو آپ نے اپنے بیٹوں کو حکم فرمایا تو اسی لمحے وہ ظاہر

Marfat.com

ہوئے اور اپنے دستِ مبارک سے جہاز کو تباہی سے بچالیا جب میں نے یہ کرامت دیکھی تو پوچھا کہ آپ کا نام اور مقام کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا میرا نام عبدالرزاق ہے اور میرے والد گرامی کا نام سید عبدالوہاب اور وطن لاہور جب یہ بات سید عبدالوہاب تک پہنچی تو آپ نے فرمایا میرے گھر میں چراغ پیدا ہوا ہے اسی دن سے آپ کا یہ نام مخلوق خدا میں مشہور ہو گیا۔ چنانچہ حرمین شریفین اور بغداد وغیرہ میں اسی نام سے پکارے جاتے تھے۔

حج سے واپسی کے بعد چار سال بغداد میں ٹھہرے ہر سال حضور غوث الاعظمؒ کے عرس میں شمولیت کرتے۔ جب آپ پہلی مرتبہ روضہ متبرکہ پر تشریف لائے تو مجاوروں نے سنا کہ یہ حضرت غوث الاعظمؒ کی فرزندی کا دعویٰ کرتا ہے تو انہوں نے امتحان کی غرض سے آپ سے کہا کہ اگر آپ واقعی حضور غوث الاعظمؒ کے فرزند ہیں تو بغیر چابی کے تالا کھولیے، آپ نے ہاتھ لگایا، تالا کھل گیا۔ حاضرین حیران ہو گئے۔ رات کو ایک مجاور جسکا حضور غوث پاکؒ سے باطنی تعلق تھا، اسے خواب میں فرمایا کہ فلاں مصحف میرے بیٹے سید عبدالرزاق کو دے دو۔ اس نے آپ کو وہ مصحف دیا۔ [20:206]

شاہ دولہ دریائی اور حضرت داتا شاہ چراغ:

حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی بھی آپ کے ہمعصر ولی اللہ تھے جو آپؒ سے والہانہ محبت وعقیدت اور گہرے روابط رکھتے تھے۔ اک خصوصی قلبی لگاؤ کے تحت انکا آپ کی خانقاہ میں آنا جانا تھا۔ تفصیلاً کسی مصنف نے حالات بیان نہیں کیے ورنہ دو دریاؤں کے ملنے سے جانے کیا کیا جواہر نکلتے ہونگے۔

حضرت شاہ دولہ دریائی نہ صرف آپ کی بارگاہ میں بلکہ بعد ازاں آپ کے فرزند سید مصطفیٰ گیلانیؒ کی خدمت میں بھی آتے رہے، حضرت شاہ چراغ کے پوتے سید مجتبیٰ بن سید مصطفیٰ اپنی کتاب ''عین التصوف'' میں آپ کی تشریف آوری کا ذکر کچھ اس طرح قلمبند فرماتے ہیں: ''شاہ

Marfat.com

دولہ گجراتی☆ ...... معمر بودند تا صد سالہ رسیدہ است...... دست شفقت بر سر فقیر مالیدہ بودند و شرینی عنایت کردند قبلہ گاہی (سید مصطفیٰ گیلانی) راتنہا بہ حجرہ خود بردہ چیزی کلمہ کلام فرمودند معلوم نہ شد الآں در قصبہ گجرات خرد (است)۔'' [20:133]

☆ آپ شمار حضرت داتا شاہ چراغ کے نہ صرف معاصرین میں ہوتا ہے بلکہ باہمی تعلق و روابط کی بھی اطلاع ملتی ہے۔ حضرت شاہ دولہ کئی بار لاہور میں حضور شاہ چراغ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب حضور گجرات تشریف لے گئے تو وہاں بھی شرف حضوری سے ہمکنار رہے۔

''کرامت نامہ محمد چراغ قادری'' کے بقول حضرت شاہ دولہ کا سال ولادت اکبر کے پچیسویں سال جلوس کے مطابق ۹۸۸ھ قرار دیا۔ گجرات آمد کے حوالے سے ایلیٹ نے لکھا ہے کہ ۱۰۲۲ھ میں وارد گجرات ہوئے ''خلاصۃ التواریخ از سبحان رائے بٹالوی'' کے مطابق آپ کا وصال سترہ عالمگیری سال جلوس یعنی ۱۰۸۵ھ میں ہو، مزار شریف پر بھی یہی سنِ وصال اس شعر کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

بتوحید آں عارفی برگزیدہ   بگو شاہ دولہ بجنت رسیدہ

یہاں شاہ دولہ ''بجنت رسیدہ'' کے عدد ۱۰۸۵ بنتے ہیں۔ بعض تذکروں میں آپ کو سلسلہ سہروردیہ کا بزرگ بتایا گیا ہے۔ آپ کے معاصر محمد چراغ قادری نے ''کرامت نامہ'' میں نہ صرف خود کو قادری لکھا ہے، بلکہ اپنے والد مراد کو بھی شاہ دولہؒ کے حلقہ نشینوں میں شمار کیا ہے۔ یہ بھی آپ کے سلسلہ قادریہ سے وابستہ ہونی کی ایک دلیل ہے ''مقامات محمود'' میں آپ کو مشائخ قادریہ میں شمار کیا گیا ہے اور ''احوال العارفین'' میں آپ کو سلسلہ سہروردی قادریہ دونوں سلاسل سے فیض یافتہ بتایا گیا ہے۔ اس معاملہ میں بہر حال مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ اگرچہ عرفانی لحاظ سے یہ بات زیادہ اہم نہیں ہے کہ کوئی عارف کس سلسلہ عرفان سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ سب سلسلے بالآخر ایک ہی سمت کو جاتے ہیں اور ایک ہی مقام تک پہنچنے کی کوششیں ہیں۔ نیز ایسی مثالیں میں بھی موجود ہیں کہ بعض صوفیاء نے ایک سے زیادہ سلسلوں میں بیعت کی۔

Marfat.com

آپ کے عہد مبارک کی تین اور دلچسپ شخصیات:

اس زمانہ میں تین شخصیات اور بھی ہوئیں جو نہایت ہی دلچسپ تھیں۔ان میں دو، تو شاہ جہاں کے بیٹے شہزادہ داراشکوہ اور شہزادہ (اورنگ زیب) محی الدین عالمگیر ہیں۔

شیخ محمد اکرم رود کوثر میں رقمطراز ہیں''

''اور انکی طبیعتوں میں بُعد المشر قین تھا۔داراشکوہ، اورنگزیب دونوں مذہب میں دلچسپی لیتے تھے، لیکن ان کے مذہب میں زمین وآسمان کا فرق تھا، داراشکوہ آزاد خیال صوفیوں کا پیرو تھا ......اور اورنگزیب متشرع بلکہ متشدد علماء کا۔'' [28:455]

داراشکوہ شہنشاہ کی پہلی نرینہ اولاد تھا۔اس سے پہلے بیٹیاں ہی پیدا ہوتی تھیں۔یہ خواجہ اجمیرؒ کے خصوصی تصرف سے ہے۔جب وہاں بادشاہ نے منت مانی۔۳۰ مارچ ۱۶۱۵ء کو پیدا ہوا۔اسے صوفیاء سے خصوصی لگاؤ تھا۔حضرت ملا بدخشی کی بیعت کی اور پہلے صوفیاء کے احوال پر ایک کتاب ''سفینۃ الاولیا'' تصنیف کی اسکا سن تکمیل ۱۶۴۰ء ہے۔اسکے بعد حضرت میاں میرؒ کے احوال پر سکینۃ اولیاء مکمل کی۔خود بھی وجودی مسلک کا اعلیٰ شاعر تھا۔قادری تخلص کرتا تھا۔شعر ملاحظہ ہو۔

؎ ہر خم پیچے کہ شد از تاب زلف یار است
دام شد، تسبیح شد، زنجیر شد، زنار شد

اس سے مفر نہیں کہ اب تک مغلیہ شاہوں نے سوائے سلطنت بڑھانے اور باغات اور قلعے تعمیر کرنے یا تاج محل سجانے کے علاوہ کچھ علمی خدمات سرانجام نہیں دیں۔

یہ پہلے دو شہزادے ہیں جنہوں نے بالترتیب تصوف وطریقت اور فقہ وشریعت پر علمی کام بھی چھوڑا اور سختی سے عمل پر بھی زور دیا۔

رسالہ حق نما، سفینۃ الاولیاء، فتاویٰ عالمگیری اس دور کی یادیں ہیں اور اسکے علاوہ بھی بے شمار۔

Marfat.com

تیسری اور اہم شخصیت ایک ننگا سرمد ہے (سعیدائے سرمد) جو یہودی الاصل تھا مگر مشرف با اسلام ہو کر یہاں ہندوستان آیا اور آتے ہی ایک ہندو لڑکے ''ابھے چند'' کو دیکھتے ہی خود رفتہ ہو گیا۔ ننگا ہو کر سرمستی میں پھرنے لگا۔[94]

اسی کا شعر ہے:

نمی دانم دراین چرخ کہن دیر
خدائے من ابھے چنداست یاغیر

کبھی کبھی غیر معمولی ہونا بھی انسان کیلئے ایک مسئلہ بن جاتا ہے غیر معمولی انسانوں کو دنیا برداشت نہیں کرتی۔ اس ننگے کی وجہ سے جو اکثر عقل و دانش کی باتیں کرتا تھا اور اس کی داراشکوہ سے بھی مصاحبت تھی صوفیا کے حلقوں میں پھر ایک بار ہل چل مچ گئی۔ دربار اور درباری ملاؤں میں وہی بے چینی محسوس ہونے لگی جیسی حسین بن منصور حلاج کی وجہ سے دربار بغداد اور اس کے امراء نے کی تھی۔ بغداد بھی مدینۃ الاولیاء تھا اور ادھر دہلی اور لاہور بھی اسی شان کے مالک تھے۔ درباری علماء کو، ان کی دیوانگی سے زیادہ ان کی فرزانگی سے خوف آتا تھا۔ اور صوفیاء کو یہ شکوہ تھا کہ سربستہ راز جن سے یہ واقف ہو گئے تھے، تو ان کو کھولنا نہ چاہیے تھا۔

تھا انا الحق، حق مگر، منصور کو یہ کہنی نہ تھی
یار کی محفل سے باہر یار کی محفل کی بات

مگر سوچنے کی بات ہے کہ ایسے دیوانے ہزاروں ہیں جو بازاروں میں برسرعام جو جی میں آئے کہتے پھرتے ہیں۔ مگر دار......! صرف ان کا مقدر کیوں بنی......؟ کیا کوئی اور محرکات بھی تھے؟............ہاں......عریانیت سے زیادہ سرمد کو دارا کی مصاحبت لے ڈوبی ......جس طرح بغداد میں ابن منصور کی سرمستی کو درباری امراء کی بدمستی'' حالانکہ دیوانوں سے کسی جاہ پسند کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

سرمد کی یہ رباعی دیکھئے:

سرما بگزشت و ایں دل زار هماں
گرما بگزشت و ایں دل زار هماں
القصه تمام گرم و سرد عالم
برما بگزشت و ایں دل زار هماں

بہرحال سرمد کے سر دار جانے سے تصوف کے مراکز میں ایک بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔

اتباع سنت:

صاحب شجرۃ الانوار نے ان الفاظ میں ذکر کیا:

بندگی حضرت عبدالرزاق بن سید عبد الوہاب بن سید عبدالقادر ثالث از بزرگ ترین سادات است حج هم فرمودند وچون متولد شدند جد بزرگوار در قید حیات بوده فرمودند درخانه ما چراغ روشن شد واقعی این چراغ این خاندان بودند شاهجهان بادشاه یکی از معتقدان ونیاز مندان جناب بوده هر چند خواست که یکی از فرزندان ایشان دختر خود منسوب کند قبول نفرمودند هر سال هفدهم ماه ربیع الثانی انبوهی عظیم بر مزار ایشان میشود در سنه هزار و شصت وهشت بیست ودویم شهر ذی قعده بجنت فرامیدند گنبد لنگر خان بنام نامی ایشان مشهور است گرچه جد و پدر بزرگوار ودیگر اعمام درهمان گنبد اسوده اند معقب۔ [38:143]

لاہور کے مشہور و معروف مؤرخ، مفتی غلام سرور آپ کے مناقب اور محامد کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

Marfat.com

"جامع بود میان علوم ظاہری و باطنی، شرافت و نجابت وسیادت وشجاعت وسخاوت، فرقہ ارادت وخلافت ازپدر بزرگوار خود داشت"۔ [41]

حضرت داتا شاہ چراغ کی تبلیغی خدمات..........

گجر، وینس اور گکھڑ اقوام کا قبول اسلام:

پیر سید عبدالقادر شاہ گیلانی روایت کرتے ہیں کہ گجر قوم اول حضرت بابا فریدالدین مسعود کے دست اقدس پر مسلمان ہوئی، گرونانک کے عہد میں یہ قوم اس کی طرف مائل ہوگئی، دوبارہ دولت اسلام اس قبیلہ کو حضرت شاہ چراغ کے وسیلہ سے نصیب ہوئی۔ اس زمانے گجرات میں انکی آبادیاں تھیں [☆] حضرت شاہ چراغ وہاں بھی تشریف لے جاتے رہے۔ آج کل کے شہر گجرات میں جہاں گول چوک ہے، حضرت شاہ چراغ یہاں ٹھہرے تھے۔ صدیوں سے گجر قوم کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ حضرت شاہ چراغ کے عرس مبارک پر چراغ روشن کرکے اپنی حاضری پیش کرتے ۞۔ بلکہ ان کے ہاں یہ روایت چلی آرہی تھی کہ جو شخص حضرت شاہ چراغ کی خانقاہ مبارکہ پر

[☆] اس زمانہ کے گجرات کی حیثیت جاننے کیلئے مغل بادشاہ جہانگیر کا بیان بڑا معتبر ہے:
"جمعرات ۴ ذی الحج کو چنڈالہ کے مقام پر قیام کیا، وہاں سے روانہ ہوکر حافظ آباد سے ایک منزل پہلے میر قوام الدین کروڑی کے تیار کردہ مقام پر قیام کیا، اسکے بعد پل باندھ کر دریائے چناب کو عبور کرکے گجرات پرگنے میں قیام کیا، میرے والد بزرگوار (جلال الدین محمد اکبر) کشمیر جاتے ہوئے یہاں ایک قلعہ تعمیر کرواکر گوجروں کو آباد کرگئے تھے، اس لئے اس کا نام "گجرات" پڑ گیا۔ گوجر قوم کے لوگ نوکری نہیں کرتے، انکی گزراوقات اکثر دودھ دہی پر ہے۔ [47:91]

۞ ایک کیپٹن صاحب جو گجر قوم سے ہیں انہوں نے اپنی ایک کتاب میں بھی یہ اعتراف کیا ہے، راولپنڈی کے مضافات میں رہتے ہیں۔ ابھی تک ان کی کتاب اوران تک رسائی نہیں ہوسکی؛ بس زبانی روایت ہی ملی ہے۔]

Marfat.com

سو(۱۰۰) چراغ روشن کرتا ہے، گجر قوم میں اسکی چودھراہٹ بدستور قائم رہتی ہے۔[101]

مزید بتایا کہ ''وینس'' قبیلہ بھی سیدنا شاہ چراغ کے دست انور پر اسلام لایا، مضافات راولپنڈی و اسلام آباد میں آج تک ایسے کئی وینس گھرانے موجود ہیں، وہ پشت ہا پشت سے ہمارے خاندان کے مرید چلے آتے ہیں۔

گکھڑ قوم بھی حضور سیدنا داتا شاہ چراغ کے ذریعہ سے اسلام لائی' بعد میں اس خاندان سے حضور کی رشتہ داریاں بھی رہیں۔ آنجناب کے پوتے سید محی الدین بن سید شمس الدین، کی شادی سلطان سارنگ گکھڑ [۞] کی بیٹی ''بی بی فاطمہ'' سے ہوئی۔[101]

ملفوظات عالیہ

☆ تقویٰ اختیار کرو، کہ یہی بہترین زیور ہے۔

☆ جو چیز دل میں کھٹکا پیدا کرے، اسے چھوڑ دو۔

☆ بادشاہوں کی درباری سے بچو، کہ قناعت پسندی کا جذبہ آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے۔

☆ اوّل عمر کی فرصت آوارگی کو جنم دیتی ہے جبکہ اخیر عمر کی فرصت نعمت ہے۔

☆ آپ اکثر فرماتے کہ درگاہوں میں لنگروں کی بھرمار کرو، یہی بہترین اسلام اور خانقاہی نظام ہے۔

☆ فرماتے کہ کھالینا، گندگی ہے اور کھلا دینا، بندگی ہے۔

☆ فرماتے: درگاہوں کا کھانا چند وجوہ کی بنا پر سب سے افضل کھانا ہے۔

☆ اسمیں فقراء زیادہ شامل ہوتے ہیں۔

☆ یہ کھانا بلاتفریق اور تخصیص کھلایا جاتا ہے۔

[۞] اسکا نام سلطان سارنگ نہیں بلکہ مبارک گکھڑ راجہ پوٹھوہاری تھا۔[38:149]

Marfat.com

☆ یہ کھانا بلا قیمت کھلایا جاتا ہے۔

☆ یہ کھانا سیر ہو کر کھایا جاتا ہے چونکہ اسمیں کسی قسم کی پابندی کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔

☆ یہ کھانا محض رضائے الٰہی کیلئے کھلایا جاتا ہے۔ ❁

☆ یہ کھانا حلال، طیب اور پاکیزہ ذرائع سے حاصل ہوتا ہے۔

☆ اسکے کھانے کے بعد کسی قسم کے احسان کا بوجھ نہیں اٹھانا پڑتا' نہ ہی کسی کا شکریہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

☆ فرماتے کہ موسیٰؑ کی سنت میں بادشاہوں سے ہمیشہ قول لیّن سے بات کرو، یعنی نرمی سے۔

☆ جلوت سے خلوت بہتر ہے کہ اپنے نفس کے عیوب دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ اور جلوت عُجب ہے۔

☆☆☆

سجادہ نشینان درگاہ اقدس:

(۱) مخدوم سید مصطفیٰ : آپ کے صاحبزادے [سن وصال، ۱۳ شعبان، ۱۰۶۵ھ]

(۲) مخدوم سید محمود بن داتا شاہ چراغ [سن وصال، بدھ جمادی الاوّل بوقت دوپہر ۱۰۸۶ھ]

(۳) مخدوم سید مجتبیٰ بن سید مصطفیٰ [سن وصال، ۱۱۲۳ھ]

(۴) مخدوم سید ابوالنصر فضل الدین شہید [سن وصال، ۱۱۲۸ھ]

(۵) مخدوم سید پیر بخش، لاولد [سن وصال، ۱۱۸۰ھ]

❁ صحابہ نے پوچھا: ای الاسلام خیر ۔ قال : تطعم الطعام و تقرئ السلام علی من عرفت و من لم تعرف ۔ کہ یارسول اللہ ﷺ کونسا اسلام بہتر ہے فرمایا: کھانا کھلانا اور سلام کہنا خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہے۔) [کتاب الایمان:2]

Marfat.com

یہاں درگاہ کی اصل سجادگی اباؤ جداً اختتام پذیر ہوئی۔ مخدوم سید پیر بخش اپنے بعد اپنے دادا سید مجتبیٰ کے نامزد خلیفہ اور رشتہ کے بھتیجے سید امام حیدر بخش کے فرزند سید حسن بخش داتا حسنین کو سجادگی سپرد کرنا چاہتے تھے۔ مگر اُدھر سے مخدوم شیخ صدرالدین چراغ بن شیخ محمد بن زین العابدین بن عبداللہ بن داتا شاہ چراغ نے دعوی کیا۔ بالآخر آپ خاموش ہو گئے چونکہ تپ کے مریض تھے اور فیصلہ اپنا اپنے خالق و مالک کے سپرد کر دیا۔ جناب حسنین کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا: ''دل تنگ نہیں کرو، میں وہ دن دیکھ رہا ہوں جب سجادگی چل کر تمہارے دروازے تک آئے گی''۔

آپ کے وصال کے بعد لاہور کی خانقاہ ویران ہوگئی۔ مخدوم صدرالدین سلطان پور لودھیاں ریاست کپورتھلہ چلے گئے۔ کچھ ہی سالوں بعد جب حسنین سائیں واپس لوٹے تو جناب عبداللہ سخی سیدن سائیں گیلانی بن سید عبدالقادر بن سید مجتبیٰ نے آپ کی بیعت کر لی۔ اور سجادہ نشینان سلطان پور کا نسب چند پشتوں بعد منقطع ہو گیا۔ جناب حسنین کا مقدر اپنے پیر و پدر (امام حیدر بخش) اور پیشوا و راہنما (سید پیر بخش) کی دعاؤں سے یوں چمکا کہ آپ کے پوتے سید عبدالرزاق شیخوئیؒ تک ایسا عروج آپ کی اولاد کو نصیب ہوا...... کہ تمام اولاد بالا پیر اور داتا شاہ چراغ میں کوئی بھی آپ کا ہمسر اور ہم پلہ نہ رہا۔ نہ صرف اولاد بالا پیر بلکہ بندگی سید مبارک حقانیؒ کے مقتدر افراد نے بھی اسی سلسلہ میں بیعت کر لی۔ حسنین سائیں نے اپنے وقت میں سجادگی پھر سید مجتبیٰ کی اولاد میں منتقل فرمادی۔ یعنی سخی سیدن عبداللہ کو دونوں درگاہوں کا سجادہ نشین مقرر فرمادیا اور خود گوشہ نشینی اختیار فرمالی اور اپنی اولاد کو بھی درگاہ کی سجادہ نشینی کے دعویٰ سے منع فرمادیا۔

سلطان پور

دولت خان لودھی ناظم پنجاب نے یہ قصبہ بحکم شاہ ابراہیم لودھی 925 ہجری میں علاقہ سرسبز و شاداب پسند کر کے آباد کیا۔ اور اپنے شکار کھیلنے کے واسطے شکار گاہ بنایا اور جب آب و ہوا اس زمین کی اس کے مطبوع طبع ہوئی تو یہاں رہنے لگا اور دور دور سے لوگوں کو بلا کر یہاں آباد کیا۔

Marfat.com

ازاں بعد بھی کثرت شکار کے سبب یہ قصبہ حاکم پسند رہا اور آبادی اس کی بڑھتی چلی گئی۔اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ بھی شہزادگی کے عالم میں مدت تک یہاں رہا۔آخر جب چغتائی سلطنت میں ضعف آ گیا تو فتح سنگھ دہلوالیہ نے اس پر قبضہ پا کر، کپورتھلہ کی ریاست میں شامل کرلیا۔یہ قصبہ سکھوں کی غارتگری کے وقت بہت دفعہ لوٹا گیا۔اور بہت سا اجڑ گیا۔قدیمی مکانات اور پرانے کھنڈرات اس میں بہت ہیں اور ایک کاروان سرائے شاہی عمارت پختہ یہاں موجود ہے۔اور شمال کی طرف شہر کے رود میکن بستی ہے۔دریائے بیاس اس سے سات کوس کے فاصلہ پر بہتے ہیں۔

[88:192]

وفات حسرت آیات:

خزینۃ الاصفیاء کے مطابق حضرت شاہ چراغ نے ۲۲ ذیقعد ۱۰۶۸ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۶۵۸ء میں وفات پائی۔

مگر تذکرۃ العارفین میں آپ کے وصال کی تاریخ ۱۷ ربیع الاول ۱۰۹۳ھ درج ہے۔

قطعات تاریخ وفات :

شاہ دنیا شاہ عقبیٰ شاہ چراغ　　رفت چوں آواز جہاں
گشت روشن سال حیش زدل　　سید حق آفتاب عارفاں

چراغ ہر دو عالم عبدرزاق　　چوروش گشت اندر خلد اعلیٰ
عجب تاریخ وصلش جلوہ گر شد　　سراج الاتقیاء قطب معلیٰ

جلوہ گر شد در جناں مثل چراغ　　چوں چراغ آں آفتاب عارفاں
گشت روشن سال ترحیلش زدل　　سید حق آفتاب عا رفاں

Marfat.com

سید گیلاں کریم ابن الکریم! آں چراغ خانہ دین و یقین
عبدالرزاق ست نام نامیش بود شاہ و سید روئی زمین
بہر تاریخ وصال آں جناب گفت سرور میر شمس العارفین

پیر غلام دستگیر نامی نے تاریخ وفات یوں کہی:

شمسی تاریخ گر کوئی پوچھے کہو نامی! ''چراغ تاباں'' ہے

مقبرہ:

سید محمد لطیف جج صاحب نے اپنی انگریزی تالیف تاریخ لاہور میں لکھا ہے کہ آپ کا مقبرہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں انہی کے احکام سے تعمیر ہوا۔ مقبرہ میں آٹھ قبور ہیں۔

پہلی قطار میں (۱) حضرت شاہ چراغ لاہوری قادری گیلانیؒ

(۲) سید حامد شاہؒ (برادر خوردؒ)

(۳) سید زین العابدینؒ (برادر کلاں مرشد پاک حضرت شاہ چراغ قادری)

(۴) حضرت سید محمدؒ (آپ کے چچا)

☆ دوسری قطار میں (۵) حضرت سید عبدالوہابؒ (والد حضرت سید شاہ چراغ گیلانیؒ)

(۶) حضرت سید عبدالقادر ثالثؒ (دادا صاحب)

(۷) حضرت سید عبدالرحمٰنؒ (دادا صاحب کے بھائی)

(۸) حضرت سید الٰہی بخشؒ (دادا صاحب کے بھائی)

[یہ بیان کردہ تفصیل تو مؤرخ لاہور محمد دین کلیم کی ہے۔ ہماری رائے جاننے کیلئے صفحہ نمبر (۲۶۴) پر ملاحظہ فرمائیں]

مقبرہ مربع شکل کا پختہ چونہ گچ کی عمارت کا بنایا گیا ہے۔ دروازہ جنوب کی طرف کھلتا ہے اور اوپر نہایت رفیع الشان گنبد ہے۔ گنبد کا اندرونی اوپر کا حصہ قدیم نقش ونگار کا ایک نفیس مرقع

Marfat.com

ہے۔

تاریخ مخزن پنجاب میں اس طرح لکھا ہے:

''لاہور کے مزارات میں یہ مقبرہ بہت مشہور مکان ہے۔صاحب مقبرہ سید گیلانی سید محمد اچوی کی اولاد میں سے ہیں۔بزرگی اور ولایت کرامت حضرت کا ورثہ موروثی تھا''۔

انگریز دور میں مقبرہ میکلوڈ صاحب کی کوٹھی سے مشرق میں واقع تھا۔خزینۃ الاصفیا میں لکھا ہے کہ آپ کا مقبرہ شاہ جہان کے حکم سے تعمیر ہوا مگر مصنف تاریخ لاہور اور تحقیقات چشتی ،نیز سید محمد لطیف نے لکھا ہے کہ مقبرہ آپ کا بحکم شہنشاہ اورنگزیب عالم گیر بنا اور یہی درست ہے۔ہر قبر پر صاحب قبر کا نام لکھا ہوا ہے۔

مرزا محمد یٰسین مزنگ کہتے ہیں کہ مقبرہ کے متولی حضرت شاہ سردار قادری گیلانی تھے۔ جو آپ کی اولاد سے تھے۔اور علاقہ سلطان پورہ میں مقیم تھے۔[22:32]

عصر حاضر میں اسکی تعمیر نو کی سعادت چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کے حصے میں آئی انہوں نے بکمال ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اسکی تزئین و آرائش انہیں قدیم خطوط پر کروائی ،اس کا راستہ جس پر عرصہ دراز سے ہائی کورٹ اور اسکے وکلاء قابض تھے واگزار کروایا۔القصہ اسکی کی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ بحال کیا۔مسجد کی آرائش کے بعد (28 اکتوبر 2000ع/۲۹ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ) کو روضہ عالیہ کی تزئین کا افتتاح کیا۔اللہ جزائے خیر دے۔کسی نے ان سے اس بارے میں سوال کیا، کہ آپ کا اس بزرگ سے کیا رشتہ ہے؟ مگر وہ جواباً مسکرا کر خاموش ہو گئے۔واللہ اعلم ان کی اس میں کیا دلچسپی تھی ،معلوم نہیں ہو سکا ،شاید ان کے آباء اجداد کا کوئی ان سے روحانی فیض کا سلسلہ ہو۔

سجادہ نشین تونسہ شریف جو مشرف کے قریبی دوستوں سے ہیں انہوں نے بتایا، صدر پرویز مشرف ،خواجہ نظام الدین اولیاء کے ایک خلیفہ صاحب جو سید تھے انکی اولاد سے ہے۔

Marfat.com

تعمیر روضہ کے سلسلہ میں صادق حسین نقوی ایک مضمون نوائے وقت کے سنڈے میگزین میں شائع ہوا، اسکا تھوڑا حصہ ملاحظہ کریں:

''تجدید لاہور کے سلسلہ میں جب شاہراہ قائداعظم پر واقع پرانی عمارات کا جائزہ لیا گیا تو کمشنر لاہور کی توجہ شاہ چراغ بلڈنگ آن کر ٹھہر گئی۔ اس وقت کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ پلستر اور تجاوزات میں گھری اس عمارت کی اصل شکل میں بحالی کے بعد اہل لاہور کو کیا تحفہ ملنے والا ہے۔ 16 اگست کو گورنر پنجاب نے کمشنر لاہور کی معیت میں سیکرٹری اوقاف کے ہمراہ عمارت کا جائزہ لیا اور حتمی طور پر اس عمارت کو تجدید لاہور پروگرام کی اہم کڑی کے طور پر منتخب کیا گیا۔ قبل ازیں برکت اسلامیہ ہال کی بحالی کا خیال بھی زیر بحث رہا، مگر بعد ازاں شاہ چراغ عمارت کو ہی کمشنر لاہور اور گورنر پنجاب نے منتخب کیا۔ اسکے سامنے آٹھ کنال پہ مشتمل ایک احاطہ بھی تھا۔ جو جنک یارڈ بنا ہوا تھا۔ کوڑا کرکٹ کے ڈھیر اور ٹھہرے پانی کی بساند نے ماحول کو آلودہ کیا ہوا تھا۔ آج یہ پارک ایک خوصورت باغ کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ آرکیٹکچر اتھارٹی کے ڈائریکٹر جنرل جناب کامران لاشاری کی ذاتی دلچسپی اور توجہ سے انتہائی کم قیمت میں اس باغ کو موجودہ شکل دی گئی ہے۔ 35 لاکھ سے زائد رقم میں تکمیل پانے والا یہ منصوبہ آج جی۔ پی۔ او۔ چوک سے ہر گزرنے والے کی توجہ کا مرکز ہے۔

مزید لکھتے ہیں: وہ عمارت جو پہلے گھٹنوں کے بل کھڑی نظر آتی تھی آج اپنے پیروں پہ کھڑی نظر آتی ہے۔'' شاہ چراغ عمارت سے ملحقہ مزار حضرت شاہ چراغ کے دربار تک رسائی کیلئے پہلے کوئی رستہ نہ تھا، مگر آج اس کے داخلی دروازے پر ماربل کے زینے تعمیر کر کے انہیں بہت نمایاں اور خوبصورت بنا دیا ہے کہ دور سڑک سے ہی نظر آ جاتا ہے کہ یہ رستہ حضرت شاہ چراغ کی مزار کو جاتا ہے۔

(سنڈے میگزین، 4 فروری 2001ء)

Marfat.com

ہم عصر مشائخ:

(۱) سید عبدالقادر ثالث قادری گیلانیؒ المشہور سید جیون (دادا) المتوفی ۱۰۲۲ھ/۱۶۱۳ء۔

(۲) سید عبدالوہاب گیلانی (والد) متوفی ۱۰۳۷ھ۔

(۳) سید جان محمد حضوری قادریؒ المتوفی ۱۰۶۴ھ/۱۶۵۴ء۔

(۴) خواجہ خاوند محمود المشہور حضرت ایشان نقشبندی المتوفی ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء۔

(۵) حضرت شیخ حامدؒ لاہوری نقشبندی المتوفی ۱۰۵۴ھ/۱۶۴۴ء۔

(۶) شاہ محمد جھولہ بخاری سہروردی المتوفی ۱۰۳۹ھ/ ۱۶۲۹ء۔

(۷) سید شہاب الدینؒ نہرا سہروردی المتوفی ۱۰۴۱ھ/ ۱۶۳۱ء۔

(۸) سید عبدالرزاقؒ المشہور بہ سید مکی (نیلہ گنبد) المتوفی ۱۰۴۸ھ/ ۱۶۳۸ء۔

(۹) سید شاہ جمال قادری سہروردی لاہوری المتوفی ۱۰۴۹ھ/ ۱۶۳۹ء۔

(۰۱) سید محمود المشہور شاہ نورنگ جھولہ بخاری سہروردی المتوفی ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء۔

(۱۱) شیخ عارف چشتی لاہوری المتوفی ۱۰۶۴ھ/۱۶۵۴ء۔

(۱۲) شیخ عارفؒ چشتی صابری المتوفی ۱۰۷۱ھ/ ۱۶۶۱ء۔

(۱۳) سید ابوتراب المعروف شاہ گدا حسینی قادری المتوفی ۱۰۰۱ھ/ ۱۶۶۱ء۔

(۱۴) شاہ دولہ دریائی۔ ۱۰۸۵ھ۔ [86]-[56]

آپ کے خلفاء:

(۱) سید مصطفیٰ گیلانی بن شاہ چراغ

(۲) حضرت ماہی شاہ قادریؒ

(۳) حضرت درگاہی شاہؒ قادری المتوفی ۱۱۲۲ھ/ ۱۷۱۰ع

(۴) سید ثبوت شاہ یا صبور شاہ ان کا مزار بھی وہیں ہے۔

Marfat.com

(۵) شاہ سفیر [بمقام شاہ سفیر تحصیل سوہاوہ، ضلع جہلم]

(۶) شاہ دُرویش [میانہ تھب، ضلع اسلام آباد،]

(۷) شادی شہید [بھمبھر آزاد کشمیر]

(تفصیلی حالات اگلے باب میں آئیں گے)

پرانی مسجد:

محمد دین کلیم لاہوریؒ لکھتے ہیں؛

''آپ کے مقبرہ کے مشرق میں آپ کے زمانے کی مسجد نہایت خستہ حال اب بھی موجود ہے۔ یہ مسجد آپ نے اپنی حیات میں تعمیر کرائی تھی۔ اب اسکی غورو پرداخت قطعی طور پر نہیں ہو رہی اور نہ ہی اس میں کوئی نماز ادا کرتا ہے اور نہ ہی اذان ہوتی ہے۔ محکمہ اوقاف کو اس کی آبادکاری کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔ چونکہ اب یہ اوقاف کے قبضہ میں ہے اور ہائیکورٹ کے دفاتر بھی ہیں۔ اس مسجد کے باہر دروازے کے پاس لنگر خان لاشاری بلوچ کی قبر ہے۔[22:29]

نئی مسجد:

نواب زکریا خان خلف نواب عبدالصمد خان دلیر جنگ ناظم لاہور نے اپنی والدہ کی وصیت کے مطابق انکے زیورات بیچ کر درگاہ کی عالی شان مسجد تعمیر کی گئی۔ مسجد کے پانچ گنبد ہیں۔ انگریز اور سکھ دور میں مسجد زیر عتاب رہی 1935ء میں آزاد ہوئی۔ [22:36]

ساتھ ہی انکی قبر بھی ایک احاطہ میں موجود ہے۔[22:36]

یہ نئی عالی شان مسجد روضہ کے مغربی سمت میں موجود ہے اور اب اپنے پورے طمطراق کے ساتھ اہل لاہور کو دن میں پانچ بار دعوت صلوۃ وفلاح دارین دے رہی ہے۔

عرس پاک:

حضرت شاہ چراغ گیلانی کا عرس ہر سال محکمہ اوقاف کا قبضہ کرنے سے قبل نہایت تزک

Marfat.com

واحتشام سے سجادہ نشین کراتے تھے۔عرس پررات کالنگر گیارہ سونان اورسوامن حلوہ پر مشتمل ہوتا تھا۔اورصبح کالنگر گیارہ سوروٹیاں اورتین دیگ دال سے ہوتا تھا۔اور یہ تمام اخراجات سجادہ نشین وقت اپنی گرہ سے ادا کرتا تھا۔نیز محافظ کا بھی انتظام تھا۔سجادہ نشین بعد میں سلطان پور سے آتے تھے۔

علاوہ بریں گیارہویں کا بھی ہر ماہ انتظام ہوتا تھا۔ جو حضرت شاہ چراغ کے مریدین لاہور کرتے تھے،حافظ غلام محی الدین خطیب مسجد غوثیہ نیابازاراور مرزا محمد یلیین مزنگوی اس میں بڑا حصہ لیتے تھے۔[22]

اب بھی عرس منایا جاتا ہے۔مگراس جیسی شان سے کہاں......؟

لیکن تمام امور کے باوجوداب بھی اس ولی اللہ کا عرس[۱۶،۱۷ربیع الثانی]کو ہر سال بڑے عزت واحتشام سے منایا جاتا ہے۔اگر سادات گیلانیہ جو آپکی اولاد ہیں،اس میں حصہ لیں جو کہ سجادہ نشینی کا حق بھی رکھتے ہیں تو پھر ممکن ہے اس عرس کی زینت کو چار چاند لگ جائیں۔

......☆☆☆......

Marfat.com

باب چہارم

فصل اوّل:

(اس فصل میں آپکی ازواج اور اولاد امجاد کے احوال کا تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے)

اولاد و ازواج

حضرت سیدنا عبدالرزاق داتا شاہ چراغ کی دو ازواج، سات بیٹے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ درج ذیل سطور میں ہم انکی اولاد کا تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔ اولاد بالا پیر سید محمد غوث ستگھرویؒ کا سلسلہ فقط داتا شاہ چراغ لاہوریؒ (آپ کے پڑپوتے) سے چلا۔

ایک سوال یہ ابھرتا ہے کہ حضرت داتا شاہ چراغ کے ساتوں بیٹے حقیقی برادر تھے یا سوتیلے بھائی بھی تھے؟۔ ہمارے دونوں خاندانی تذکروں کے اسلوب بیان سے ایسے معلوم پڑتا ہے کہ سید نور محمد، سید مصطفیٰ اور سید محمود حقیقی بھائی تھے یعنی ایک زوجہ کے بطن سے اور باقی سید اسماعیل، سید شمس الدین سید عبداللہ، اور نصر اللہ سگے بھائی تھے۔

ذرا صاحب شجرۃ انوار کا اسلوب ملاحظہ کریں۔

درمعقب از ہفت پسر و دو دختر سید نور محمد غائب لاولد و سید مصطفیٰ و سید محمود مادر ایشاں بی بی جمنی بنت سید رحمۃ اللہ بن سید میر میراں بن سید مبارک بن سید محمد غوث اچوی حلبی گیلانی و سید عبداللہ سید اسماعیل و سید شمس الدین محمد و سید نصر اللہ و بی بی مراد خاتون زوجہ سید برہان بن سید سعد اللہ بن سید حاجی شاہ بن سید نظام الدین بن سید میر میراں بن سید مبارک بن سید محمد غوث اچوی و دولت خاتون زوجہ سید علی جعفر بن سید جمال الدین بن سید جان محمد بن شیخ موسیٰ پاک شہید ملتانی۔'' [38]

دیکھیں! یہاں شجرۃ انوار نے تین بیٹے پہلے بیان کیے ہیں اور ساتھ انکی والدہ کا اسم گرامی

Marfat.com

بھی لکھا۔ بعد میں چار بیٹے اور دو صاحبزادیوں کا ذکر کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپکی اولاد دو ازواج کے بطن سے تھی۔ اس بیان کو مزید تقویت سید مجتبیٰ بن سید مصطفیٰ کی کتاب ''عین تصوف'' سے ملی۔ آپ سید محمود کی بابت لکھتے ہیں۔

''ذکر عم بزرگوار کہ برادر حقیقی و مرید والد کاتب حروف اند سید محمود''۔

دوسری جگہ وصال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''رحلت فرمودند روز چہار شنبہ وقت استواغرہ جمادی الاوّل سنہ یک ہزار ہشتاد و شش مرید والد کاتب الحروف کہ برادر حقیقی ایشاں...... بودند و بعد از انتقال قبلہ گاہی تربیت بندہ ایشاں فرمودند و سجادہ نشینی دادہ اند''۔[20:108]

اس جگہ بھی واضح ہوا...... اگر تمام برادران مکرم حقیقی ہوتے کوئی سوتیلا نہ ہوتا تو حضرت سید مجتبیٰ کو یہ تفریق اور توضیح کرنے کی ضرورت نہ پیش آتی۔

تیسری روایت بھی خاندانی ہے کہ جو جاگیر بادشاہ شاہ جہاں نے حضور داتاؒ شاہ چراغ صاحب سلطان پور میں پیش کی تھی اس پر ساری زندگی سید اسماعیل اور سید عبداللہ ہی مالک و متصرف رہے باقی سب حضرات لاہور ہی میں مقیم رہے۔

اور سید نصر اللہ سکھر میں قلع دار رہے جبکہ سید شمس الدین نے دکن کی طرف ہجرت فرمائی۔[38]

اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ سید نور محمد، سید مصطفیٰ اور سید محمود لاہور رہے جبکہ باقی بھائی مختلف علاقوں کی طرف ہجرت فرما گئے۔ واللہ اعلم بالصواب

ازواج: زوجہ اوّل کا اسم گرامی بی بی جمال زہراء بنت سید رحمۃ اللہ بن میر میراں بن مبارک حقانی تھا۔ بی بی جمنی عرف عام تھا۔ فارسی میں ج چ کا فرق خاص نہیں کیا جاتا، تو کئی ستم ظریفوں نے بی بی چمنی سمجھ لیا...... زوجہ ثانیہ کا نام ''کرم النساء'' تھا جو مخدوم عبداللہ ربانیؒ کی اولاد سے تھیں۔

Marfat.com

صاحبزادگان مکرم

ا۔ بڑے سیّد نور شاہ ولی تھے جن کو سیّد نور بھرپور اور سیّد نور غائب بھی کہا جاتا ہے۔
انکی (نور شاہ) کی شادی اپنے چچا سیّد حامد کی اکلوتی دختر سے ہوئی۔تمام عمر لاولد رہے۔
سیلانی فقیر تھے اور ہر وقت حال کا غلبہ رہتا تھا، کئی کئی دن گھر سے غائب ہو جاتے۔
صاحب کرامات تھے جہاں جاتے مخلوق خدا کا جم غفیر پیچھے چلتا، مستجاب الدعوات تھے آن واحد میں دعائیں قبول ہو جاتیں۔ایک دن آپ کی غیر موجودگی میں کسی سائل نے آ کر آپ کے والد ماجد سے آپکا پوچھا تو حضور داتا شاہ چراغ نے فرمایا: نور محمد غائب......!! سو، اسی دن سے یہ نام بھی مشہور ہو گیا۔

مشہور کرامت یہ تھی کہ ایک جگہ ظاہر ہوتے تو پھر وہاں سے غائب ہو جاتے، پھر کہیں دور دراز علاقہ سے آپکی موجودگی کی خبر آتی۔کہیں فوت ہو جاتے، لوگ کفن دفن کر دیتے، دوبارہ پھر سے کہیں وارد ہو جاتے۔آپ کے والد ماجد اس کیفیت سے اکثر پریشان رہتے۔

ایک دن والد ماجد نے بڑی خفگی سے فرمایا: کہاں چلے جاتے ہو؟ کہیں مر کیوں نہیں جاتے۔عرض کیا کہاں جاؤں؟ اور کہاں مروں......؟!! حضور داتا شاہؒ چراغ نے فرمایا: جا بغداد جا، اور وہاں جا کے مَر......!!۔

اب کی بار گھر سے نکلے تو کہیں اتا پتہ نہیں ملا۔کچھ سالوں بعد ایک عقیدت مند بغداد سے لاہور آیا اور اسنے آپؒ کے بغداد میں وصال کر جانے کی خبر سنائی۔اسکے بعد آپ کا کہیں دوبارہ ظہور سننے میں نہیں آیا۔باپ کی دعا کام کر گئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شجرۃ الانوار سے لے کر تمام تذکروں میں اور خاندانوں میں یہی روائت ہے۔جو کہ صحیح اور اصل بات ہے۔لاہور کے نواح میں ایک مزار آپؒ سے منسوب ہے اور اسکے مجاور بھی آپ کی اولاد ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔جو بھی انکے ساتھ سلسلہ اولاد جوڑے وہ دروغ گو اور جھوٹا

Marfat.com

ہے۔ جعلی طریقہ سے انکے ساتھ سلسلہ اولاد جوڑ کر کسی کو کیا ملے گا۔ معلوم نہیں۔۔۔؟ ہوگا کوئی انکے پیش نظر بھی اپنا مقصد۔ اور وہ بھی آج ساڑھے تین سو سال کے بعد۔ جبکہ اولاد داتا شاہ چراغ کی رشتہ داریوں کی خبر ماضی بعید سے لے کر قریب تک موجود ہے۔ اور تمام افراد ایک دوسرے کے شناسا ہیں۔

۲۔ سیّد مصطفیٰ کا مزار بھی بیرون گنبد داتا شاہ چراغ، بسمت مغرب ہے اور ساتھ ہی سیدنا مجتبیٰ کا مزار ہے، سید پیر بخش کا مزار سید مجتبیٰ کی پائینتی میں ہے، اور مزارات بھی بیرون گنبد ہیں نشاندہی نہیں ہو سکی۔ سید عبداللہ سخی سیدنؒ کا مزار اقدس دیپال پور میں مرجع خاص و عام ہے، اور جناب سید مصطفیٰ کی تمام اولاد بھی آپ ہی سے چلی۔ اولاد اس وقت دیپالپور، چک فضل شاہ، نوگھرہ میں موجود ہے۔ (مزید تفصیل اگلے باب میں ملاحظہ فرمائیں)

۳۔ سیّد محمود [سن وصال، بدھ جمادی الاوّل بوقت دوپہر ۱۰۸۶ھ]

مزار مبارک گنبد حضرت داتا شاہ چراغ کے باہر ہے۔ آپکی کی اولاد کے متعلق، یہ اخبار ہیں کہ ایک صاحبزادہ کا نام محمد تھا، اپنی والدہ کے ساتھ اُوچ چلے گئے، چونکہ وہ آپ کے ننہال تھے وہاں دو، تین پشتوں تک سلسلہ اولاد چلا بالآخر ایک صاحبزادی کی شادی سید عبدالقادر شہید سجادہ نشین اُچ مبارکہ سے ہوگئی اور دوسری صاحبزادی کی اولاد سید نصر اللہ میں، صاحبزادہ عین عالم جوانی میں وصال فرما گیا۔ سید علی اصغر شجرۃ الانوار میں فرماتے ہیں کہ: ''ونسل سید محمود منقطع شد'' اور وہاں سلسلہ اولاد بھی منقطع ہو گیا۔ [38:146]

گیلانیہ لائبریری اُچ میں ایک قلمی شجرہ آپ کی اولاد سے متعلق اسطرح محفوظ ہے:''

حضرت شاہ چراغؒ -سید محمودؒ-سید محمدؒ-سید عبدالرزاقؒ- سید شاہ سردارؒ-سید محی الدین۔[48:178]

۴۔ سیّد اسماعیل چوتھے فرزند ہیں، ان کے ایک ہی بیٹے سید اللہ بخش تھے، انکے ایک ہی

Marfat.com

صاحبزادے مرشد سادات حضرت امام حیدر بخش تھے لوگ ان کو سلطان اور فقیر حیدر کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔ انکے فرزند سید حسن بخش المعروف داتا حسنین سائیں ہیں۔ سید اسماعیل کا مزار سید عبداللہ کے ساتھ بیرون گنبد ہے۔ سید اللہ بخش کا مزار بھی وہیں بیرون گنبد ہے۔ جبکہ امام حیدر بخش کا مزار اقدس ''سلطان پور'' میں ہے۔ آپ صاحب اسلوب و دیوان شاعر بھی تھے۔ دیوان سکھ شاہی کے تسلط میں ضائع ہوگیا۔ جناب حسنین سائیں کا مزار، حضرت جناب بالا پیر سائیں کی پائینتی کی جانب ہے، اور ساتھ دو بیٹوں (سید عبدالقادر، سید اصغر علی) کے مزار ہیں تیسرے صاحبزادے (اعلحضرت سید سیّد محمد سائیںؒ) کا مزار شیخو شریف میں ہے۔ آنجناب (سید اسماعیل بن داتا شاہ چراغؒ) کی اولاد پوری کی پوری شیخو شریف (ضلع اوکاڑہ) میں ہے۔

۵۔ سیّد عبداللہ نے کافی عرصہ تک سلطان پور میں سکونت کی آخر وقت وفات لاہور آئے اور وصال فرمایا۔ مزار گنبد سے باہر دروازہ کے قریب بسمت مغرب مزار ہے۔ آپ کی اولاد میں ایک بیٹا زین العابدین تھے دو پوتے سید علی اور سید محمد، سید محمد کے بیٹے ہی مخدوم صدرالدین چراغ ہیں۔ مزارات سلطان پور میں ہیں۔ اس سے آگے اولاد چلتے چلتے صرف مادینہ رہ گئی اور ان صاحبزادیوں کی شادیاں بھی سیّد مصطفٰی (دوسرے بھائی) کی اولاد میں ہوگئیں یعنی وہ خاندان بھی اسی خاندان میں ضم ہوکر رہ گیا۔ (سیّد سرفراز حیدر مدظلہ وغیرہ سیّد عبداللہ کے نواسوں میں شمار ہوتے ہیں)۔

باقی چار صاحبزادوں کی اولاد موجود ہے۔ تین کی اولاد تو دربار شریف کے اردگرد پھیلی ہوئی ہے۔ اور ساروں کی نہ صرف شناسائی بلکہ رشتہ داریاں بھی ہیں۔

۶۔ سیّد شمس الدین اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ دکن گئے وہاں مرہٹوں کے مقابلہ میں شہادت پائی، تابوت لاہور لایا گیا اور آپؒ کو مغل حکومت کا سب سے بڑا فوجی اعزاز ''خان محمد'' دیا گیا۔ ان کے دو فرزند تھے سید غلام قادر؛ آپ اور آپکی اولاد نے دکن ہجرت کی اور سید محی الدین

Marfat.com

احمد نے دو شادیاں کیں، ایک مائی صاحبہ سادات سے جبکہ دوسری سلطان مبارک خان گکھڑ راجہ پوٹھوہاری کی بیٹی تھیں انکے بطن سے دو صاحبزادے تولد ہوئے۔[38:149]

ایک سید محمد علی مدفن (جھنگ سیداں) دوسرے سید احمد علی مزار کابل (افغانستان) میں ہے، وہاں آپ گل بادشاہ کے نام سے مشہور ہیں۔تیسرے سید سلطان علی شاہ ہیں، ان کا مزار ''تخت پڑی'' میں ہے۔انکے بیٹے سید مردان علی شاہ کا مزار ''اسلام گڑھ'' میر پور میں ہے۔یہ گکھڑوں اور ڈوگروں کی جنگ میں شہید ہوئے۔ان کے بیٹے سید امیر علی شاہ کا مزار ''سہالی پلالی'' اسلام آباد میں ہے۔انکے بیٹے سید حسنین علی شاہ کا مزار ''سندھو سیداں'' میں ہے۔انکے بیٹے سید شاہ نور حسین بادشاہ بھی وہیں مدفون ہیں اور بقیہ اولاد کی مزاریں بھی وہیں ہیں۔پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی (لندن) انکا خاندان یہی ہے۔کچھ خاندان جو آزاد کشمیر میر پور اور روات میں آباد ہیں۔اگرچہ انکے ساتھ ان تینوں خاندانوں کی رشتہ داریاں نہیں لیکن پھر بھی شناسائی ہے بلکہ ہر ایک خاندان کے علم میں ایک دوسرے سے نسبی تعلق اور رشتہ داری کا جذبہ تازہ ہے۔[101]

۷۔سیّد نصر اللہ، آنجناب کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔اورنگ زیب عالمگیر کے شاہی مصاحب تھے، صاحب حسن و جمال اور زبردست سپاہانہ صلاحیت کے مالک تھے۔ستگھرہ میں قلع دار فرید بیگ کے قتل پر آپ نے بادشاہ کو اپنی خدمات پیش کیں جو اس نے قبول کر لیں آپ تا حیات ستگھرہ میں قلع دار رہے۔وفات کے بعد بیرون گنبد حضرت سید محمد غوث بالا پیر دفن ہوئے۔سید غلام محمد غوث بن سید مرتضیٰ آپ ہی کے پوتے ہیں، سلطان حیدر بخش کے برادر نسبتی ہیں، آپکی ہمشیرہ امام حیدر بخش کی زوجہ تھیں آپ حسنین سائیں کے ماموں ہیں۔سلطان حیدر بخش کے مرید اور خلیفہ بھی ہیں، فقر میں حصہ کمال پایا یہاں تک کے پیرو مرشد نے آپ کو اپنا خلیفہ اور درگاہ سیدنا محمد غوث بالا پیرؒ پر اپنا نائب مقرر کیا۔آپ ہی کی بیعت جناب سید امان اللہ شاہ زیدی المعروف سلطان ہاتھیوانؒ نے کی، جس سے ایک وسیع سلسلہ طریقت چل نکلا۔آپ کی اولاد دبستی

Marfat.com

کیسہ والے سادات ہیں اور انہی کا ایک خاندان ستگھرہ میں موجود ہے۔ جو پیر کرم علی شاہ صاحب کی اولاد کے نام سے مشہور ہیں۔ باقی سادات گیلانی ستگھرہ سیّد بالا پیر امیر کی اولاد نہیں بلکہ بالا پیر امیر سائیںؒ کے چھوٹے دادا سیّد مبارک حقانی کی اولاد ہیں۔ اور یہی خاندان (بستی سیّد غلام قادر) چن پیر پاکپتن میں بھی آباد ہے۔[42]

☆☆☆

آنجناب کی اولاد میں کئی علمی ادبی شخصیات گزری ہیں۔ ان میں ایک تو آپکے پوتے سید مجتبیٰ بن سید مصطفیٰ ہیں۔

سید مجتبیٰ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

پیکر تسلیم و رضا، واقف حقیقت علیا، مجسم ہدیٰ، معین الوریٰ، آپ سید مصطفیٰ کے صاحبزادے ہیں دنیاوی تعلیم وتربیت کے بعد روحانیت کی طرف رجحان ہوا تو اپنے چچا سید محمود کی خدمت میں بیعت کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا یہ میرے پاس تمہاری امانت ہے اسے جلد وصول کرو۔ چنانچہ آپ نے انکے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ بڑے باکمال بزرگ تھے۔ آپ نے بیعت صحبت حضرت شیخ محمد فاضل (متوفی ۲ محرم ۱۰۹۹ھ) بن شیخ عبدالفتاح لاہوری سے کی، ان سے بڑی ارادت رکھتے تھے۔[20:113] پابند شریعت وطریقت تھے۔ عالم مکاشفہ میں سید محمد غوث سے بھی بیعت کی سن بیعت ۱۱۲۰ھ ہے۔ آپ کے آستانہ پر لوگوں کا ہجوم رہتا آپ انکی تدریس وتربیت میں ہمیشہ مشغول رہتے۔ آپ کی وفات ۱۱۲۳ھ میں ہوئی، مزار احاطہ شاہ چراغ میں ہے۔[38:127]

حال ہی میں ایک مخطوطہ ''عین التصوف'' کے نام سے عجائب گھر لاہور کی لائبریری سے دستیاب ہوا ہے۔ جو اپنے مصنف کے طور پر آنجناب کا تعارف کرواتا ہے۔ تصوف کے عمیق مسائل پر خوب گفتگو ہے۔ ساتھ ہی ساتھ آپ نے اپنے اجداد کے احوال پر بھی ایک باب باندھا ہے سید

Marfat.com

محمد غوث اچوی سے لیکر اپنے والد ماجد سید مصطفیٰ تک اور کئی نئی معلومات پہنچائی ہیں، آپ اپنے والد کے حالات کے عینی شاہد ہیں ۔ کہیں کہیں اشعار بھی نقل کرتے ہیں اور اپنا تخلص فضلی فرماتے ہیں۔ چند ایک بطور تبرک نقل کیے جاتے ہیں:

ہر کسے را کہ لی مع اللہ است
لشکری نیست خود شہنشاہ است

ترجمہ: جس کسی کو لی مع اللہ (کا مقام نصیب) ہے وہ لشکری (ماتحت) نہیں خود بادشاہ (رہبر) مافوق ہے۔

فضلی اسرار سرّ میگوید
فضل فاضل بہر کجا جوید

فضلی غیب ذات کے راز بیان کرتا ہے۔ فاضل (اللہ تعالیٰ) کے فضل کو ہر جگہ تلاش کرتا ہے۔

اگر یک عضو دعویٰ ایں نماید
کہ من بالکل بدنم قتل باید

اگر ایک عضو کل بدن ہونے کا دعویٰ کرے تو قتل کرنا چاہیے۔

سخن ای فضلیا کن رد و کوتاہ
بفہمد ہر کرا فہماند اللہ

اے فضلی کچھ نہ کچھ بیان کر سمجھ جائے گا وہ جسے اللہ تعالیٰ سمجھائے گا۔

☆☆☆

مرشد سادات حضرت امام حیدر بخش بن سید اللہ بخش بن سید اسماعیل بن داتا شاہ چراغ ہیں۔ جنھوں نے ''فقر نامہ'' تصنیف کیا جو تصوف کی انتہائی جامع اور نفیس ترین تعلیمات میں سے ہے۔ ملاحظہ ہو......

Marfat.com

فقر نامہ

اس میں تصوف کے دقیق اور عمیق مسائل کو بڑے شائستہ اور آسان پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ جن پر عمل کر کے ایک مبتدی یا سالک فقر کی منازل کو باآسانی طے کرسکتا ہے پیرانِ سلسلہ عالیہ قادریہ شیخو شریف کے اوراد و وظائف میں بھی شامل ہے۔

الف۔ اللہ کو ایک کر مانو	ب۔ بانوا کوئی اور نہ جانو
ت۔ ترک سبھی سے کریئے	ث۔ ثابت کر پاؤں دھریئے
ج۔ جلال اسی سے ڈریئے	ح۔ حرام کی ڈھونڈ نہ کریئے
خ۔ خالی مت یاد سے ہو	د۔ دنیا کو دل سے دھو
ذ۔ ذکر کر اسی کا نت	ر۔ ریا کی نہ کر چت
ز۔ زاری بن بات نہ کریئے	س۔ سراسر عجز موں رہیئے
ش۔ شرمت جی پہ ٹھانو	ص۔ صبر کی راہ پہچانو
ض۔ ضمیر پہ شان نہ دھریئے	ط۔ طالب بن مان کر کریئے
ظ۔ ظلم سے بہتا بھاگو	ع۔ عالی درجات کر تیاگو
غ۔ غرور مت عمر پہ کر	ف۔ فنا کو آگے دھر
ق۔ قلب جب کیا پاک	ک۔ کل تب دیکھی خاک
ل۔ لاہوت تبھی پہچانو	م۔ ملکوت جب ان کا جانو
ن۔ ناسوت سبھی بھلاوے	و۔ وصل تب ان کا پاوے
ہ۔ ہادی بن ناہیں بات	ء۔ اُن بن کچھ نہ آوے ہات
ی۔ یقین تو مت کر اور	بن ہادی کہ ناہیں ٹھور
حیدر کہی ہے اتنی بات	کسو کسو پائی انکی گھات

Marfat.com

سی حرفی

سیدنا امام حیدر بخش کے صاحبزادے جناب حسن بخش المعروف داتا حسنین سائیں بانی شیخو شریف وجدِ اعلیٰ سادات شیخو شریف۔ آپ بھی اپنے والد ماجد کی طرح شاعرانہ ذوق رکھتے تھے۔ آپ سے کئی چیزیں منسوب ہیں۔ ''سی حرفی''...... منظوم شجرہ طریقت، ''جدی کرسی'' ......؛منظوم فارسی جدی شجرہ۔ ذرا انکا اسلوب ملاحظہ ہو۔

الف۔ اللہ حسنینؒ کا شاہ حیدر پیر

ب۔ بتائی انکو راہ طریق سید مجتبیٰؒ شاہ صاحب تحقیق

پ۔ پکڑ نام شاہ محمودؒ دین و دنیا کہ ان سے ہے مقصود

ت۔ تونگر مصطفیٰ سیدؒ پیر ہادی و مرشد ہیں دستگیر

ث۔ ثناء تن صفا ماہ بلاغ ہادی ہیں عبدالرزاق شاہؒ چراغ

ج۔ جابجا زین العابدینؒ بادشاہ شریعت طریقت حقیقت معرفت میں ہمراہ

چ۔ چمن حسن کے باغ مراد سید عبدالوہابؒ سرود دلکشاد

ح۔ حقیقت میں مانو حبیب خدا قادر ثالثؒ واحد یکتا

خ۔ خبردار ، مخبر ، خیرؒ محمد غوثؒ بالا پیر ہیں راہبر

د۔ دلبر قادر ثانیؒ انکے مرشد ہیں بندگی محمد غوث جیلانیؒ

ذ۔ ذاکر و شاہ شمس الدینؒ صورت شمس و معنی یسین

ر۔ ریاضت میں شاہ محمدؒ میر راہبر و راہنما و پیر و فقیر

ز۔ زمانہ میں سب زمین و زمن شاہ علی نورؒ الدین ہیں روشن

ژ۔ ژندہ لباس ہے جنکا شاہ مسعودؒ سید دانا

س۔ سرور سید و سردار ابو العباس احمدؒ ہیں دلدار

Marfat.com

ش۔ شاہ جہان سید و پاک　　شاہ صوفیؒ ہیں صاحب ادراک

ص۔ صائب و نائب ہیں واللہ　　سید ابو نصر شاہ فضل اللہ

ض۔ ضامن ہیں بہر ہردو جہاں　　سید عبدالوہابؒ سیف زباں

ط۔ طریقت موں رہنما رہبر　　قطب و سلطان پیر پیراں سید قادر

ظ۔ ظاہر ہیں شیخ و مخدومی　　بو سعید مبارکؒ مخزومی

ع۔ عادل و عالم و عیار　　ابو الحسن قرشیؒ و گل ہنکار

غ۔ غنچہ باغ فردوسی　　فخر کل ابو الفرح طرطوسیؒ

ف۔ فراست میں صاحب و فطرت　　شیخ عبدالعزیزؒ با عجلت

ق۔ قربت میں صومعی زاہد　　شیخ عبد الواحدؒ ہیں واحد

ک۔ کوثر کے جام سے سرمست　　شبلیؒ پاک ہیں کہ مست الست

گ۔ گل ہیں نہال باغ امید　　شاہ بغداد قاسم جنید

ل۔ لطف خدا آل نبی　　واقف بھید سریؒ سقطیؒ

م۔ معروف کرخیؒ دانا　　انکے مرشد ہیں علیؒ موسیٰ رضا

ن۔ ناصر ہیں کاظمؒ و جعفرؒ　　باقرؒ و عابدؒ و شبیرؒ و شبرؒ

و۔ والی ہیں طائی داودؒ　　خواجہ حبیبؒ عجمی کے محبوب

ہ۔ ہادی ہیں حسنؒ بصری　　شاہ مردان علی کرم اللہ وجہہ ولی و وصی

لا۔ لا الٰہ ہے بھید اللہ　　سر حق محمد الرسول اللہ ﷺ

ء۔ اَنَاً فاناً مِنَ الاَفلاک　　پھر کے آتے ہیں صاحب لولاک ﷺ

ی۔ یگانہ جان کر رب نے دیا　　تحفہ معراج ، فقر و عشق اللہ

عشق مشک محمد رسول اللہ

Marfat.com

عشق میرے اللہ کو عشق ہے میرے ہادی سے، میرے ہادی کو عشق ہے اللہ سے، عشق اللہ جمال فقراء ، بحق لا الٰہ اِلا اللہ محمد الرسول اللہ۔

☆☆☆

شجرہ طریقت

پیر سید قاسم علی شاہ گیلانی بن سید مظہر علی گیلانی دیپالپوری زاداللہ عمرہما، اپنے دادا سید ظفر علی شاہ گیلانی (م ۱۰ محرم ۱۴۱۹ھ) سے روایت کرتے ہیں کہ یہ شجرہ طریقت (فارسی) بھی دراصل داتا حسنین سائیں بن سید امام حیدر بخش کی تصنیف ہے۔ جو انہوں نے سید عبداللہ سخی سیدن کے وصال پر تصنیف کر کے آپ کے پوتے سید مہر شاہ کو دیا تھا، سیدن سائیں نے خلافت اپنے پوتے سید مہر شاہ کو دی، جبکہ سخی سیدن، حسنین سائیں کے بیعت تھے۔

ایکہ از فیض قدم مکنون اسرار آمدی — باچنان اسمائی حسنیٰ خود باظہار آمدی
نقطہ احمد شدی از تو حسین غائت ظہور — در محیط فیض عالم ختم پرکار آمدی
بہر حل عقیدہ معنی ز سر جوش کرم — صورت مشکل کشا مولائی مختار آمدی
از پئے ہر تشنہ لب خود ساقی کوثر حسین — خاص از جام شہادت مست سرشار آمدی
تاشدہ سجادہ روئے زمین زین العباد — از یقین بیشک شفیع ہر گنہگار آمدی
خود بعالم اولین و آخرین باقر شدی — از کمال علم در عالم گہربار آمدی
صبح صادق دار از نور ولایت جلوہ گر — در لباس جعفر عالم را ضمانتدار آمدی
گاہ خود کاظم شدی موصوف باحلم کمال — گاہ موسےٰ رضا خود محو بیدار آمدی
از کمال معرفت معروف درعالم شدی — خاص سرّی ابوالحسن درکشف اسرار آمدی
بر سر خوان کرم گشتی بوالقاسم جنید — باز خود شبلی شدہ از بہر ایثار آمدی
از وقار خویش کردی نام عبدالعزیز — بوالفضل واحد شدہ ظاہر بانوار آمدی

Marfat.com

در یقین بوالفرح گاہ بوالحسن گاہ بوسعید باز آں شان درعالم بید بیدار آمدی
از تجلی خاص خود محبوب سبحانی شدی بر سریر قُرب سلطان جہاندار آمدی
در جہان قادرشدی ازقدرت تقدیر پاک حاضر و ناظر بہر مظہر مددگار آمدی
کردی ازقطع سواشدخاص سیف الدین لقب بونصر از فیض فضل اللہ نمودار آمدی
از صفائی وقت خود را نام صوفی کردہ صاف از اوصاف احمد آئینہ دار آمدی
خود مسعود گاہے عین نورالدین علی گاہ جمال الدین شدہ باحسن رخسار آمدی
ازمطالعہ فیض کردی مثل شمس الدین طلوع غوث جن و انس عالم را نگاہ دار آمدی
کردی از قدرت بعہد قادر ثانی ظہور از پئے فیض دو بارہ خود بتکرار آمدی
در عروج عالم بالا قصائ کمال غوث بالا پیر قطب عرش سیار آمدی
عین نور واحدیت باہم تفضل فیض سید عبدالقادر ثالث با انوار آمدی
ازکمال موہبت کردی لقب عبدالوہاب با زِ زین العابدین خود زین ابرار آمدی
در شبستان ولایت جلوہ گرمانند شمع شہ چراغ فیض سمائی بہر کردار آمدی
گاہ بکسوت مصطفیٰ گاہ خلعت محمودباز در لباس مجتبیٰ ظابابا دوار آمدی
مقتدائی اہل عرفان درلقب حیدرامام باصفات حیدری و شان کرار آمدی
باہم خلق حسن اوصاف و باطوار حسن درحسن بخش از تجلی حسن سالار آمدی
صدہزاران جلوہ ہاکردی پئے ازشاد فیض آخر اندر عین عبداللہ مختار آمدی
مشتہر کردی بعالم نام خود سیدن سخی دستگیر ہر ضعیف زار و بیمار آمدی
اقتباس نور عرفان را بعین مہر شاہ در ہوائے شوق چوں ذرہ طلبگار آمدی
بہر استدائے رحمت برامید مغفرت در ندائے بخش اندر عرض گفتار آمدی
مرحبا ! بلبل مشتاق باغ قادری آمدی خوش آمدی از بخت بیدار آمدی

Marfat.com

جناب سید مصطفیٰ بن داتا شاہ چراغ کی اولاد میں ایک شخصیت سید انور علی بن سید صفدر علی ہوئے ہیں، ان کا شجرہ طلبیہ بھی پڑھا جاتا ہے۔

شجرہ طلبیہ مبارکہ

(از سید انور علی بن سید صفدر علی شاہ گیلانی دیپالپوری)

یاالٰہی بیکسی میں تو میری امداد کر
اپنی رحمت سے دل ناشاد کو اب شاد کر

جز تیرے کس سے کروں میں داستان اپنی بیاں
غمزدہ کی سب حقیقت تجھ پہ ہے یارب عیاں

داد رس غرباء ہے تو قاضی الحاجات تو
دے اماں آفات سے ہے دافع الآفات تو

کارساز خلق تو ہے اے ہمارے کردگار
ہم گنہگار ہیں خدایا نام تیرا ہے غفار

بخش دے جملہ گناہ یہ ہے ہماری آرزو
کیونکہ خود فرمایا ہے تو نے ہمیں لا تقنطو

صدقہ ختم الرسل تو شوق کر اپنا عطا
نفس امارہ کے پھندے سے مجھے اب لے بچا

گردشِ افلاک نے ہے مجھکو گھیرا اس قدر
چاک داماں کرکے اپنا پھرتا ہوں میں دربدر

پڑ گیا ہے مجھکو اس دنیائے فانی کا وبال
حیدرِ صفدر کا صدقہ اس سے لے جلدی نکال

غیر کی الفت سے یا رب دل میرا بیزار کر
بحر عصیاں میں پڑا ہوں میری کشتی پار کر

بہرِ حسن مجتبیٰ کشتہ تسلیم و رضاء
جام الفت مجھکو تو لطف و عنایت سے پلا

دنیائے فانی کی الفت سے میرا ہٹ جائے دل
صبر ایسا دے مصیبت میں بھی نہ گھبرائے دل

بہرِ خواجہ حسن بصری وہ بصیرت دے مجھے
آنکھ میری چھوڑ کر اغیار کو دیکھے تجھے

از طفیل خواجہ حبیب عجمی اے خدا
بخش یہ توفیق دل کو ہو رہے تم پر فدا

از طفیل خواجہ داؤد طائی رہنما
اپنے دروازے کا رستہ صاف اور سیدھا بتا

Marfat.com

خواجہ معروف کرخی پیشوا کے واسطے
جامعہ بخشش عطا ہو پر خطا کے واسطے

از طفیل خواجہ سری سقطی اے کریم
اپنی رحمت سے دکھا مجھکو صراط المستقیم

یا الٰہی صدقہ شیخ جنید عالی وقار
دل کے زنگِ معصیت کو آب رحمت سے اوتار

از طفیل شیخ شبلی پیشوائے صوفیاں
قرب کے رستے کھلیں اور دور ہوں یہ دوریاں

از طفیل عبدالعزیز راہنمائے دوجہاں
دے مجھے نار جہنم سے میرے خالق اماں

بہر ابوالفضل عبدالواحد مشتاقِ حق
بخش اپنے عشق کا مجھکو کوئی آساں سبق

بہر ابوالفرح طرطوسی ہو پوری آرزو
دین و دنیا میں رہے یا رب یہ میری آبرو

بہر ابوالحسن ہنکاری خدایا بخش لے
دفتر عیوب میں لیکر ہوں آیا بخش لے

از طفیل ابوالسعید مبارک یا الہ
میرے اعداء کو کردے غضب سے اپنے تباہ

از طفیل غوث اعظم حضرتِ پیران پیر
نفس زنجیر ہدایت میں میرے کردے اسیر

بہر سیف الدین ملقب سید عبدالواہاب
منتظر آنکھوں کو ہے دیدار دے اپنا شتاب

از طفیل شاہ صفی الدین صوفی بوسلام
تشنہ لب کو وصل کا اپنے پلا لبریز جام

بہر علم الدین ابوالعباس احمد یا غفور
دل سے کردے کبر اور غفلت کی تاریکی کو دور

شاہ ضیاء الدین لقب جنکا علی مسعود ہے
ان کا صدقہ دے خدایا جو میرا مقصود ہے

باکمال الدین شاہ بو محمد سید علی
یا الٰہی جلد بر آوے میرا مقصد دلی

از تصدق شرف الدین شاہ محمد امیر کے
مرحلے طے ہوں خدایا عاشق دلگیر کے

از طفیل سید شمس الدین محمد یا رحیم
دور کر نازل جو ہے سر پر میرے آفت عظیم

از تصدق شاہ محمد غوث اچوی اب ہمیں
وہ ہدایت بخش یا رب جس سے ہم بھائیں تمہیں

بہر عبدالقادر ثانی رئیس اولیاء
لطف سے یا رب مجھے اپنی محبت کر عطا

بہر حضرت شاہ محمد غوث بالا پیرِ ما
محو کر یا رب مجھے دکھلا کے تو اپنی لِقا

بہر عبدالقادر ثالث جو ہے تیرا حبیب
نظر اعداء سے بچا کر مجھکو رکھ اپنے قریب

یا الٰہی از طفیل سید عبدالوہاب
اس گدا کو اپنی رحمت سے تو کردے فیض یاب

Marfat.com

یا الٰہی از طفیل شاہ زین العابدین
مجھ پہ آساں کر تمامی منزل دنیا ودین
یا الٰہی از طفیل سید شاہ چراغ
بعد مردن مجھکو دکھلا خلد کے انہار وباغ
بہر سید مصطفیٰ سردار جملہ عاشقاں
آخری دم میں زباں میری سے ہوکلمہ رواں
یا الٰہی از طفیل سید محمود شاہ
موت سے پہلے مجھے الفت میں اپنی کر فناہ
بہر سید مجتبیٰ مجھکو الہ واحدہ
ذات اپنی کے سوا محتاج نہ کر غیر کا
بہر اللہ بخش ہادی رہنمائے گمرہاں
تحفہ و بخشش ملے معروض نہ ہو رائیگاں
بہر حیدر بخش جیلانی تو کر اپنا کرم
اب ہٹا دل پر جو رکھا ہے میرے حجر الم
بہر حسن بخش یا رب تو مجھے خوشحال کر
دولت ایمان سے مفلس کو مالا مال کر
از طفیل سید عبدالقادر اہل کمال
یا الٰہی مجھکو اس زندان غفلت سے نکال
از طفیل حضرت سید محمد شاہ پیر
بخش دے یارب گناہ میرے جو ہیں خورد وکبیر
ازطفیل سید عبدالرزاق عالی نسب
نقش دل ہو احمد مختار کا راہ عقب
ازطفیل سید احمد شاہ صوفی بے ریا
پردہ دوئی کا یارب اب میرے دل سے ہٹا
انورِ عاصی کی یارب معاف ہو جرم وخطا
نام ہے رحمٰن تیرا اور میں بندہ تیرا

☆☆☆

سادات شیخو شریف میں عہد حاضر کی ایک علمی ،ادبی اور روحانی شخصیت (شاعر اور ادیب شہیر، صاحب ''حیات الامیر'') سید افضال حسین گیلانی القادری ہیں ، ان کا نظم کردہ شجرہ طریقت یہ ہے۔

شجرہ طلبیہ

سلسلہ عالیہ قادریہ شیخوشریف

اے میرے خالق میرے پروردگار
رحمتیں تیری ہیں بے حد بے شمار

Marfat.com

اے کریم و کار ساز و بے نیاز　　اے رحیم و ارحم و بندہ نواز

ہے تو ہی واحد الٰہ العالمین　　تجھ سوا ساتھی میرا کوئی نہیں

ذات تیری بے نظیر و بے عدیل　　شان تیری، تیری عظمت کی دلیل

ہر جگہ، ہر شئے میں ہے ہر رنگ میں　　تیرا ہی جلوہ ہے خشت وسنگ میں

سُننے والے سُن صدائے عاصیاں　　دے میرے مولا گناہوں سے آماں

اپنے عظمت اپنی رفعت کے لیے　　اپنی شان اور اپنی شوکت کے لیے

اے کریم، اے کبریا، اے ذوالجلال　　بحر عصیاں سے میری کشتی نکال

مُصطفےٰ فخر دو عالم کے لیے　　مُجتبیٰ نُورِ مُجسّم کے لیے

بہرِ خلق رحمت اللعالمین　　بہرِ انوار ظہورِ اوّلین

بہرِ آل پاک شاہ بعث و نشر　　حامی اُمت شفیع روزِ حشر

جانشین مُصطفےٰ کا واسطہ　　شمع بزمِ اولیاء کا واسطہ

وہ وصی مصطفےٰ مشکل کُشا　　نام ہے جس کا علی مُرتضےٰ

بہرِ شاہانِ اُمم عالی جناب　　شبّر و شبیر جن کا ہے خطاب

بہر خواجہ حسن بصری یا خُدا　　کر مجھے اسلاف کا ورثہ عطا

کہتے ہیں شیخ حبیب عجمی جسے　　اس کی نسبت سے مجھے عرفان دے

بہر شاہ معدن لطف و کرم　　خواجہ داوٗد طائی محترم

اور علی موسیٰ رضا کا واسطہ　　پیشوائے اولیاء کا واسطہ

راز دان معرفت کا واسطہ　　خواجہ معروف کرخی شاہ کا

بہر شاہ انس و جاں فرخندہ فال　　سرّی سقطی صاحب عین الکمال

از پئے ہادی دیں مشہور عام　　وہ ابوالقاسم جُنید عالی مقام

اس ولی شاہ معظم کے لیے　　شیخ شبلی فخر عالم کے لیے

بہر خواجہ، خواجہ ہر دوسریٰ　　از پئے عبدالعزیز پیشویٰ

Marfat.com

از پئے اَبرِ سخا کانِ کرم — شیخ عبدالواحد والا حشم
واسطہ اس کا جو ہے عالی نسب — شیخ طرطوسی الفرح لقب
چشمہ فیض عطا کے واسطے — ابوالحسن شاہ قریشی کے لیے
اے خدا شاہ جہاں کا واسطہ — اس مبارک مخزمی ذیجاہ کا واسطہ
بادشاہ اولیاء کے واسطے — محی الدّین مصطفےٰ کے واسطے
غوثِ اعظم جن کو کہتا ہے جہاں — پیر پیران دستگیر بے کساں
بہر سُلطانِ جہاں روشن ضمیر — سیّد عبدالوہاب دستگیر
بہر ابو انصر فضل اللہ کے — واسطے اس سیّد ذیجاہ کے
بہر حضرت سیّد احمدشاہ اِمام — سب کو واجب جن پہ کرنا ہے سلام
واسطہ ہے سیّد مسعود کا — اور نورالدّین علی کا واسطہ
بہر افراطِ کرامات جناب — شاہ میر و مالک راہِ صواب
اس ضیابخش جہاں کے واسطے — یعنی شمسِ عارفاں کے واسطے
ہے اب اس فقر و غنا کا واسطہ — بندگی سیّد محمد غوث کا
بہر عبدالقادر ثانی و پیر — پایا جس نے فقر میں حصہ کثیر
واسطہ اس صاحب تو قیر کا — شاہ شاہاں ، غوث بالا پیر کا
بہر عبدالقادر ثالث کریم — جو سلوک و فقر پہ ہے مستقیم
ہے اس اوج منزلت کاواسطہ — سیّد عبدالوہاب شاہ کا
قطب الاقطاب دوعالم کے لیے — شاہ زین العابدین کے واسطے
از پئے شاہ چراغ نامور — میری فریادِ سحر منظور کر
بہر سیّد مصطفےٰ عالی مقام — مجھ کو اپنے وصل سے کر شاد کام
بہر فخر عارفاں و سالکاں — سید محمود شاہِ دو جہاں
اس شاہ کیواں لوا کا واسطہ — یعنی سید مجتبےٰ کا واسطہ

Marfat.com

بہر حیدر بخش سلطان عمیم
مرتبہ ہے فقر میں جس کا عظیم

از طفیل رہبر دین حنیف
حسن بخش بانی شیخو شریف

بہر محو طاعت پرور دگار
ہے جو عبدالقادر اعلیٰ وقار

واسطہ اس کا جو ہے بہر کرم
سیّد سید محمد ذی حشم

افتخار اہل عرفاں کے لیے
عبدالرّزاق جہاں کے واسطے

واسطہ اس کا جو ہے بحرِ سخا
یعنی احمد شاہ صوفی بے ریا

واسطہ سیّد محمد حُسین کا
سیّد علی سائیں کے نور العین کا

میرے دل کو نور سے معمور کر
حُب اِلااللہ سے مثل طور کر

یا الٰہی کر عطا قلب سلیم
اور دیکھا مجھ کو صراط مستقیم

بادشاہا میں ہوں بندہ بے خبر
تیرے ہی الطاف کا ہوں منتظر

سید السادات گیلاں کے طفیل
خاندان شاہ جیلاں کے طفیل

بخش دے افضالؔ کے جُرم خطا
اور سلوک ومعرفت کردے عطا

☆☆☆

حضرت سید شمس الدین بن داتا شاہ چراغ لاہوری کی اولاد پاک میں عہد حاضر کی ایک نامور شخصیت پیر سید عبدالقادر صاحب ہیں۔انٹرنیشنل شہرت یافتہ عالم دین ہیں، حال مقیم لندن ہیں۔ان کے سلسلہ میں جو شجرہ پڑھا جاتا ہے وہ بھی حسب ذیل ہے:

شجرہ شریف سلسلۂ عالیہ قادریہ

یا الٰہی رحم کر اپنی عطا کے واسطے
رحمت عالم محمد مصطفیٰ علیہ وسلم کے واسطے

کرکرم حضرت علی المرتضیٰ کے واسطے
عشق احمد دے امام الاولیاء کے واسطے

دے ہمیں توفیق تعظیم صحابہؓ رسول علیہ وسلم
حسن بصریؒ صاحب جود و سخاکے واسطے

Marfat.com

حضرت حبیب عجمی کا تصدق کر عطا
حب اہل بیت عرب کے بادشاہ کے واسطے

حضرت داؤدطائی پیکر صدق و صفا
حضرت معروف کرخی بارضا کے واسطے

صاحب اخلاص کردے سری سقطی کے طفیل
حضرت جنیدؒ امامُ الطائفہ کے واسطے

بوبکر شبلیؒ فنا فی اللہ مجذوبِ خدا
صحبتِ فقراء عطا کر اولیاء کے واسطے

اے خدا توحید کی مے سے ہمیں سرشار کر
شیخ عبدالواحدؒ بحر سخا کے واسطے

اورحضرت ابوالفرحؒ طرطوس کے آں تاجدار
بوالحسن خواجہ کے زہدبے ریا کے واسطے

اولیاء اللہ کی الفت سے ہمیں آبادکر
کر مبارک بوسعیدؒ با صفا کے واسطے

اورحضرت غوث اعظمؒ دستگیر بے کساں
والیِ بغداد شاہِ اولیاء کے واسطے

پیر پیراں کے تصدق مشکلیں آسان کر
سید عبدالقادرؒ مشکل کشا کے واسطے

جن کے دست پاک سے اسلام کو زندہ کیا
میراں محی الدینؒ قطب دوسرا کے واسطے

میرمیراں پیرپیراں گیارہویں والے حضور
سب بیماروں کوشفادے شہنشاہ کے واسطے

بے اولادوں کو الٰہی صاحب اولاد کر
سب پہ ہونظرکرم غوث الوریٰؒ کے واسطے

آپ کی اجداد پاک ،اولاد پاک ،عالی نسب
کربلند رتبہ سبھی کا مصطفیٰ ﷺ کے واسطے

نور چشم غوث الاعظمؒ سیدی عبدالوہاب
نور کی سوغات دے نورہدیٰ کے واسطے

سیدعبداللہ سلامؒ صوفی کامل کے طفیل
پیر سید احمدؒ و محمود شاہؒ کے واسطے

یا الٰہی آشکار اب فقر کے اسرار کر
آں جناب عالی علیؒ بدرالعلیٰ کے واسطے

حمد و تسبیح اور ذکرو فکر میں کامل بنا
مرد حق سید محمدؒ باخدا کے واسطے

آفتاب معرفت بغداد کے مسند نشین
خواجہ شمس الدین شمس اولیاء کے واسطے

شاہ محمدغوثؒ صاحب تاجدار اوچ شریف
ساقیِ عرفان عبداللہ کے واسطے

سیّدزین العابدینؒ نگینہ نگورشریف
شاہ محمدغوثؒ صاحب ستگھرا کے واسطے

سیّد عبدالقادرؒ ، عبدالوہابؒ ، عالی مقام
حاجیُ الحرمین محبوبِ خدا کے واسطے

خطہ لاہور کے دولہا حضرت شاہ چراغ
شمس الدین خان محمدؒ بے ریاکے واسطے

Marfat.com

محی الدین احمدؒ ولی کے واسطے کے دے غنی
میر علی شاہؒ راہنمائے اولیاء کے واسطے

حسنِ صورت، حسن سیرت آنجناب حسنین شاہؒ
ظاہروباطن منورکردے شاہ کے واسطے

غازی جنگ آزادی مشقِ ستم افرنگ
وارثِ حسنین نورحسین شاہ کے واسطے

ہم کو پابند صلوٰۃ و صوم کربارِ الہٰ
سیدمہتاب ؒرشک مہرو ماہ کے واسطے

شاہ اقلیم ولایت شاہ ولایت ؒ کے طفیل
جذب ومستی کردعطاآں پارسا کے واسطے

جن کو شہزادہ شہنشاہ دوعالم نے کہا
سیّد عبدالقادر آلِ مصطفیٰ علیہ السلام کے واسطے

جن کے ذکروفکرسے ملت کوبیداری ملی
مفکر اسلام سید حق نما کے واسطے

اور بحر معرفت کا کر شناور اے خدا
مرشدِ برحق عزیز بارگاہ کے واسطے

یاالٰہی بارگاہ غوث میں کر سرفراز
حاضریں کو خواجگانِ سلسلہ کے واسطے

☆☆☆

اس شجرہ میں طریقت و بیعت کا ایک واسطہ بالکل منفرد ہے۔یعنی انہوں نے حضور بالا پیر سائیں کی بیعت ان کے والد زین العابدین سے اور انکی بیعت سید عبداللہ ربانی سے اور انکی مخدوم اوّل بندگی سید محمد غوث، ذکر کی ہے۔ یہ سلسلہ بالکل معروف نہیں اور نہ ہی کہیں ثابت ہے۔

جبکہ مشہور واسطہ یہ ہے کہ سید محمد غوث بالا پیرؒ کی بیعت اپنے دادا مخدوم ثانیؒ کے ساتھ تھی، انہوں نے ہی خلافت سے نوازا۔ دیکھیے تمام کتب تاریخ اور شجرہ ہائے طریقت۔

......۞۞۞......

Marfat.com

باب پنجم

فصل اوّل

خلفاء کرام

〈یہ فصل ان خلفاء کے بیان میں ہے جو بلا واسطہ ہیں اولاد اور غیر اولاد میں سے بھی ہیں〉

(۱)سید مصطفی بن داتا شاہ چراغ

اوّل خلیفہ آپ کے صاجزادے سید مصطفیٰ ہیں۔

سید مصطفیٰ بن سید چراغ آپ کی روحانی بیعت نسبی دادا سید محمد غوث اچویؒ سے تھی۔

ایام طفولیت (بچپن) میں آپ جو کچھ پڑھتے بھول جاتے اسوجہ سے معلم (استاد) ہرروز تنبیہہ کرتے ایک دن استاد کے ڈر سے تختہ کے نیچے چھپ گئے۔لوگوں نے آپ کو تلاش کر کے حضرت (والدِ ماجد) کے سامنے پیش کیا اور حقیقت حال سے آگاہ کیا تو حضرت نے اپنا لعاب دہن مبارک انکے منہ میں ڈالا اس دن سے جو پڑھا کبھی نہ بھولے اور اپنے ہم عصر افراد پر سبقت لے گئے۔اپنے والد گرامی سے جو یومیہ خرچ ملتا اپنے خرچ کرنے کی بجائے جمع کرتے ایک یا دو ہفتوں کے بعد جمع شدہ رقم کا کھانا پکوا کر فقراء کو کھلاتے۔جب یہ خبر آپ کے والد گرامی تک پہنچی تو آپ نے تنبیہہ فرمائی کہ فقیروں کو اس جگہ مقید نہ کرو۔ بلآخر جب آپ جوان ہوئے تو سخاوت حاتم سے بھی دوگنی ہوگئی۔جیسا کہ اہلیان لاہور پر عیاں واضح ہے۔کاروبار سے آپ کا کوئی تعلق نہ تھا اس کے باوجود بغیر اسباب کے اپنے اجداد کے روضہ کے قریب بڑی مسجد کے لیے

Marfat.com

چالیس ہزار روپے یکمشت دیے اور ہر ماہ دو عرس اپنے بزرگوں کے کرتے اور ہر عرس پر ہزار دو ہزار افراد کا عمدہ کھانا تیار کرواتے اور معلوم نہ تھا کہ یہ سب کچھ کہاں سے آتا ہے شاید غیب سے عطا ہوا، یا بے نیازی کا صلہ پاتے تھے۔

سید مرتضیٰ خان جو آپ کے مریدوں اور معتقدوں میں تھا ایک بار آپ کی بارگاہ میں اسی (80) ہزار نیاز لیکر حاضر ہوا اور نیاز قبول کرنے کی التجا کی۔فرمایا ہمیں رزق اللہ کے حکم اور اسکے بھروسہ سے ملتا ہے۔اور سخاوت کا یہ عالم ہوگیا کہ خلق خدا نے کہا ایک حاتم نہیں دو حاتم ہیں جب آپ جوان ہوئے تو کچھ مشقت وریاضت والے اعتکاف کیے اور قد وقامت میں آپکا سر بلند رہتا تھا۔عید وغیرہ کے مجمع میں تمام آدمیوں سے آپ کا سر بلند ہوتا تھا تلاوت قرآن اور سماع سے آپ پر سکر اور غلبہ کی کیفیت طاری ہو جاتی یہ کیفیت ہفتہ دو ہفتہ جاری رہتی اور پسینہ دریا کی طرح رواں ہوتا اور اگر کوئی شخص حضور ﷺ کا اسم مبارک آپ کے سامنے لیتا تو آپ پر اور حاضرین پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔

آپ کی وفات کا عجیب حال: اس دن جس رات آپ کا انتقال ہوا جمعہ کا دن تھا نماز (جمعہ) سے پہلے غسل کیا اور حجام جو کہ آپ کا خادم تھا، سے فرمایا تو نے بہت زیادہ عرصہ میری خدمت کی مجھ سے جو کمی ہوئی ہو معاف کرنا اور اسی عبارت کے ساتھ اپنے تمام متعلقہ افراد سے معافی طلب کی اور خوشبو لگائی درود شریف تمام نمازی حضرات کے ساتھ ملکر پڑھا جب امام خطبہ پڑھ رہا تھا تو اسی دوران کاغذ کے ٹکڑے پر لکھا اور اپنے سامنے اونچا کر کے رکھ دیا معلوم نہ تھا کہ کیا ہے۔جب نماز سے فارغ ہوئے تو قبرستان گئے فاتحہ کی گھر واپس آئے مغرب کے بعد بخار ہوا تو حاضرین کو فرمایا مسافر جانیوالا ہے پھر دل میں درد ہوا طبیب بلایا گیا۔لیکن درد غالب رہا چار بار کلمہ طیبہ پڑھا بلند آواز سے اور عالم عقبیٰ کی طرف رجوع فرمایا۔انا للہ وانا الیہ راجعون روح کے بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی غسل ودفن کے وقت تک پسینہ جاری رہا اسی نسبت سے طبیب نے

Marfat.com

کہا آپ کو حادثاتی (شہادت کی) موت ملی ہے۔[20:210]

تاریخ وفات : آپکے صاحبزادے سید مجتبیٰ نے تاریخ وفات (۱۳ شعبان، ۱۰۶۵ھ بوقت شام) بیان کی ہے اور فرمایا میں اسوقت کم سن تھا اسی لیے بندہ کی تربیت عم محترم سید محمود نے کی اور سجادہ نشینی بھی عطا فرمائی۔ چنانچہ وہ نقل فرماتے ہیں: ''وچون رحلت ایشاں ناگہاں شدو ایں بندہ صغیر بود، لہذا احتیاج بمرشد دیگر افتاد اگر چہ این نیز حکم ایشاں نست چنانچہ در احوال ارشاد پناہی می آید وفات ایشاں سیزدہم شہر شعبان نیم شب وحقیقت سنہ ازین ابیات معلوم میشود ے

سید دین متین ، خزن اسرار غیب
مقتدائے اولیاء و عارف مطلوب حق
ہاتف اندر گوش عبدی سال تاریخش بگفت
''نورِ چشم مصطفیٰ و سید محبوب حق''

(۱۰۶۵ ھ)

یہاں معاملہ بالکل واضح ہو گیا۔ فرماتے ہیں کہ بندہ اس وقت صغر سن تھا لہذا اسی لیے بیعت مرشد کی ضرورت پیش آئی۔ اگر آنجناب کی وفات ۱۰۸۴ھ مانی جائے تو سید محمود کی وفات ۱۰۸۶ھ ہے۔ محض دو سال کے اندر نہ تو صغر سنی پختہ عمر کو پہنچتی ہے اور نہ ہی احتیاج مرشد محسوس ہوتی ہے۔ ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرما دیا کہ سن وصال ان ابیات سے ظاہر ہے۔[20:210]

جبکہ سید اصغر علی نے شجرۃ الانوار میں تیرہ شعبان ۱۰۸۴ھ بیان کی ہے۔[38:143] اور اسی نسبت سے باقی مؤرخین نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ چونکہ ''عین التصوف'' کا مخطوط کسی کی دسترس میں نہیں تھا، نہ ہی یہ ماخذ بن سکا، اور نہ ہی سابقہ سیرت نگاروں کی کتب میں اس کے حوالہ جات نظر پڑتے ہیں۔ لہذا یہ تاریخ وصال بھی نہ میسر ہو سکی۔ مگر آج جب یہ دستیاب ہے اور دوسروں کی نسبت معتبر بھی ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اسکو اختیار نہ کریں۔

Marfat.com

(۲)حضرت درگاهی شاه قادری رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی 1122ھ/1710ء)

آپ کے ابتدائی حالات کسی تذکرہ سے معلوم نہیں ہو سکے۔تحقیقات چشتی کے مطابق حضرت شاہ چراغ" کے ہمراہ لاہور تشریف لائے۔حدیقۃ الاولیاء میں ہے کہ آپ حضرت شاہ چراغ گیلانی لاہوری کے مرید اور صاحب کشف وکرامات تھے۔ان کی دعا حاجت مندوں کے لیے اکسیر اعظم تھی' اس لئے دن رات دروازے پر دعا کرانے والوں کا ہجوم رہتا تھا۔ ''مدینۃ الاولیاء میں ہے کہ قادری سلسلہ کے علاوہ آپ نے خاندان چشتیہ صابریہ میں بھی فیض حاصل کیا۔[79:221]

ہال روڈ میں جس جگہ اب آپ کا مزار ہے'اس کے ساتھ ایک کنواں بھی ہوتا تھا۔جسے ''پانی واتیاں دا کھوہ'' کہتے تھے۔راقم [☆] نے لڑکپن کے زمانے میں اس کنویں کو دیکھا تھا۔جس کے ساتھ چند ''سقاوے'' بھی تھے۔خارش کے مریض یہاں آ کر نہاتے تھے اور اللہ کی قدرت سے شفایاب ہو جاتے تھے۔اب کنواں بند کروا کر ہیڈ پمپ لگا دیا گیا ہے۔

''اولیاے لاہور'' میں کہ جو زمیندار اس کنویں کا مالک تھا' وہ حضرت کا مرید تھا' اتفاق سے زمیندار کے بیٹے کے بدن پر اس قسم کے پھوڑے نکل آئے جسے پنجاب میں ''پانی واتے'' کہا جاتا ہے۔اس قسم کے پھوڑوں میں صرف پانی ہوتا ہے۔زمیندار اپنے بیٹے کو حضرت کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور التجا کی کہ اس کی شفا کے لیے دعا فرمائیں۔حضرت نے فرمایا کہ اس مرض سے شفایابی کے لیے تمہارے کنویں کا پانی کافی ہے۔اسے کنویں کے پانی سے نہلا دو' یہ شفایاب ہو جائے گا' پھر فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ خارش کا جو بھی مریض اس کے پانی سے

[☆] راقم سے مراد یہاں خواجہ عابد نظامی ہیں، چونکہ یہ انکی کتاب کا ہی متن ہے۔

Marfat.com

نہائے' وہ شفایاب ہو۔ زمیندار نے اپنے بچے کو کنویں کے پانی سے نہلایا تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وہ تندرست ہو گیا۔

حضرت کی وفات 1122ھ مطابق 1710ء ہے۔ اس وقت متحدہ ہندوستان پر قطب الدین شاہ عالم اوّل (بہادر شاہ اوّل) کی حکومت تھی اور سید اسلم خان نائب ناظم لاہور تھا۔ مزار اقدس چوک ہال روڈ کے قریب مسجد کے اندر واقع ہے۔ اسی روڈ پر چند قدم آگے حضرت سید اسماعیل بخاری محدث رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ جنہیں اولین مبلغ لاہور کہا جاتا ہے۔ [79:222]

(۳) حضرت ماهی شاہ قادری

آپ توکل میں یگانہ روزگار مشائخ میں کامل ترین بزرگ تھے، مشہور ولی اللہ حضرت شاہ چراغ قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور حضرت درگاہی شاہ قادریؒ کے پیر بھائی تھے۔ آپ کا مزار مبارک ہال روڈ پر حضرت درگاہی شاہ قادریؒ کے پاس مرجع خلائق ہے، آپ کے مزار مبارک کے نزدیک ہی چاہ پانی واتیاں والا، مسجد شاہ بدر اور قبرستان سادات گیلانیاں موجود تھے، آج مسجد اور قبرستان کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے۔ اس قبرستان میں جید بزرگان دین کی قبور تھیں جن میں حضرت سید محمد فاضل متوکل بن سید محمد ہاشم گیلانیؒ (المتوفی ۱۱۱۲ھ) حضرت عبداللہ گیلانی بن سید اسماعیل بن سید قاسم بن سید صوفی گیلانی (المتوفی ۱۱۴۱ھ) شامل ہیں۔ مسجد شاہ بدر بہت خوبصورت اور تین گنبد والی تھی جس کو مزنگ کے نمبردار سردار خان بلوچ نے مسمار کرا دیا تھا۔

[99:122]

(٤) شاہ سفیر رحمۃ اللہ علیہ

مزار...... بمقام شاہ سفیر، بڑی خانقاہ، تحصیل سوہاوہ، ضلع جہلم۔ آپ کے مزار پہ جلد کی بیماریوں والے حاضر ہوتے ہیں اور شفا پاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں انکی خانقاہ بڑی مشہور ہے۔ [101]

Marfat.com

آپ کے مزار شریف کے باہر ایک تختی پر یہ عبارت تحریر ہے:

''دربار عالیہ حضرت بابا سید شاہ سفیر زیدی (بڑی خانقاہ والی سرکار)

بمقام شاہ سفیر، بڑی خانقاہ تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم

سنِ ولادت ۹۸۰ھ، سنِ وصال ۱۰۵۵ھ''

(۵) شاہ دُرویش رحمۃ اللہ علیہ

مزار، میانہ تھب، ضلع اسلام آباد، میں ہے۔ ان کے مزار پر نابینا لوگ بہت حاضری دیتے ہیں، یہ شاہ سفیرؒ کے سگے بھائی تھے۔ [101]

(٦) شادی شہید رحمۃ اللہ علیہ [بھمبھر آزاد کشمیر]

اصل نام ''شاداب خان'' تھا۔

حضرت شادی شہید کا مزار آزاد کشمیر کے علاقہ بھمبر اور سماہنی کے درمیان ہے عام قیاس یہ ہے کہ آپ ابراہیم لودھی کے دور میں ہو گزرے ہیں یہاں پر سب سے اہم چیز مزار پر بکروں کا چڑھاوا پیش کیا جاتا ہے۔ راجپوت جب راجاؤں میں یہ رواج ہے بلکہ منت ہوتی ہے۔ کہ نئے خاندان کے ہاں جو پہلا لڑکا پیدا ہوگا۔ منت اور عقیدت کے طور پر اس بچے کی طرف سے صحت مند بکرا مزار شادی شہید کے حضور پیش کیا جاتا ہے۔ بکرا کو روضہ کے قریب ذبح کر کے بکرا کی ایک دستی پیش کی جاتی ہے۔ بقیہ گوشت عقیدت مند مزار کے قریب پکا کر کھا لیتے ہیں بکرے کے چڑھاوا کے لیے پورا خاندان حاضر ہوتا ہے۔ جمعرات اور جمعہ کے روز حضرت شادی شہید پر میلے کا سا سماں ہوتا ہے۔ [78:539]

......❀❀❀......

Marfat.com

فصل دوم:

خلفاء کا مزید سلسلہ فیض

(یہ فصل ان خلفاء کے بیان میں جو بالواسطہ ہیں ،اور آپ ؒ کی اولاد میں سے ہیں اور اپنے اپنے عہد میں نئے سلسلوں کے بانی مبانی ہوئے ہیں)

خلفاء میں سب سے زیادہ سلسلہ فیض سیدنا امام حیدر بخش بن سید اللہ بخش بن سید اسماعیل بن داتا شاہ چراغ لاہوری سے پھیلا۔ پنجاب میں یہی اکثریت رکھتا ہے۔

حضرت سیدنا امام حیدر بخش سے ادھر (پاکستان) میں سند خلافت دو بزرگوں کو ملی ایک آپ کے صاحبزادے سید حسن بخش المعروف داتا حسنین سائیں اور دوسرے آپ کے رشتہ کے بھائی سید غلام محمد غوث سنگھروی۔ حسنین سائیں سے سلسلہ فیض زیادہ تر آپ کی اولاد میں چلا اور سید غلام محمد غوث سے بقیہ خلفاء ہوئے۔ دونوں سلسلہ آج تک اپنے پورے طمطراق اور عروج و تمکنت کے ساتھ زندہ و پائندہ ہیں۔ اب ہم تفصیل اور ترتیب کے ساتھ انکا تبرکاً ذکر خیر کرتے ہیں۔ یہاں ہم داتا حسنین سائیں سے مشتق سلاسل اور خلفا کا ذکر کرتے ہیں۔

سید إمام حیدر بخش رحمة الله علیه

ناصر الخلائق و عارف الحقائق ،قبلہ سالکان ، بن سید اللہ بخش بن سید اسماعیل بن سید شاہ چراغ لاہوریؒ۔ حضرت شاہ چراغ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے سید اسماعیل سلطان پور لودھی (بھارت) چلے گئے تھے۔ وہیں آپ کی اولاد ہوئی۔ امام حیدر بخش نے ظاہری تعلیم اپنے والد اور دوسرے بڑے بڑے علماء وقت سے کی۔ صاحب دیوان شاعر بھی تھے۔ آپ

Marfat.com

اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔اپنی روحانی پیاس بجھانے کیلئے سیاحت کرتے ہوئے لاہور تشریف لائے اور اپنے چچا سید مجتبیٰ ؒ کے دست اقدس پر بیعت کی۔کچھ وقت انکی خدمت میں رہے اور اصلاح قلب کے بعد واپس سلطان پور چلے گئے۔وہیں آپ کا وصال ہوا آپ کا مزار شریف بھی وہیں ہے۔تاریخ وصال کی تصدیق نہیں ہوسکی۔سلسلہ فیض اُدھر ہندوستان میں بھی پھیلا اور موجودہ پاکستان میں سلسلہ آپ کے صاحبزادے سید حسن بخش المعروف حسنین سائیں اور سید غلام محمد غوثؒ سے پھیلا۔ [82]-[42]

سید حسن بخش رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الطریقت، حجۃ السالکین، مخدوم الخادیم، ذوالمدح والتوصیف، صاحب الإرشاد و التصنیف، بانی شیخو شریف، حضرت سید ابو محمد حسن بخش گیلانی القادری المعروف داتا حسنین سائیںؒ۔آپکی پیدائش سلطان پور لودھیاں، ریاست کپور تھلہ (بھارت) میں ہوئی۔آپ مادرزاد ولی تھے بچپن سے ظہور کرامات ہونے لگا۔آپ نے خرقہ خلافت اپنے والد ماجد سے حاصل کیا انکی وفات حسرت آیات کے بعد سیاحت کو نکلے پہلے لاہور حاضر ہوئے داتا شاہ چراغ کے مزار پر حاضری دینے کے بعد اپنے جداعلیٰ سید محمد غوث بالا پیر کے حضور حاضری دی۔وہاں آپکو تھوڑی دور ایک جگہ جانے اور مستقل رہائش کا حکم ہوا۔یہی جگہ شیخو شریف کے نام سے موسوم ہے۔اسی جگہ آپ نے دوسری شادی اپنے ماموں سید غلام غوث بن سید غلام مرتضیٰ گیلانی ستگھروی کی صاحبزادی سے کی۔آپ کے ہاتھ پر متعدد سکھوں اور غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔آپ حنفی المسلک اور طریقت قادریہ کے کامل شیخ تھے۔آپ کے خلفاء میں دو ہستیوں کو شہرت دوام نصیب ہوئی، ایک آپ کے صاحبزادے سید عبدالقادرؒ اور دوسرے سید سخی سیدنؒ سائیںؒ جنہوں نے دیپالپور مسند ارشاد سنبھالی۔آپ کا وصال غالباً (۱۱۹۱ھ/1780ع) ہے۔آپ کا مزار بالا پیر سائیںؒ کے پائنتی کی جانب ہے۔آپ کے خلفاء میں۔سید عبدالقادر، سید سید محمد اور عبداللہ سخی

Marfat.com

سیدن ہیں۔[42]

سید عبداللہ المعروف سخی سیدن سائیں

ہادی المصلین ،اکمل الکاملین، مخدوم المخادیم، عارف الحق والدین، سید عبداللہ گیلانی بن سید عبدالقادر شاہ گیلانی بن سید مجتبیٰ گیلانی بن سید مصطفےٰ گیلانی بن سید عبدالرزاق گیلانی المشہور داتا شاہ چراغ لاہوری۔ آپؒ نے علوم معارف کی تکمیل لاہور رہ کر ہی فرمائی۔ حضرت شاہ چراغ کی سجادگی کے آپ ہی اصل وارث تھے۔ مگر نوعمری کے باعث محروم کر دیے گئے۔ اسی وجہ سے شکستہ خاطر ہو کر لاہور سے ہجرت کی اور اپنے جدامجد سیدنا محمد غوث بالا پیر کی درگاہ پر حاضری دی ،وہیں سے اشارہ غیبیہ پا کر دیپالپور کا رخ کیا۔ دیپالپور والے سید ہمدانی امام جعفر الصادق کی اولاد تھے اور آپ کے ننھال بھی تھے۔ دریائے بیاس کے کنارے جنگل میں بسرام کیا۔ شہرہ کرامات ہونے لگا، دیپالپور کے قاضی صاحب کا بیٹا کند ذہن تھا اور اکثر باپ کے عتاب کا شکار رہتا۔ ایک دفعہ اس نے بھاگ کر دریا کا رخ کیا وہاں آپؒ کی چارپائی کے نیچے پناہ لی۔ قاضی صاحب نے جب ڈھونڈھ نکالا تو آپؒ نے فرمایا قاضی صاحب اسکو نہ ماریں، قاضی صاحب جب باز نہیں آئے تو آپ نے فرمایا: قاضی صاحب سنیے جو بھی آپ اس سے سننا چاہتے ہیں۔ آپ نے اشارہ کیا تو لڑکا، فرفر بولنے لگ گیا۔ قاضی صاحب نے قدمبوسی کی اور آپ کو اپنے ساتھ شہر کی مسجد میں لے آئے۔[102]

حسنین سائیں بھی سلطان پور سے آتے ہوئے ، آپ کے ہاں ٹھہرے دونوں بزرگوں کے ساتھ ایک جیسے حالات پیش آئے تھے، سو ایک دوسرے کی تسلی و تشفی کروائی۔ اسی وقت آپ نے حسنین سائیں کو بیعت کی درخواست کی، جو انہوں نے قبول کی اور مرید فرمالیا، مراقبہ اور شغل قادریہ کی تلقین فرمائی۔ مزید خرقہ خلافت جو کہ انکا جدی تھا سپرد فرمایا۔ تقوی اور بعد از وصال یہیں مدفون ہونے کی نصیحت فرمائی۔ آپ نے ۱۸ جمادی الثانی ۱۲۳۲ھ کو وصال فرمایا اور

Marfat.com

دیپالپور (آج کے موجودہ) شہر میں مزار اقدس، زیارت گاہ خاص وعام ہے۔[42]

سید عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ

کامل الکاملین، اعرف العارفین، مخدوم المخادیم ،آپ داتا حسنین سائیںؒ کے بڑے فرزند تھے۔آپ کی ولادت سلطان پور لودھی میں ہوئی۔علوم ظاہری اپنے والد اور اپنے نانا سے سیکھے۔جب حسنین سائیںؒ آپ کو چھوڑ کر شیخو شریف آئے تو آپ کا دل بھی فراق میں اداس ہو گیا۔اپنی والدہ کو ساتھ لیا اور تلاش کرتے ہوئے لاہور سنگھرہ اور پھر شیخو شریف آ گئے۔آپ بڑے پابند شریعت اور کامل طریقت تھے۔آپ مزاجاً بڑے نفیس اور پاکیزہ اطوار تھے۔خوبصورت فارسی اور ریختہ (اردو) لہجہ میں گفتگو فرماتے۔آپ کی بیعت اپنے والد بزرگوار سے تھی۔آپ حنفی المسلک اور طریقت قادریہ کا مکمل نمونہ تھے۔آپکا وصال شیخو شریف (ضلع اوکاڑہ) میں ہوا۔آپ کے سن وصال کی تصدیق نہیں ہو سکی غالباً (1835ع) کے قریب تر ہے۔مزار آپ کے والد کے پہلو میں احاطہ دربار بالا پیر سائیںؒ میں ہے۔[42]-[82]

سید سید محمد گیلانی الشیخوی رحمۃ اللہ علیہ

قدوۃ السالکین، حجۃ العاشقین ، امام الواصلین شیخ الطریقت الشیخویہ،سید سید محمد سائیں،آپ داتا حسنین سائیںؒ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔آپ کا نسب مادری داتا شاہ چراغ لاہوری سے اسطرح ملتا ہے۔سیدۃ بی بی ہاجرہ بنت سید غلام غوث بن سید غلام مرتضی بن سید نصر اللہ بن سید عبد الرزاق شاہؒ چراغ،آپ کی ولادت باسعادت (عروج ماہ ذوالحجہ ۱۱۸۰ھ/ 1769ع) میں ہوئی۔آپ کی ولادت کی بشارت جناب حسنینؒ کو بالا پیر سائیںؒ نے اور آپ کی والدہ کو سید المرسلین علیہ السلام اور علی المرتضیٰؓ نے خواب میں دی۔آپ مادر زاد ولی تھے آپ کا بچپن دوسرے بچوں سے مختلف تھا،اکثر جذب ومستی کی کیفیت طاری رہتی بچپن سے ہی کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ آپ نے تربیت کے ابتدائی مراحل اپنے والد کے زیر سایہ طے کئے اور انکی وفات کے بعد اپنے

Marfat.com

بڑے بھائی سید عبد القادر کے دست مبارک پر بیعت کر کے انکی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔
سید عبد القادرؒ آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔آپ کی تمام تر زندگی مجاہدات پر مبنی ہے۔کئی بار
حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور تا حیات غوث الاعظمؒ کی زیارت اور راہنمائی سے مشرف
رہے۔آپ نے فرمایا کہ محبوب سبحانیؒ نے مجھے توکل، توبہ، ذکر وفکر، صدق وصفا، فنا وبقا، وجد و
عرفان، خوف ورجاء، کے معنی تفصیلاً سمجھا کر فیض یاب کیا حتیٰ کہ میری صفات مٹ گئیں اور میں نے
قرب حضوری کو پالیا۔آپ سے اس قدر کرامات ظاہر ہوئیں کہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔آپ کا
وصال (۱۲۶۰ھ/3 اپریل 1849ع) ہے۔آپ کا مولد ومنشا ومدفن شیخو شریف ہے۔آپ پہلے
بزرگ ہیں جنکا مزار شیخو شریف بنایا گیا۔[82]

آپ کے خلفاء میں ، آپ کے صاحبزادے سید سیّد محمود، آپ کے بھتیجے سید
عبدالرزاق اور سید سیّد مبارک، سجادہ نشین سنگھرہ شریف (جو سیدنا مبارک حقانی کی اولاد سے ہیں)
اہم ہیں۔(تفصیلات کیلئے حیات سید سید محمد ملاحظہ فرمائیں)

سید سید مبارک گیلانی سنگھروی

نام نامی سید مبارک تھا۔آپ سیدنا مبارک حقانی کی اولاد سے تھے۔علم ظاہری کے
بعد جب روحانیت کی طرف متوجہ ہوئے تو ظاہری پیر کی ضرورت محسوس ہوئی۔دیوان حضرت اللہ
جوایا (سجادہ نشین حضرت بابا فرید الدینؒ) کے ایماء پر حضرت سید سید محمد سائیں کی بیعت کا ارادہ
لے کر شیخو شریف حاضر ہوئے، گو پہلے بھی واقف حال تھے، خاندان بھی ایک تھا۔پہلے سجادہ نشین
سید عبد القادرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دل مطمئن ہوا، تو بیعت کی درخواست کی آپ نے فرمایا:
میاں ہم پیری مریدی نہیں کرتے، جاؤ میرے برادر خورد سید محمدؒ کے مرید ہو جاؤ، میں دعا گو رہوں
گا۔جب سید محمد سائیںؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی ظاہری حالت دیکھ کر مطمئن نہ ہوئے،
واپس جانے لگے تو سرکار نے فرمایا: سیّد مبارک مرید نہ ہونا فقیر کی کلی (کٹیا) میں سے ایک پیالہ پانی

Marfat.com

کا تو پیتے جاؤ۔بس...... جب کلی کے اندر گئے تو دنیا ہی بدل گئی۔ باہر آ کر قدموں پہ گر پڑے اور مرید ہوکر عرصہ دراز تک خدمت میں رہے۔جاتے بار مرشد نے دعا دی کہ جاؤ مجھے تمہارے نسب سے ایک قطب اور ایک ابدال کی خوشبو آ رہی ہے،سو...... سخی محمد علی اور پیر اصغر علی گیلانی (بستی غلام قادر) پیدا ہوئے۔ستگھرہ مبارکہ کے سجادہ نشین تھے ہزار ہا مخلوق خدا نے فیض حاصل کیا۔سن وصال کا علم نہیں ہوسکا۔مزار شریف ستگھرہ میں ہے۔[82] (بروایت پیر سید حیدر امام گیلانی)

سید عبد الرزّاق گیلانی القادری رحمۃ اللہ علیہ

معین الملۃ والدین،عارف العارفین مرشد سادات،صاحب فہم و ادراک،ہادی عبدالرزاق پاکؒ،آپ سید عبدالقادر کے صاحبزادے اور سید سید محمد سائیںؒ کے بھتیجے تھے۔آپ کی ولادت (۱۲۰۹ھ/1792ع) میں ہوئی۔تربیت کے ابتدائی مراحل اپنے والد ماجد کے زیر سایہ طے کئے پھر اپنے چچا سید سید محمدؒ کے دستِ اقدس پر بیعت کر کے سلوک و معرفت کی باقی ماندہ منازل طے کیں۔آپ صاحبِ کرامت ولی تھے۔آپ کی زلفیں شانوں تک تھیں۔اسی سبب سے لقب ''زلفاں والی سرکار'' پڑ گیا مزاج شریف اور زیادہ تر عادات اپنے چچا سے ملتی تھیں۔اکثر مزاج اقدس پر بے خودی کی کیفیت طاری رہتی۔(۶ صفر المظفر ۱۳۰۴/1887ع) میں ۹۵ سال کی عمر میں وصال ہوا۔شیخو شریف آپ کا مولد و منشا و مدفن بنا۔آپ کے خلفاء میں آپ کے صاحبزادے سید سید اللہ بخش اور پوتے سید سردار عالم سائیں (م ۲۱ ربیع الاوّل ۱۳۶۰ھ) بھی خاصی شہرت کے حامل ہیں۔ساتھ ہی آپ نے اپنے نواسے سید صوفی احمد شاہ صابر کو بھی خرقہ خلافت عطا فرمایا۔[89]

سید احمد گیلانی القادری رحمۃ اللہ علیہ

معین الفقراء،صاحب حلم و جود و سخاء ،بے ریاء، مرشد و راہبر،ابو اکبر سید احمد شاہ صوفی صابر،آپ سید مہر علیؒ بن سید سید محمد سائیںؒ کے صاحبزادے تھے۔کمال صبر و تحمل اور عبادت و

Marfat.com

ریاضت سے مخلوق میں صوفی صابر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ لکھنا پڑھنا معمولی جانتے تھے مگر آپ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ کئی علماء دین آپ کے مرید تھے۔ شرقپور میں آپکے مرید بکثرت تھے جب کبھی آپ تشریف لے جاتے تو پیر شیر محمد شرقپوریؒ آپ کی زیارت کیلئے خصوصاً حاضر ہوتے اور دیر تک آپکی صحبت سے بہرہ ور ہوتے۔ آپ قائم اللیل، صائم النہار اور کم گو تھے۔ بہت کم کھانا تناول فرماتے۔ پورے شیخو شریف سے آپ کی خدمت میں کھانے پیش کئے جاتے مگر آپ کبھی کبھار کوئی سالن چکھ لیتے اور باقی غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیتے۔ ہر وقت آپ کے آستانہ پر ضرورت مندوں کا جمگھٹا رہتا۔ آپ کی بیعت اپنے نانا سید عبدالرزاقؒ سے تھی۔ آپ مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری تھے۔ آپ کے حجرہ اعتکاف پر نصب کتبے آج بھی اسکا بین ثبوت ہیں۔ آپ کے صرف ایک صاحبزادے تھے۔ جو کمسنی میں فوت ہو گئے۔ آپ کی ولادت (۱۲۵۵/ 1834ع) ہوئی اور آپ کی تاریخ وفات (۱۱ رجب المرجب ۱۳۶۰ھ/ 1939ع) ہے۔ آپ کا مزار احاطہ دربار سید محمد سائیںؒ میں ہے۔ آپ کے خلفاء میں آپ کے بھتیجے سید محمد حسن سید ابوالحسن، سید حسن اور مزید سید احمد حسن اور سید محمد حسینؒ بن سیّد سید علیؒ سائیں قابل ذکر ہیں۔

مزید حضرت سخی حیدر امام چنؒ پیر (29 ستمبر 1947ع) بن سید اصغر علی گیلانی بھی خصوصی شہرت رکھتے ہیں، آپ سیدنا مبارک حقانی کی اولاد سے تھے۔ ان سے ایک نیا سلسلہ فیض بستی سخی غلام قادر پاکپتن شریف میں متعارف ہوا۔ جبکہ وہ پہلے بھی خاصا معروف سلسلہ ہے۔ [90]

سید محمد حسین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم الفقراء، مجسم اخلاق نبویہ، مزین اطوار غوثیہ آپ سید سیّد علیؒ (متوفی ۱۱ جمادی اول ۱۳۴۹ھ/ 15 اکتوبر 1930ع) بن سید فضل علیؒ شاہ (متوفی ۱۳۰۹ھ) بن سید سید محمد سائیںؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کے صوفیانہ عادات و خصائل پیدائشی تھے۔ ابتدائی کتب اپنے والد سے پڑھیں اور درس نظامی مولانا نظام الدین صاحبؒ سے پڑھا، پابند شریعت اور کامل ہستی تھے۔ فراخی

Marfat.com

رزق کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے بے مثل سخاوت کی صفت سے مزین کیا تھا۔ قحط کے زمانوں میں رشتہ داروں، مریدوں اور دیگر غرباء و مساکین کی ضروریات کو پورا فرماتے۔ آپ کی بیعت صوفی احمد شاہ صابرؒ سے تھی۔ آپ اپنے ہم عصر، معمر و مکرم مشائخ قادریہ کے نزدیک اپنی جوانی کے عالم سے ہی مستحسن حیثیت اور منفرد قدر و منزلت رکھتے تھے۔ خصوصاً محدث علی پور سید جماعت علی شاہؒ، مخدوم صدر الدین گیلانیؒ (ملتان)، سید اصغر علی گیلانیؒ (بستی غلام قادر پاکپتن) اور سید قطب علی شاہ صاحب بخاریؒ پیر محلوی)۔ آپ نے سلسلہ چشتیہ اور نقشبند سے بھی روحانی فیض حاصل کیا۔

حضرت خواجہ معین الدینؒ اجمیری سے خصوصی قلبی لگاؤ تھا وہاں کے سجادہ نشین سے بھی مراسم تھے۔ بابا فرید الدین، پاکپتن بھی حاضری دیتے تھے۔ آپ کی ولادت (۱۳۱۵ھ) اور وفات (۲۱ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ/ 30 مئی 1959ء) کو شیخوشریف میں ہوئی۔ آپ کے خلفاء سادات میں قابل ذکر آپکے صاحبزادے سید افضال حسین زاد اللہ عمرہ سید مراتب غوثؒ، آپکے بھتیجے سید مشتاق حسینؒ گیلانی الشیخوی (متوفی ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ/ ۲۶ فروری ۱۹۸۴ء) اور دیگر سادات کرام سید عبدالستار الجعفری البخاریؒ (منڈی واربٹن) سید قطب علی شاہ بخاریؒ (جھوک سیفل) اور میاں نیاز علیؒ، میاں محمدؒ، میاں فاضلؒ اور منشی علم الدینؒ قادری صاحب مشہور ہیں۔ [77]

نوٹ: سید سید علیؒ سائیں کی بیعت اپنے تایا سید سید محمودؒ (م ۲۷ رجب ۱۲۹۷ھ) کے ساتھ تھی۔

سید مراتب علی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب شرافت و نجابت، پیکر متانت، واقف رموز معرفت مرشدی سید مراتب علیؒ بن سید محمد حسین گیلانی القادریؒ آپ کی بیعت تبرک سید احمد شاہ صوفی صابرؒ سے تھی اور اپنے والد ماجد کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ جو کہ ایک متبحر عالم دین تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد میٹرک ساہیوال سے کیا، لاہور اسلامیہ کالج میں بھی زیر تعلیم رہے۔ اساتذہ کی طرف سے مراتب اختر کا خطاب ملا۔ عربی، فارسی اور انگریزی میں بھی یکساں عبور حاصل تھا۔ لاہور میں مولینا عبدالمجید

Marfat.com

سالک اور مولینا صلاح الدین سے صحبت رہی ساہیوال میں سید منظور حسین مہجورؒ اور مجید امجد صاحبؒ سے گہری دوستی تھی۔ لاہور میں قیام کے دوران حضور غوث اعظم کی توجہ کے باعث یہ ماڈرن نوجوان ،جدید غزل کا منفرد شاعر ''جنگل سے پرے سورج'' اور ''گنج گفتار'' کا خالق ہر چیز کو خیر آباد کہہ کر شیخو شریف چلا آیا اور مخلوق خدا میں مراتب غوث کے لقب سے مشہور ہوئے۔ باقی ساری زندگی سلسلہ قادریہ کی تبلیغ اور خدمت میں گذار دی۔ آپ کا ایک ہی بیٹا تھا جو کمسنی میں فوت ہو گیا۔ اور کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ کی ولادت (۱۳۶۰ھ/ 1939ع) میں ہوئی اور وفات (۱۵ جمادی الاوّل ۱۴۰۹ھ/ 25 دسمبر 1988ع، 11 پوہ 2045ب، بروز اتوار) کو ہوئی۔ آپ کا مزار شیخو شریف میں ہے۔ نَوَّرَاللہ ضریحہٗ۔ [81]

(احقر راقم الحروف کے پیرو مرشد یہی ہیں، اسی لئے سلسلہ طریقت کو ان پر منتہی کیا ہے۔ ورنہ اس سلسلہ میں اور بھی کئی نامور بزرگ ہوئے ہیں۔ جنکا تذکرہ ہم آئیندہ، پیران شیخو شریف کے نام سے ایک علیحدہ کتاب میں تفصیل سے کریں گے)

Marfat.com

فصل سوم:

(یہاں ہم حضرت سیدنا غلام غوث ستگھروی سے پھیلے ہوئے سلسلہ کے خلفاء کا ذکر کرتے ہیں۔ جن سے علیحدہ علیحدہ نئے سلسلوں کی بنیاد پڑی۔ اور کثرت سے خلق خدا فیض یاب ہوئی۔)

سید غلام محمد غوث گیلانی، ستگھروی

سید غلام محمد غوث گیلانی، ستگھروی کا سلسلہ نسب کچھ اسطرح ہے سید غلام محمد غوث بن سید غلام مرتضی بن سید نصر اللہ بن سید شاہ چراغ لاہوری۔ ستگھرہ میں پیدا ہوئے، آپکا زمانہ مبارکہ 1700ء کا ہے۔ اپنے رشتہ کے بھائی اور بہنوئی سیدنا امام حیدر بخش سے بیعت کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اور درگاہ غوثیہ سیدنا محمد غوث بالا پیر پر اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے۔ آپ اپنے آباء اور اپنے پیر کے بااختیار خلیفہ تھے، اپنے پیر و مرشد کی غیر موجودگی میں، درگاہ پر آنے والی خلق خدا کی دلجوئی فرماتے تھے۔ خلق کثیر نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ انہی فیض یافتہ لوگوں میں حضرت سید امان اللہ شاہ زیدی المعروف سلطان ہاتھی وان بھی ہیں۔ یہیں وصال فرمایا، مزار اقدس حضور سیدنا بالا پیر کی پائینتی کے طرف ہے۔ تاریخ وصال کا حتمی علم نہیں ہوسکا۔[42]

سید امان اللہ زیدی، سلطان ھاتھی وان

نام مبارک امان اللہ تھا۔ آپ کے آباء ہندوستان کے سادات بارہ میں سے تھے۔ نو عمری میں ہی والد سید کمال الدین شاہ کا وصال ہوگیا۔ فراق کی کیفیت رہتی، جنگلوں میں نکل جاتے، انقطاع خلائق کر لیتے۔ ایک دن سرکار غوث پاک کی زیارت ہوئی، تو آپ نے فرمایا: ''امان اللہ! تو میرا ہے۔ مگر ظاہری پیر کا ہونا ضروری ہے، جاؤ ستگھرہ چلے جاؤ''۔ ساتھ ہی ظاہری مرشد کی صورت بھی دکھادی۔ آپ ستگھرہ پہنچے۔ سیدنا غلام غوث کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ مگر سرکار نے فرمایا تھا

Marfat.com

کہ وہ تمہیں خود بلائیں گے۔انہوں نے دیکھا تو فرمایا: امان اللہ آ جاؤ اور اپنی چیز لے لو۔ مرشد نے توبہ اور شرط بیعت ادا کروائی۔ آپ نے بہت سیر و سیاحت کی بلآخر جھنگ آئے اور اسی شہر کو تبلیغی مرکز بنا کر قیام فرمایا۔ آپ کی ولادت اور وصال کے سنون کا علم نہیں ہوسکا۔ آپ کے بعد آپ کے پوتے سید علی شیر سجادہ نشین ہوئے اور جھنگ سے نقل مکانی فرما کر میرک شریف میں آباد ہوئے۔ اُن کے دو فرزند تھے اوّل سید چراغ علیؒ شاہ، دوم سید سیّد حسین (جنکا عارفانہ کلام مشہور ہے۔ سید چراغ علی شاہ اپنے پیر و پدر کے سجادہ نشین ہوئے یہی سید قطبِ عالم کے مرشد ہیں) [91]

حضور قُطب الاقطاب پیر محلویؒ

حضور کا نام نامی واسمِ گرامی سیّد قطب علی شاہ اور والد ماجد کا نام سیّد امام شاہ بخاری تھا۔ آپؒ سادات حسینی اور شجرہ نسب کے لحاظ سے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی سولہویں (۱۶) پشت کے بزرگ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۱ شوال المکرّم بمطابق ۹ ستمبر 1849ء بوقت نصف شب اتوار کو ہوئی۔ آپؒ چراغ حق نما حضرت چراغ علی شاہ قادریؒ نبیرہ حضرت سُلطان ہاتھیوان (میرک شریف۔شورکوٹ) کے مرید ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ نے خدمت مُرشد میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ آپ نے ایک عرصہ میرک شریف میں گزارا۔ ایک جہان نے حصول فیض کے لیے آپؒ کی رجوع کیا اور آپ سے علمی و روحانی استفادہ حاصل کیا۔ آپ علم اصول وفروغ میں جیّد عالم، عارف باللہ اپنے علاقہ کے بہت بڑے رئیس تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں یکتا ئے زمانہ تھے۔ ہزارہا کرامات آپ سے ظاہر ہوئیں اور کئی نامور ڈاکو آپ کی چشم عنایت سے کامل ولی اللہ بن گئے آپ فرماتے۔

بروز جمعرات بوقت اشراق ۲۲ دسمبر ۱۹۲۷ء کو آپؒ نے بعمر ۷۸ برس وصال فرمایا۔ آپ کا مزار پرانوار سندھیلیانوالی شریف مضافات پیر محل میں مرجع خلائق ہے۔ آپ نے دس (۱۰) کتابیں تالیف فرمائیں جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

Marfat.com

ا۔اسرار المعرفت ۲۔رسالہ النبی ﷺ ۳۔شوائط البرکات ۴۔مناظرہ ہیر و قاضی ۵۔امدادِ الٰہیہ ۶۔فہرست نہج البلاغتہ ۷۔الہاماتِ الٰہیہ ۸۔رسالہ انوارِ قُدسیہ ۹۔ردّ شیعہ بقول امامیہ ۱۰۔ مرأۃ الفقراء (ملفوظات قُطبیہؒ)۔

حضور قطب الاقطابؒ کے متوسلین میں پیر عبداللہ شاہ صاحب (م 29 جون 1961ء) قادر بخش شریف کی وساطت سے مخلوقِ خُدا کی ایک کثیر تعداد نسبتِ قُطبیہؒ سے فیض یاب ہوئی۔ دیگر میانوالی میں بارگاہ قطبیہ کے ایک ابدال حضرت فقیر محمد رمضان علیہ الرحمت (جابہ۔کالاباغ اسٹیٹ) کے ذریعہ سے بھی سلسلہ قطبیہ کا نور پھیلا۔ویسے تو ملک پاکستان کا کوئی قریہ ایسا نہیں جہاں آپ کے سلسلہ عالیہ سے وابستہ یاران طریقت نہ ہوں۔آپ کے ہادی رہنما سید چراغ علی شاہؒ نے خرقہء خلافت دیتے وقت فرمایا تھا۔''قطب علی شاہ! ہم نے سارے پنجاب میں تمہارے نام کا بیج ڈال دیا ہے جو قیامت تک پھلتا پھولتا رہے گا''۔[80:17]

شیر یزدانی حضرت پیر شیر محمد قادریؒ

آپ کا نام نامی اسم گرامی شیر محمد شاہ عرف عام میں سائیں شیرن پاک فتحپوری مشہور ہے۔اور والد ماجد کا نام موج دریا تھا جو کہ ایک مردِ قلندر رسیلانی فقیر تھے۔آپ بچپن ہی میں بڑے حسین وجمیل تھے۔ پیشانی میں ولایت کا نور ظاہر تھا۔باادب ،نیک طبیعت اور ذہین وفطین تھے۔دیہاتوں میں مروجہ تعلیمی نصاب تک علم حاصل کیا۔قرآن وتفسیر کے علوم مولینا نظام الدین صاحب ساکن موضع ہملانیاں (اوکاڑہ) سے بھی حاصل کیے۔حضور شیر یزدانی کی 9 مجالس کا ایک مجموعہ ''مرآت العاشقین'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔آپ مرشد کامل کے متلاشی رہتے اور اکثر راہ خدا کی فکر رہتی۔ایک روز خواب میں حضرت قطب عالم پیر محلوی کی زیارت ہوئی اور آپ کی کشش پیر محل شریف لے آئی۔قطب عالم نے ۱۰ ماہِ صفر ۱۳۰۸ھ بمطابق 1890ء کو بیعت کرلیا۔آپ نرم خو،معاف کرنے والے اور پردہ پوشی کرنے والے تھے۔آپ بڑے غریب پرور

Marfat.com

تھے۔اگر کوئی غریب خدمت شریف میں حاضر ہوتا تو آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اُٹھتا۔
بالآخر بروز سوموار بوقت عصر ۱۳ ماہِ ذیقعدہ ۱۳۵۰ھ بمطابق ۲۱ مارچ 1932ء کو آپ کی روحِ مقدس کا شہباز عالم بالا کی جانب پرواز کر گیا۔آپکا مزار پرانوار فتح پور شریف ضلع اوکاڑہ میں مرجع خلائق ہے۔اور ایک نئے سلسلہ فیض کی بنیاد رکھی۔خلفاء میں سید فضل حسین شاہ، سید سردار علی دہڑوی، مولنا محمد عظیم صاحب اور مولنا غلام محمد جلوآنوی اہم ہیں۔[76:15]

حضرت مولیناپیر محمد عظیم ؒ (کھر پیڑ شریف)

آپ کا شمار حضرت شیر یزدانی فتحپوریؒ کے معروف خلفاء میں ہوتا ہے۔مدرسہ سہارن پور کے فارغ التحصیل تھے۔بچپن سے اولیاء اللہ سے عقیدت تھی۔ایک مرتبہ خواب میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی زیارت ہوئی اور آپنے ایک تختی پر ''اسمِ اعظم'' آپ کو لکھ کر دیا۔حکمت بھی کرتے تھے۔فتحپور شریف حاضر ہوئے تو قدم بوسی پر معترض ہوئے۔حضرت نے خاص الطاف فرمایا۔آپ 1930ء میں مرید ہوئے۔بقیہ ساری زندگی وجدو حال میں سرشار رہے۔ہروقت عشق ومستی کی کیفیت رہتی مثنوی مولینا روم پر آپکو بڑا عبور حاصل تھا۔اس کتاب سے شغف ہمیشہ برقرار رہا جب درس مثنوی دیتے تو اکثر اہل مجلس پر وجد طاری ہوجاتا۔سینکڑوں لوگ آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوئے۔آپکی تصانیف میں (۱)۔آفتاب قادری (۲)۔سی حرفی پنجابی ، یادگار کتابیں ہیں۔آپ نے ۱۵ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ بمطابق ۴ جنوری 1961ء کو وصال فرمایا۔آپکا روضہ مبارک کھر پیڑ شریف نزد ڈاحبیب آباد (لاہور،اوکاڑہ روڈ) پر مرجع خلائق ہے۔
[76:101]

حضرت پیر سید سردار علی شاہ بخاری (دہڑ شریف)

آپ کا شمار حضرت شیر یزدانی فتحپوری کے اکابر خلفاء میں ہوتا ہے۔آپ بخاری سادات کے چشم وچراغ اور شجرۂ نسب کے لحاظ سے امیر المومنین سیدنا علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ کی

Marfat.com

اڑتیسویں (۳۸) پشت کے بزرگ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۵ھ بمطابق 1886ء کو ضلع ساہیوال کے ایک گاؤں ''بارہ چک کڑکنی'' میں ہوئی۔ جب آپ کی عمر (۱۵) برس ہوئی تو آپ کے والد ماجد سید میرن شاہ صاحب نے گاؤں مذکور سے ہجرت فرمائی اور دہڑ شریف چک نمبر (10-1-R) میں تشریف لائے۔ یہاں پہلے جنگل تھا۔ آپ کی آمد سے ہی یہ گاؤں آباد ہوا۔ آپ ۱۳۲۵ھ بمطابق 1906ء میں حضرت شیر یزدانیؒ کے مرید ہوئے۔

پھر آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو اپنے شیخ کامل حضرت قطب عالم کی خدمت میں سندھیلیانوالی شریف بھیج دیا۔ آپ اپنے پیر اور دادا پیر دونوں کے اجازت یافتہ تھے۔

حضور نے شریعت کے بغیر طریقت کو باطل قرار دیا۔ اکثر فرماتے ''اگر کوئی آدمی آگ پر چلتا ہو۔ ہوا میں اُڑتا ہو لیکن نماز نہ پڑھے تو اسے جوتے مار کر نیچے اُتار و اور نماز پڑھاؤ''۔ آپ نے عمر کا طویل عرصہ مخلوق خدا کی تلقین و ہدایت میں بسر فرمایا۔ ہزار ہا لوگ آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ الغرض ۸ شوال المکرم ۱۳۸۷ھ بمطابق ۹ جنوری 1968ء بروز منگل بوقت دو بجکر پینتیس (۲:۳۵) منٹ پر دوران نماز ظہر وصال فرمایا۔ تصانیف میں پانچ کتابیں جو نظم ونثر پر مشتمل ہیں، یادگار ہیں۔ (۱) تحفۂ عرفانی (۲) شہباز قادری (۳) القول المعقول (۴) ڈھولا سید سردار علی شاہ (۵) رازِ عشق۔

آپکا مزار پرانوار دہڑ شریف مضافات رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں مرجع خلائق ہے۔ ایک علیحدہ خانقاہی نظام متعارف کروایا۔ [76:85]

آپؒ کے خلفاء میں پیر حافظ گل محمد صاحبؒ بلوآنوی اور پیر محمد کرم حسین قادری خاصی اہمیت کے حامل ہیں، جو اپنے وقت میں نئے سلسلہ کے بانی مبانی ثابت ہوئے۔ پیر سید غلام دستگیر گیلانی بن دیوان سید جمن علی شاہ قبولہ شریف نے بھی کسب فیض کیا۔

Marfat.com

حضرت پیر محمد کرم حسین حنفی القادریؒ

(ولادت یکم شوال ۱۳۵۹ھ وصال 2 جون 1991ء مدفن منگانی شریف)

آپ کا شمار اپنے عہد کے نابغہء روزگار شخصیات میں ہوتا ہے۔آپ قطب شاہی اعوان تھے جن کا شجرہ نسب سیدنا علی المرتضیٰؓ سے جاملتا ہے۔مادرزاد ولی اللہ تھے۔آپ کی بیعت وخلافت حضرت سید سردار علی بخاری سے تھی۔بچپن میں ہی اپنے والد خواجہ حافظ گل محمد (م ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ/ 15 دسمبر 1954 بروز جمعرات) کی معیت میں (جو خود صاحب خرقہ بزرگ تھے) جھنگ ہجرت کی۔[93]

مڈل پاس کیا تو والد ماجد وصال کر گئے لہذا تمام اہلیان آستانہ کا بوجھ آپ کے کندھوں پر آ گیا۔پھر بھی لاہور سے آپ نے مولانا حافظ محمد ریاض کو بلوایا اور ان سے مولوی فاضل کا کورس پڑھا اور اسلامی فقہ پر مکمل عبور حاصل کیا۔آپ عالم، عارف اور اپنے دور کے صاحب حضوری علیہ بزرگ تھے۔بڑے بڑے مشائخ وعلماء آپ سے ارادت رکھتے حضرت کی نشست و برخاست ،ظاہر و باطن بلکہ ہر بات اتباع قرآن وسنت اور پیروی مشائخ کبار کا مکمل نمونہ تھی۔اکثر فرماتے ''جو نماز نہیں پڑھتا وہ میرا مرید نہیں'' شاعری سے بھی شغف تھا، فارسی ،اردو،اور پنجابی میں کلام فرماتے ،تصانیف میں'' تنویر الابرار'' اور ''اوراد قادریہ'' بڑی مشہور ہیں۔آپ کے ملفوظات پر''فیضان کرم'' مکتوبات پر''ابر کرم''اور سوانح حیات پر''لمحات کرم''معروف کتابیں ہیں۔آپ کے تین صاحبزادے ہیں ،حضرت پیر محمد مظہر حسین ،پیر محمد اختر حسین ،اور پیر محمد طاہر حسین ہیں۔اوّل و آخر دونوں حضرات علاقہ میں روحانیت کے مسند پر فائز ہیں۔جبکہ پیر محمد اختر حسین UK میں مقیم ہیں۔زاداللہ عمرھم۔[92:377]

(باپ بیٹے ،دونوں حضرات کی سوانح پر'' حافظ الکرم'' اور ''لمحات کرم'' مطالعہ کی جاسکتی ہیں)

Marfat.com

سیدنا بندگی محمد غوث اوچویؒ

سید عبدالقادر ثانی — سید محمد نورانی (لاولد) — سید عبداللہ ربانی (جد اعلیٰ تکیہ اعلیٰ والا لاہور، پشاور، مکھڈ) — سید مبارک حقانی (جد اعلیٰ سنگھرہ، بی بی پور بستی غلام قادر، غوث علی شاہ قلندر پانی پتی)

سید زین العابدین شہید ناگور (انڈیا) — سید عبدالرزاق اوچوی

سیدنا محمد غوث بالا پیر سنگھرویؒ — سید حامد جہان بخش

عبدالقادر الثالث — الٰہی بخش (لاولد) — اللہ بخش (لاولد) — عبدالرحمان (لاولد) — عبدالقادر الثالث (جد اعلیٰ سادات اوچ) — موسیٰ پاک شہید (جد اعلیٰ سادات ملتان)

سید عبدالوہاب — سید محمد — صاحبزادی (زوجہ سید سورج دریا بخاری) — صاحبزادی (زوجہ غلام الدین بن میر میراں بن مبارک حقانی)

صاحبزادی (زوجہ سید مصطفیٰ بن شاہ چراغ)

سید زین العابدین — عبدالرزاق شاہ چراغ — سید حامد

سید مسعود (عالم جوانی میں وفات) — ایک صاحبزادی (زوجہ سید نور محمد بن شاہ چراغ)

سید نور محمد (لاولد) — سید مصطفیٰ — سید محمود — سید اسماعیل — سید شمس الدین — سید عبداللہ — سید نصر اللہ

سید مجتبیٰ — سید محمد — سید اللہ بخش — غلام قادر — محی الدین احمد — زین العابدین — غلام مرتضیٰ

سید علی — شیخ محمد

ابونصر فضل الدینؒ — عبدالقادر رابع — سید امام حیدر بخش — صدر الدین محمد چراغ — سید غلام غوث

عبدالرزاق — حامد — صوفی علی

پیر بخش (لاولد) — عبداللہ سخی سیدن☆ — مصطفیٰ شاہ (لاولد) — حسن بخش داتا حسنین☆ — محمد علی☆ — سلطان علی شہید☆ — سخی عباد اللہ نوری☆

☆ ان حضرات کی اولاد اب تک موجود ہے۔ انہیں سے حضرت شاہ چراغ کا نسب چلا، ان کے علاوہ سب کے نسب مقطوع ہو گئے۔

Marfat.com

نقشہ مزارات گنبد حضرت شاہ چراغ رحمۃ اللہ علیہ

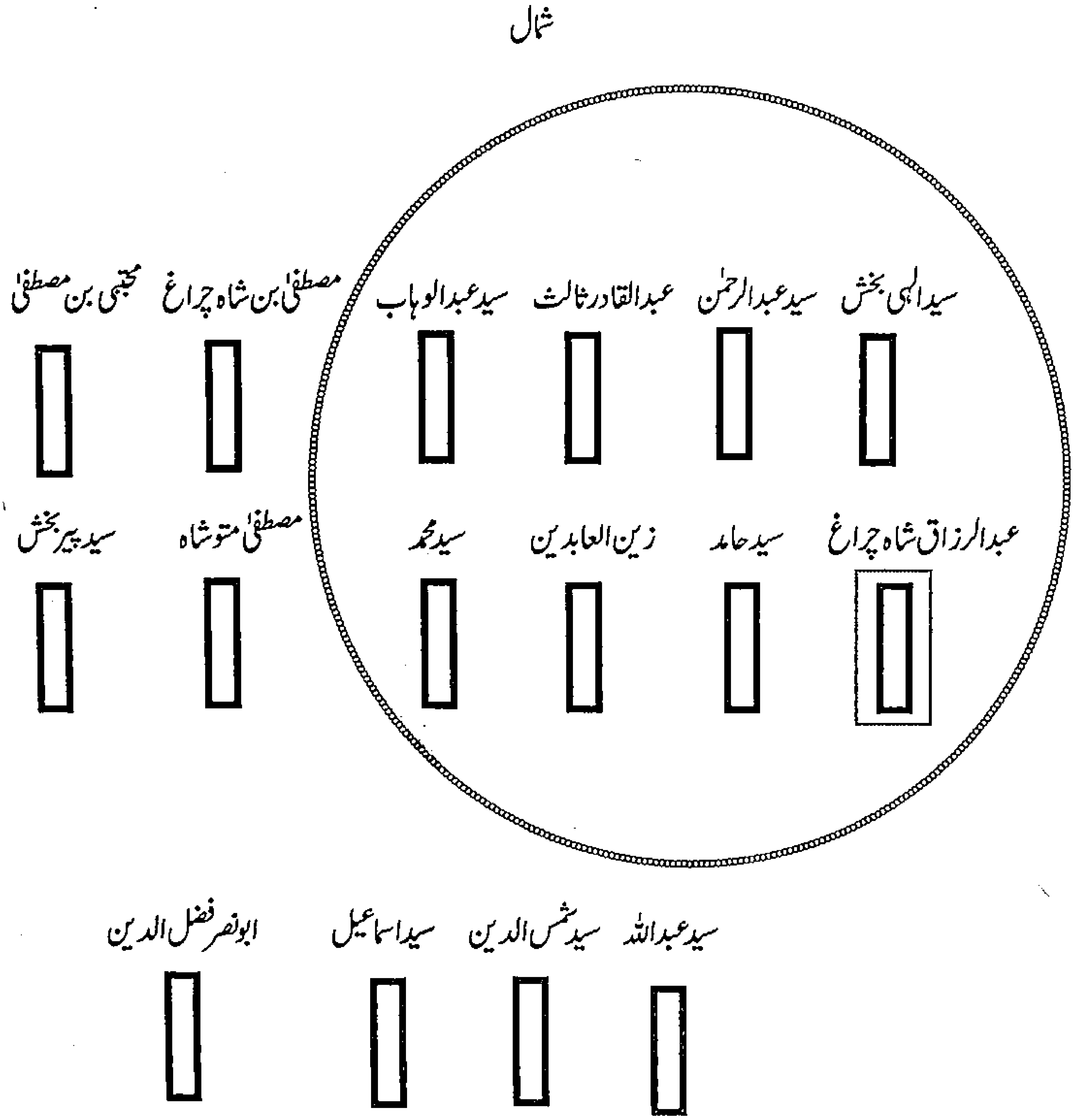

ان مزارات کے علاوہ بھی یہاں بے شمار مزارات ہیں۔ سید محمود بن شاہ چراغ کی بھی یہیں ہے اور سید اللہ بخش بن سید اسماعیل کی مزار بھی یہیں ہے۔ انکا اندازہ تو ہے مگر تصدیق نہیں۔ نئی ترتیب و آرائش میں کہیں خلط ملط ہوگئیں ہیں۔

Marfat.com

کتابیات

1	القرآن الکریم	کتاب اللہ عزوجل	....
2	الجامع الصحیح للبخاری	امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ	حامد اینڈ کمپنی اردو بازار، لاہور
3	الجامع الصحیح للمسلم	مسلم بن حجاج القشیری نیشاپور	آرام باغ، کراچی
4	مسند امام احمد	الامام احمد بن حنبل	آرام باغ، کراچی
5	طبقات صوفیہ	ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین السلمیؒ	ادارہ پیغام القرآن اردو بازار لاہور
6	حلیۃ الاولیاء	ابونعیم اصفہانیؒ	....
7	وفیات الاعیان	علامہ ابن خلکانؒ	....
8	تاریخ طبری	علامہ محمد بن جریر طبریؒ	....
9	البدایۃ والنہائیہ	علامہ امام محمد، ابن کثیرؒ	....
10	اولیائے لاہور	محمد لطیف ملک ایم اے	سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور
11	فتوح الغیب	حضرت سید عبدالقادر جیلانیؓ	المعارف 1394 ملتان
12	الفتح ربانی	حضرت سید عبدالقادر جیلانیؓ	اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور
13	بہجۃ الاسرار	علامہ عبدالرحمٰن شطنوفی	نوری قطب خانہ، لاہور
14	قلائد الجواہر	علامہ محمد بن یحییٰ تاذفی	مدینہ پبلیشنگ کمپنی کراچی ۱۹۷۸
15	رسالہ قشیریۃ	استاذ ابوالقاسم القشیری	ادارہ تحقیقات اسلامی - اسلام آباد 1970
16	تعلیمات چشتیہ	ڈاکٹر نثار احمد فاروقی	ضیاء القرآن...... لاہور

Marfat.com

17	تصوف اسلام	عبدالماجد دریابادی	المعارف گنج بخش روڈ لاہور
18	تاریخ مشائخ رزاقیہ	ڈاکٹر محمد حسین آزاد	ورسٹائل پرنٹرز، لاہور
19	زبدۃ الآثار	شیخ عبدالحق محقق، محدث دہلوی	مکتبہ نبویہ، لاہور، 1975
20	عین التصوف	سید مجتبیٰ گیلانی لاہوری	(قلمی) مخطوط
21	تاریخ ملتان	مولٰینا نور احمد فریدی	قصرادب۔رائٹرز کالونی ملتان
22	رسالہ داتا شاہ چراغ لاہوری	محمد دین کلیم لاہوری	ملک سراج دین اینڈ سنز، لاہور 1972
23	تحقیقات چشتی	مولٰینا نور احمد چشتی	ناشر الفیصل پبلیکیشنز لاہور 2006
24	حیات الامیر	سید افضال حسین گیلانی القادری شیخوی	ادارہ صوتِ ہادی شیخو شریف اگست 2008ء
25	آئینہ کرم	(منگانی شریف جھنگ)	قادریہ آرگنائزیشن، جھنگ
26	احسن المقال	علامہ قمی (ایران)	مترجم: علامہ صفدر حسین نجفی
27	تیسر الشاغلین	حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی رحمۃ اللہ علیہ	(مطبوعہ) بیکن بکس گل گشت ملتان، 1997ء
28	رُودِ کوثر	شیخ محمد اکرام	(مطبوعہ) لاہور، 1979ء
29	تاریخ مشائخ چشت	پروفیسر خلیق احمد نظامی	(مطبوعہ) لاہور
30	تاریخ اُچ	مولوی حفیظ الرحمٰن بہاولپوری	....
31	تاریخ لاہور	کنہیا لال	مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
32	مطالعۂ اسلامیات	حسن واصف عثمانی	(مطبوعہ) الہ آباد 1987ء
33	تذکرہ اولیائے برصغیر (پاک و ہند)	(مرزا محمد اختر دہلوی)	مطبوعہ ملک اینڈ کمپنی رحمان مارکیٹ لاہور

Marfat.com

34	ہدایۃ المریدین	حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی	ادارہ صوت ہادی شیخوشریف، اوکاڑہ
35	تکملہ مفتاح الفتوح قلمی	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	مملوکہ کتب خانہ گیلانیہ اوچ شریف
36	بحر السرائر فی مناقب سید عبدالقادر الملقب بہ خوارق الغوثیہ فی سلسلۃ الحسنیۃ الجیلیہ	(یہ کتاب مخدوم سید محمد غوث ثانی کے عہد سجادگی جو ۱۰۸۳ھ تا ۱۱۳۷ھ ہے میں تحریر کی گئی۔ اس کے مصنف سید سعد اللہ موسوی رضوی کو مخادیم گیلانیہ ملتان کا کتب خانہ زیر مطالعہ رہا۔ گویا یہ کتاب شجرۃ الانوار (سن تالیف ۱۱۹۳ھ) سے بھی ستر (۷۰)، اسی (۸۰) پہلے سال تصنیف ہوئی)۔	قلمی مخطوط
37	مشائخ احمد آباد	مولانا محمد یوسف متالا	....
38	شجرۃ الانوار	سید علی اصغر گیلانی	قلمی مخطوط
39	شریف التواریخ	صاحبزادہ علامہ شریف احمد شرافت نوشاہی	(مطبوعہ) ادارہ معارف نوشاہیہ
40	نتائج الاخبار	مولوی محمد ادریس امام مسجد قادریہ اوچ (سن تصنیف ۱۳۹۹ھ)	
41	خزینۃ الاصفیاء	مفتی غلام سرور لاہوری	المعارف......لاہور، ۱۳۹۲ھ
42	حیات داتا حسنین سائیںؒ	سیّد افضال حسین گیلانی القادری	ادارہ صوتِ ہادی شیخوشریف 2006ء

Marfat.com

43	چاہِ یوسف سے صدا	(خودنوشت سید یوسف رضا گیلانی وزیر اعظم پاکستان)	مطبوعہ نگارشات پبلشرز لاہور 2006ء
44	الصواعق المحرقہ	شیخ الاسلام احمد بن حجر الشافعیؒ	شبیر برادرز......لاہور
45	جامع الاقوال	حضرت موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ	قلمی مخطوط
46	بحر الجمان فی مناقب و حالاتِ آل سید الانس والجان	سید محبوب شاہ صادق گیلانی رئیس اعظم داتہ ضلع ہزارہ	(یہ کتاب تذکرۃ السادات بتاریخ آلِ سرورِ کائنات کا اُردو ترجمہ ہے)
47	تزک جہانگیری	شہزادہ سلیم نور الدین جہانگیر	سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور
48	سفرنامہ اوچ	صاحبزادہ علامہ شریف احمد شرافت نوشاہی	(مطبوعہ) اُردو اکیڈمی بہاولپور، 1999ء
49	اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	دارالاشاعت اردو بازار، کراچی
50	تحفۃ القادریہ	حضرت شاہ ابو المعالی قادری لاہوری	المعارف ......لاہور
51	نورِ ربانی در مدح محبوبِ سبحانی	مولوی غلام قادر بھیروی لاہوری (م۔۱۳۲٦ء)	....
52	جواہر الاولیاء	سید باقر بن عثمان بخاری اوچوی (جوہر دوم)	قلمی مخطوط
53	تذکرہ موج دریا بخاری	طالب ہاشمی	القمر انٹرپرائزز رحمان مارکیٹ اردو بازار لاہور
54	ملتان کے بادشاہ، نامور گورنر اور حملہ آور	ڈاکٹر مہر عبدالحق	(مطبوعہ) بیکن بکس گل گشت ملتان 1994ء

Marfat.com

55	حدیقۃ الاولیاء و خزینۃ الاصفیاء	مفتی غلام سرور لاہوری	المعارف......لاہور
56	بزرگان لاہور	پیر غلام دستگیر نامی قریشی	نوری کتب خانہ لاہور
57	گنجینۂ عرفان المعروف خلاصہ تاریخ راپڑی	مولوی وصال محمد خاں سکنہ راپڑی ضلع مین پوری	....
58	خطہ پاک اُچ	مسعود حسن شہاب	مطبوعہ اردو اکیڈمی بہاولپور
59	منتخب التواریخ	ملا عبدالقادر بدایونی	مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز
60	سیرت شیخ عبدالقادر جیلانی	حکیم غلام حیدر سہیل	مطبوعہ ادارہ صوتِ ہادی شیخو شریف ضلع اوکاڑہ
61	قطب الہند	انجم یحییٰ بستوی	شبیر برادرز......لاہور، جولائی ۲۰۰۰
62	شرح فتوح الغیب	حضرت محدث عبدالحق دہلوی	....
63	ماہنامہ ضیائے حرم	ڈاکٹر محمد حسین آزاد	لاہور
64	مکتوبات امام ربانی	حضرت مجدد الف ثانی	اللہ والے کی قومی دکان......لاہور
65	جامع ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰؒ ترمذی	فرید بک سٹال......لاہور
66	جذب القلوب	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ	نوری کتب خانہ لاہور
67	چودہ ستارے	نجم الحسن کراروی	امامیہ پبلیکیشنز
68	سیرت امام ابوحنیفہ	استاذ ابوزہرہ مصرہ	کشمیر چنیوٹ بازار فیصل آباد پاکستان
69	تحفہ مرسلہ	تحقیق: سید محمد فاروق القادری	مطبوعہ حافظ الملت اکیڈمی، سکھر
70	طبقات حنابلہ	ابن رجب	دارالکتب العلمیہ، بیروت
71	خواجہ احرار	ڈاکٹر عارف نوشاہی	پورب اکادمی، اسلام آباد
72	خلافت الملوکیت	ابوالاعلیٰ مودودی	ادارہ ترجمان القرآن لاہور

Marfat.com

قادری رضوی کتب خانہ لاہور	علامہ عبدالرحیم	سیرت غوث اعظم	73
لاہور	مئی 2010	ماہنامہ سرگزشت	74
مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور	اے حمید	لاہور کی یادیں	75
قادریہ آرگنائزیشن، جھنگ	پیر محمد طاہر حسین	مآثر شیر یزدانی	76
ادارہ صوت ہادی، شیخوشریف اوکاڑہ	سید علی ثانی گیلانی	شجرۃ الاشراف	77
....	ایم زمان کھوکھر	گجرات تصویر کے آئینے میں	78
....	خواجہ عابد نظامی	لاہور میں اسلام کے سفیر	79
قادریہ آرگنائزیشن، جھنگ	تحقیق پیر محمد طاہر حسین	دیوان قطبیہ	80
ادارہ صوتِ ہادی شیخوشریف اوکاڑہ	سید سید علی ثانی گیلانی	حسب مراتب	81
ادارہ صوت ہادی، شیخوشریف اوکاڑہ	سید افضال حسین گیلانی	حیات سید سید محمد سائیں	82
....	علامہ ابن اثیرؒ	تاریخ کامل	83
....	ملا باقر مجلسی	جلاء العیون	84
بیروت	حاجی خلیفہ	کشف الظنون	85
نوری کتب خانہ لاہور	محمد دین کلیم لاہوری	مشائخ قادریہ	86
قلمی مخطوط	....	شجرہ بخاریہ	87
....	غلام سرور لاہوری، مفتی	تاریخ مخزن پنجاب	88
ادارہ صوت ہادی، شیخوشریف	سید افضال حسین گیلانی	سید عبدالرزاق گیلانی	89
ادارہ صوت ہادی، شیخوشریف	سید افضال حسین گیلانی	سید احمد شاہ صوفی صابر	90
زیر طبع	پیر طاہر حسین قادری	مآثر سلطانی	91
....	ایم۔ایس۔خالد	میرا جھنگ	92
قادریہ آرگنائزیشن، جھنگ	پیر طاہر حسین قادری	حافظ الکرم	93

Marfat.com

94	سوانح سرمد شہید	مولنا عبدالکلام آزاد	....
95	بے تیغ سپاہی (سوانح قائداعظمؒ)	نواب صدیق علی خان	....
96	الکامل	ابوالعباس المبرد	....
97	تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین سیوطیؒ	پروگریسوبکس، لاہور
98	طبقات ابن سعد	محمد ابن سعدؒ (کاتب الواقدی)	مشتاق بک کارنر، لاہور
99	اولیائے لاہور (انسائیکلوپیڈیا)	محمد الیاس عادل	مطبوعہ مشتاق بک کارنر، اردو بازار لاہور۔

انٹرویوز

(100)......سید افضال حسین گیلانی، شیخوشریف

(101)......سید عبدالقادر شاہ جیلانی، راولپنڈی

(102)......سید قاسم علی شاہ گیلانی، دیپال پور

(103)..........سید ظفر حسن گیلانی (مرحوم)

Marfat.com

یادداشت

Marfat.com

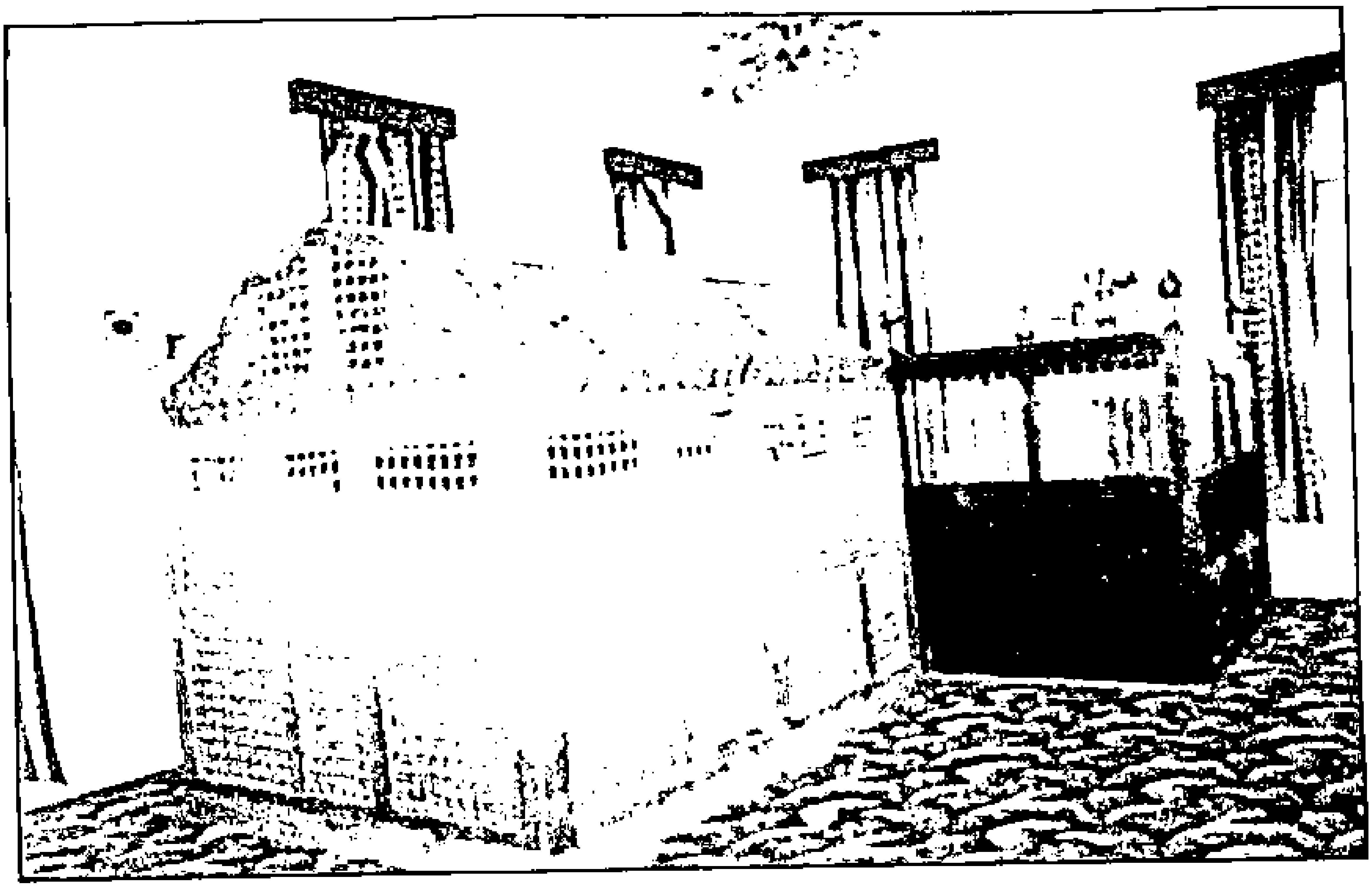

مراقد حضرت سری سقطیؒ و حضرت جنید بغدادیؒ

مزار اقدس حضرت ابوبکر شبلیؒ، متوفی 324ھ، بغداد، عراق

Marfat.com

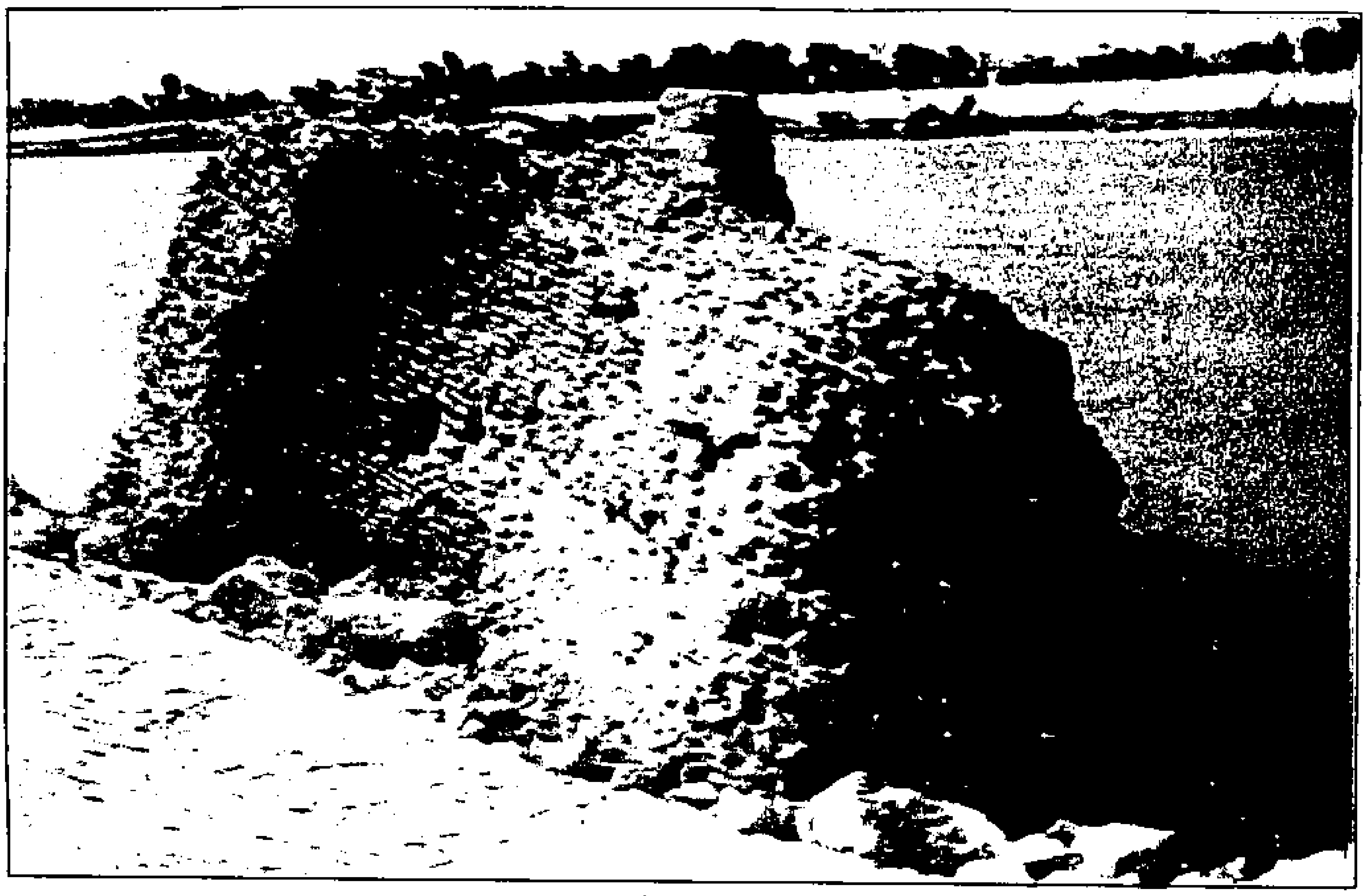

آثارِ مزارِ حضرت ابوالفضل عبدالواحد تمیمیؒ متوفی 425ھ، بغداد، عراق

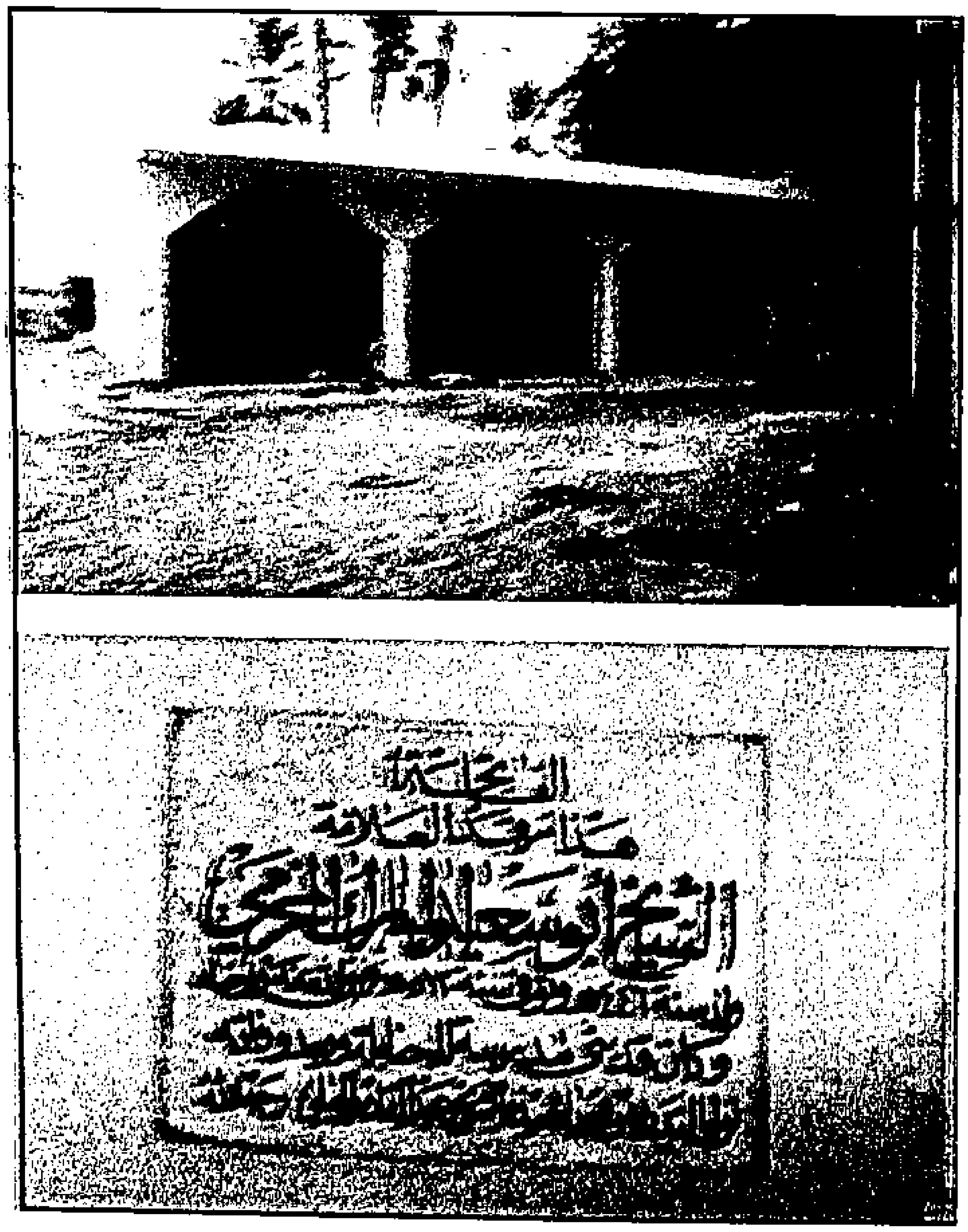

مزارِ اقدس حضرت ابوسعید مبارک مخرمیؒ، متوفی 513ھ منطقہ سعیدیہ عراق

Marfat.com

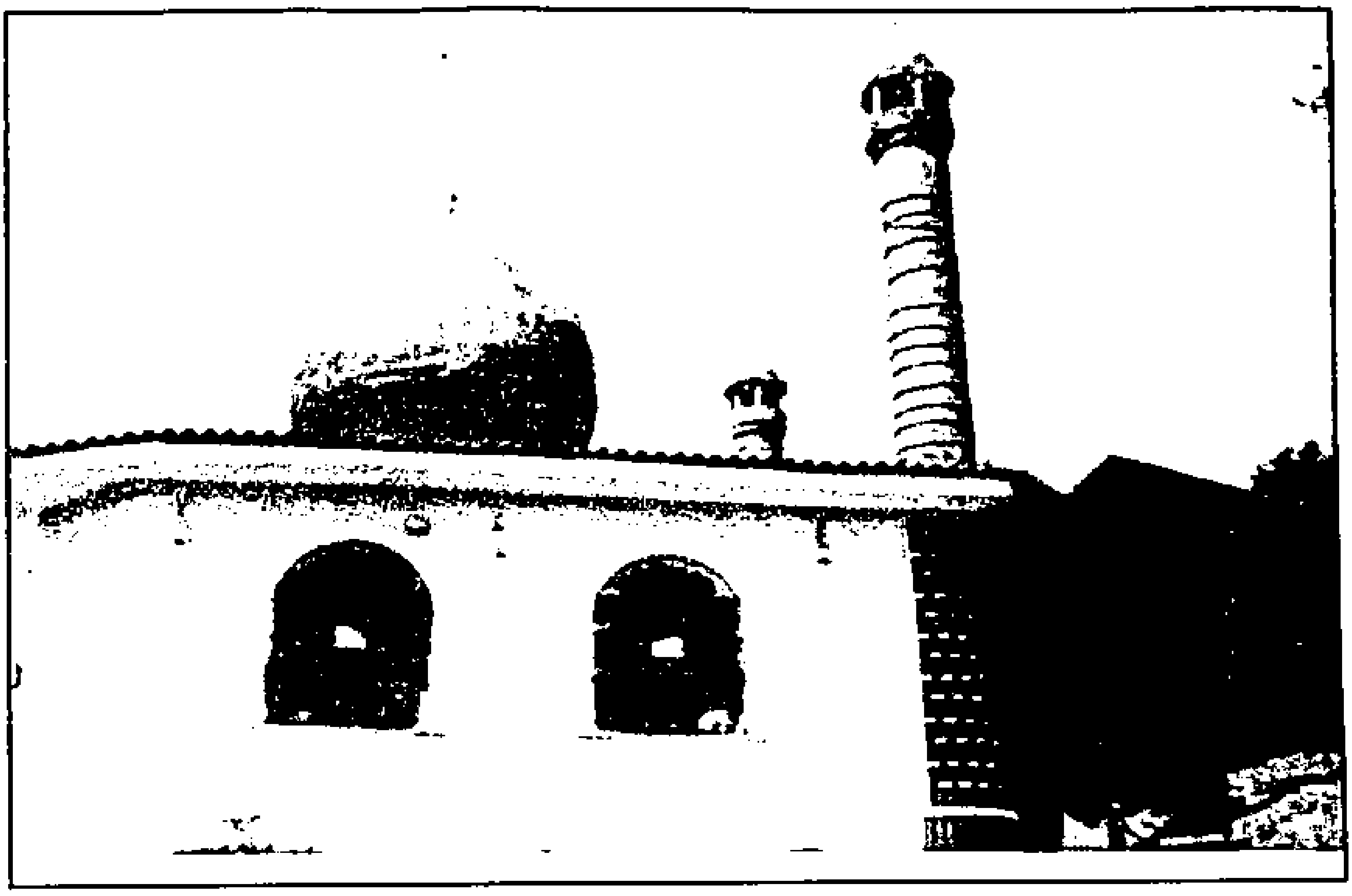

سیدنا ابو صالح موسیٰ جنگی دوست
(والد ماجد حضور غوث الاعظمؓ) کا مزار (جیلان، ایران)

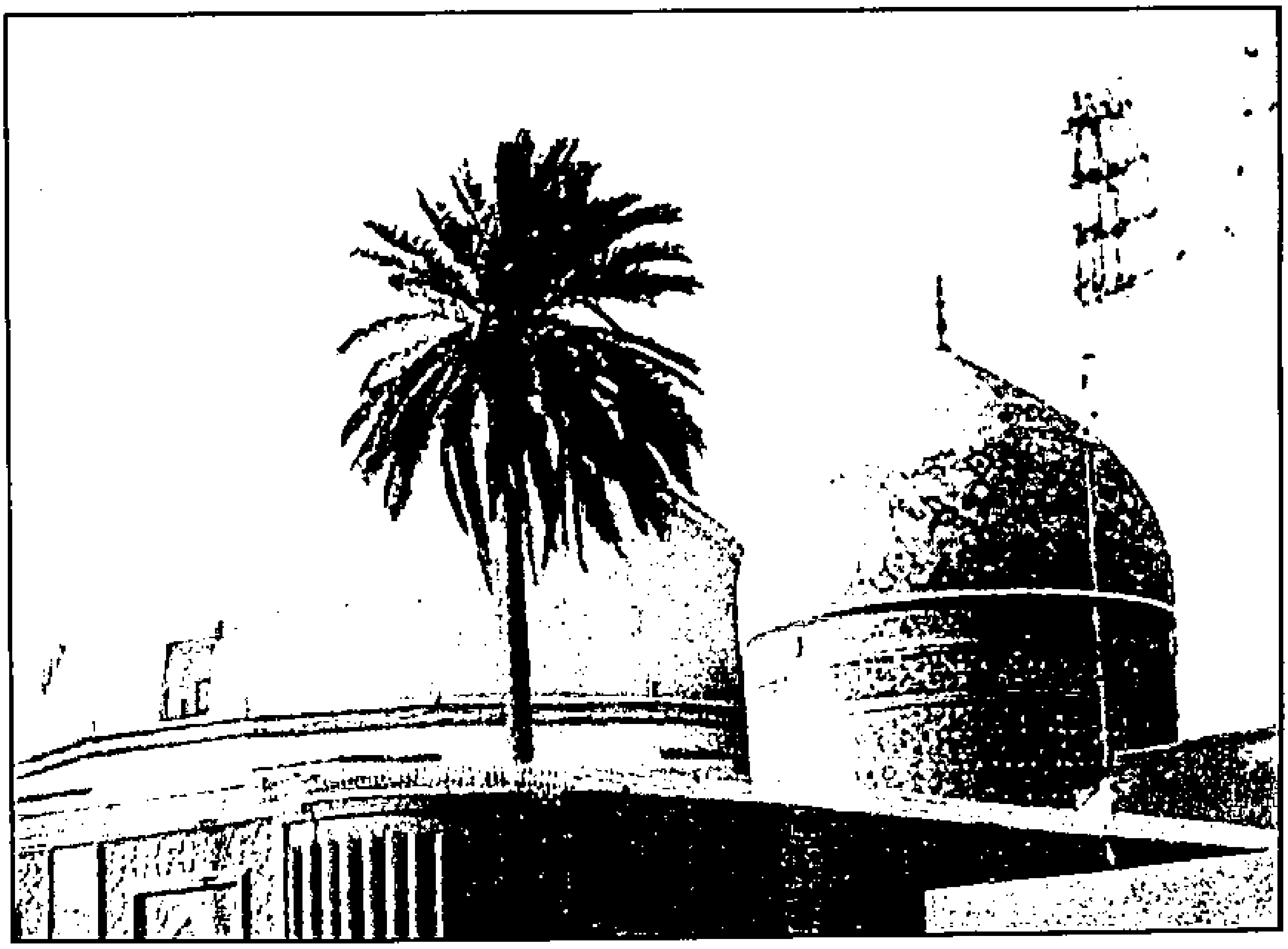

روضہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ

Marfat.com

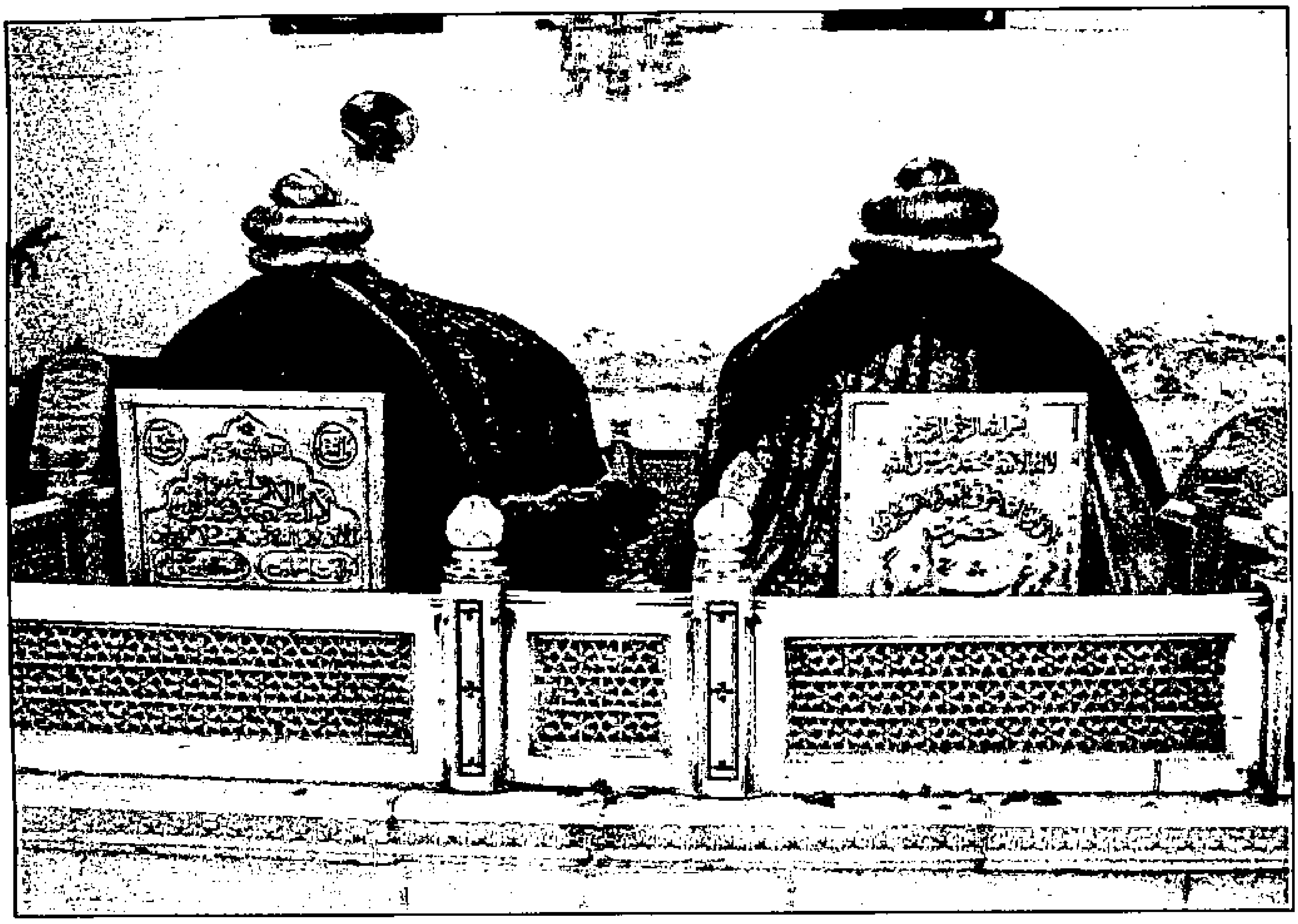

بندگی سیدنا محمد غوثؓ اور سیدنا عبدالقادر ثانیؒ کے مزارات

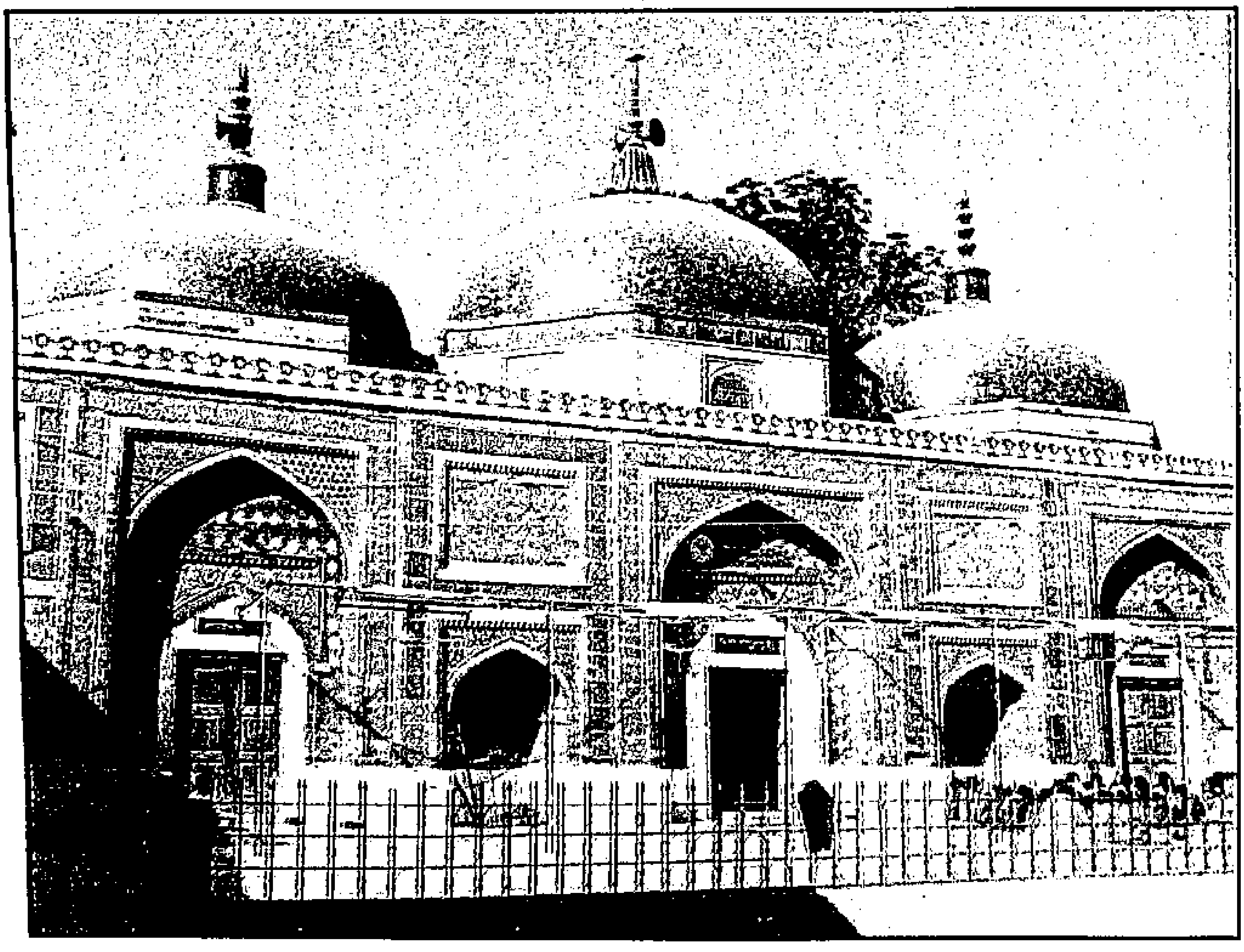

مسجد خانقاہ اوچ شریف گیلانیہ

Marfat.com

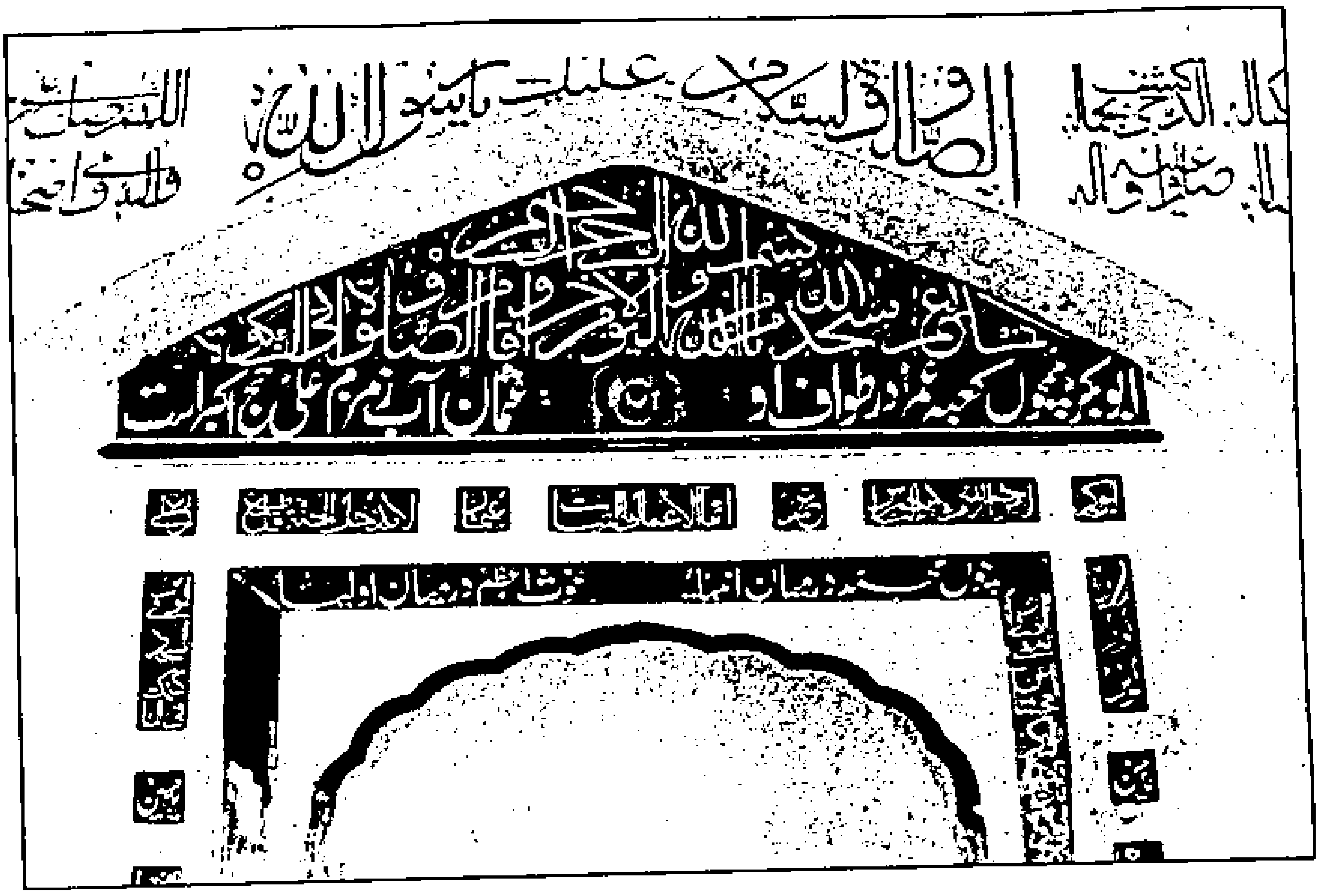

مسجد اوچ شریف کا اندرونی محراب

درگاہ اُوچ شریف کا مرکزی، دروازہ

Marfat.com

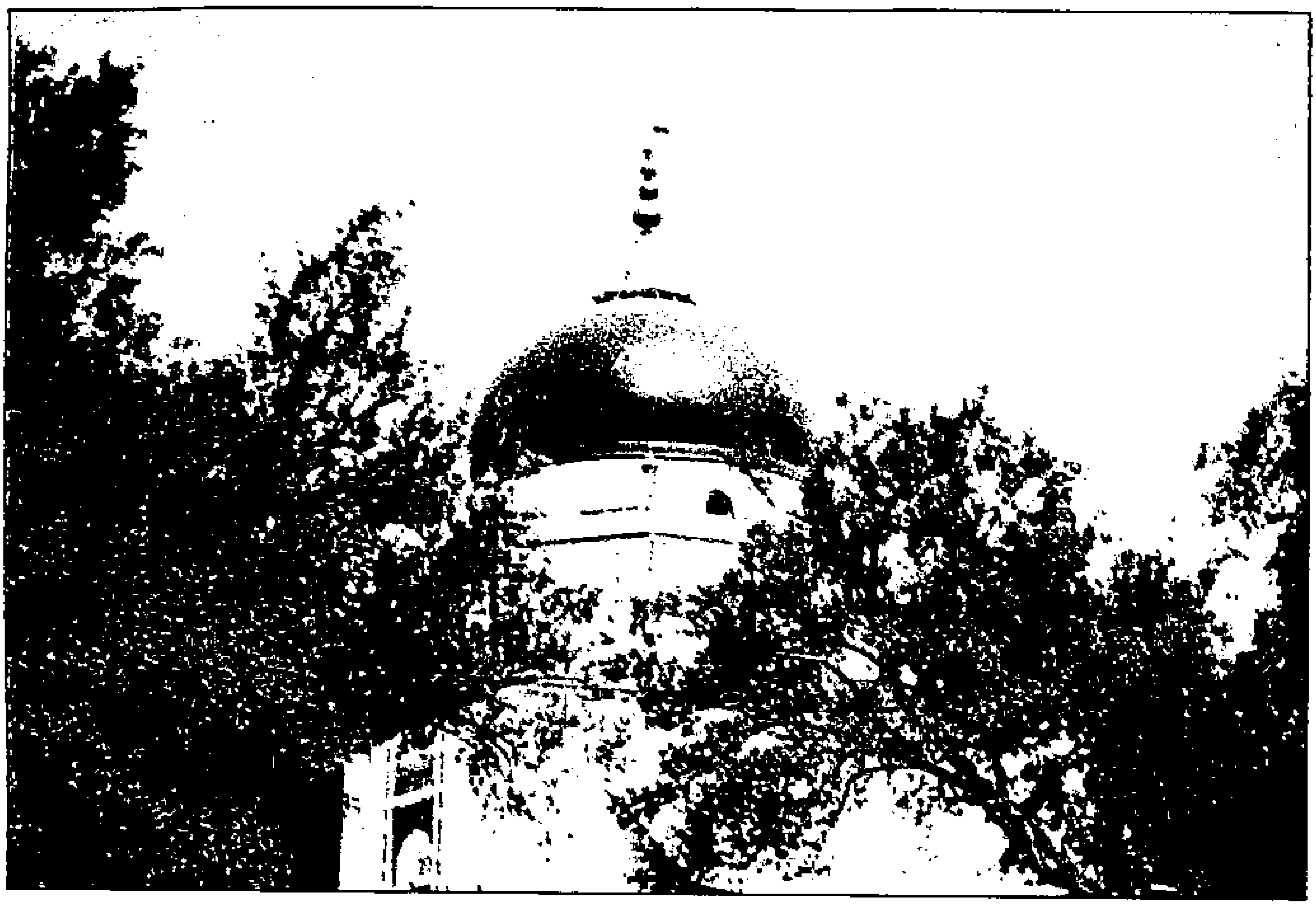

حضور سیدنا محمد غوث بالا پیرؒ سائیں کے روضہ کے مناظر (ستگھرہ شریف)

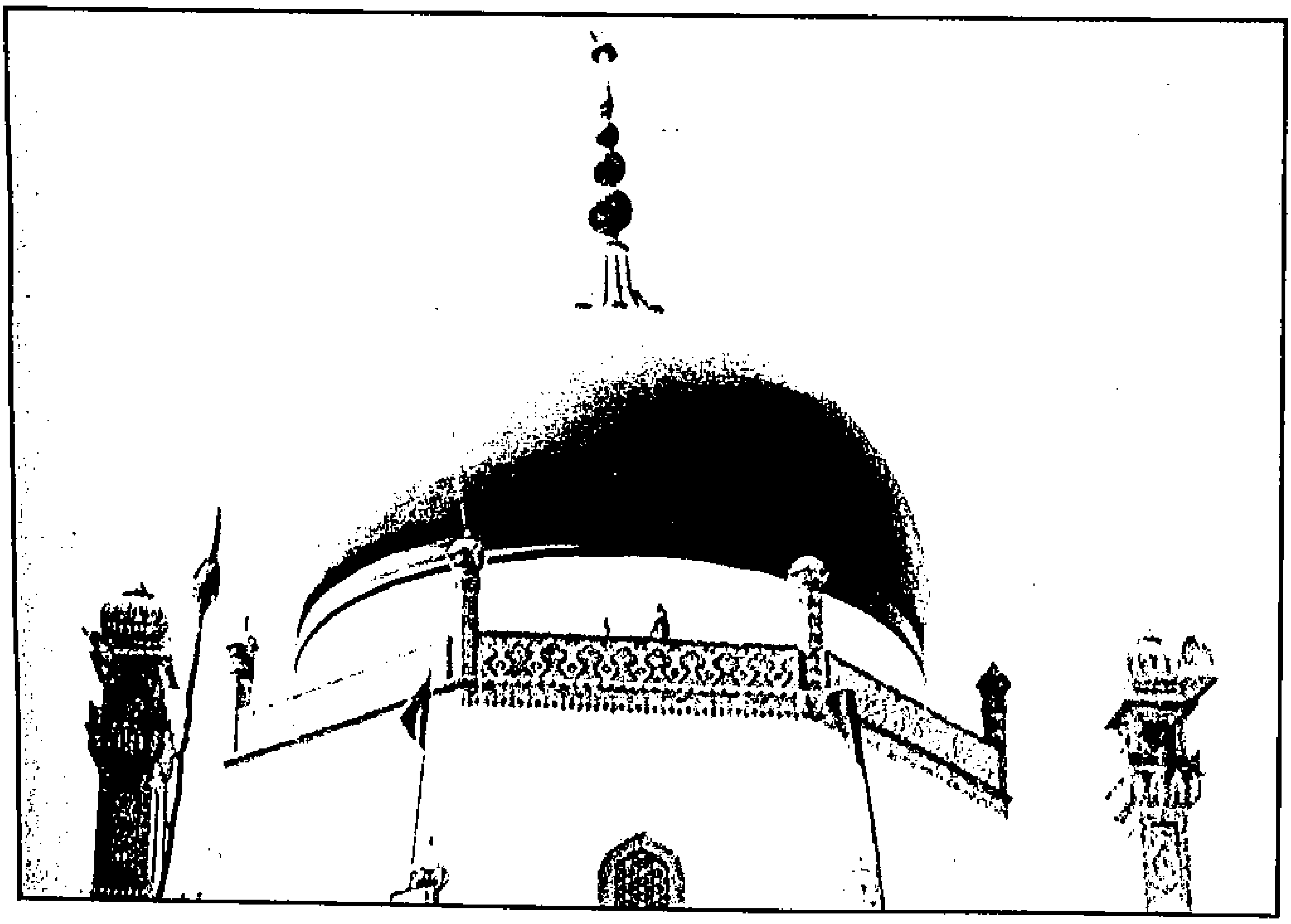

حضور سیدنا محمد غوث بالا پیرؒ سائیں کے روضہ کے مناظر (ستگھرہ شریف)

Marfat.com

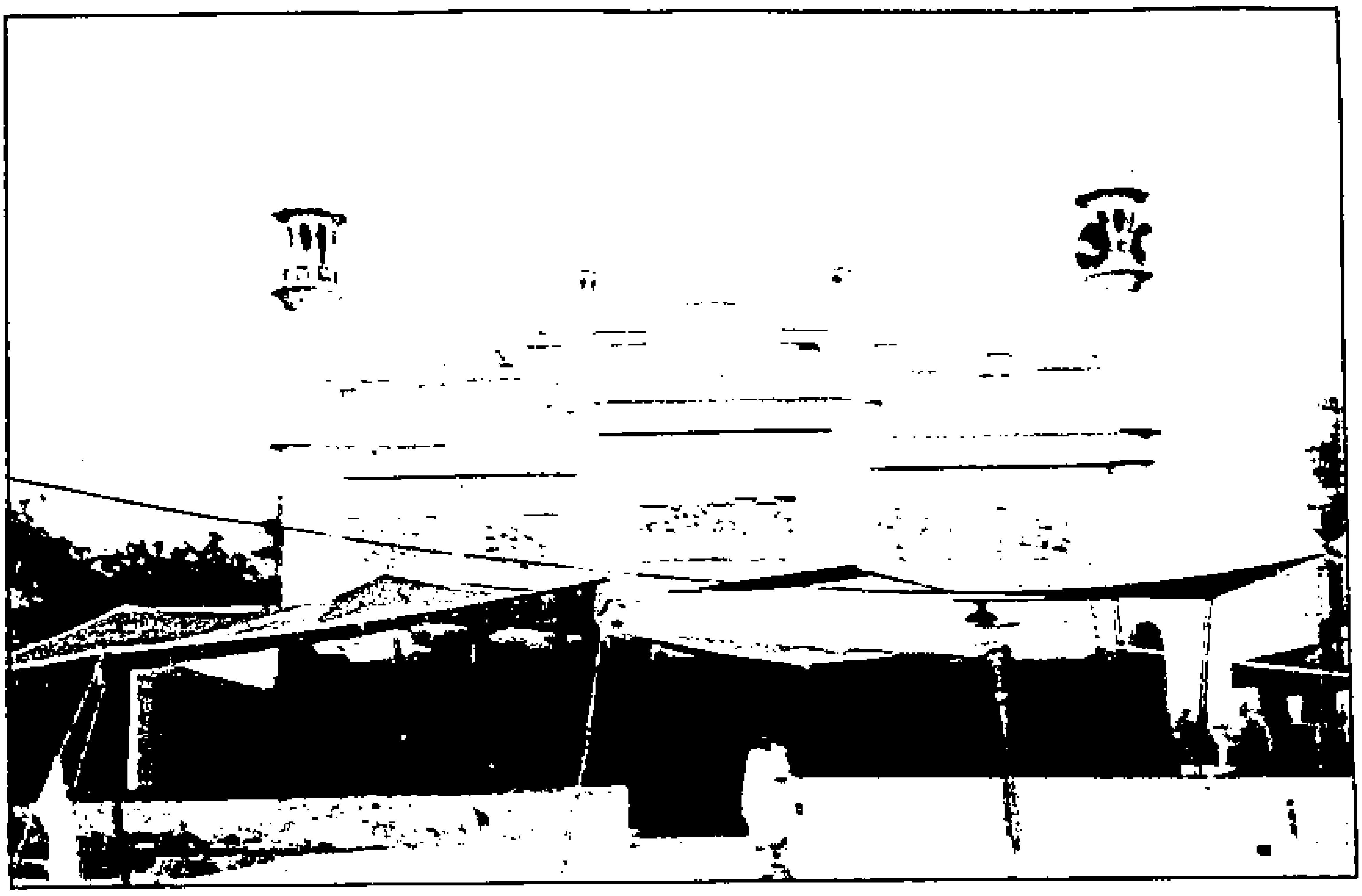

خانقاہ محمد غوثؒ بالا پیر ستگھرہ شریف کی مسجد

روضہ داتا شاہ چراغؒ

Marfat.com

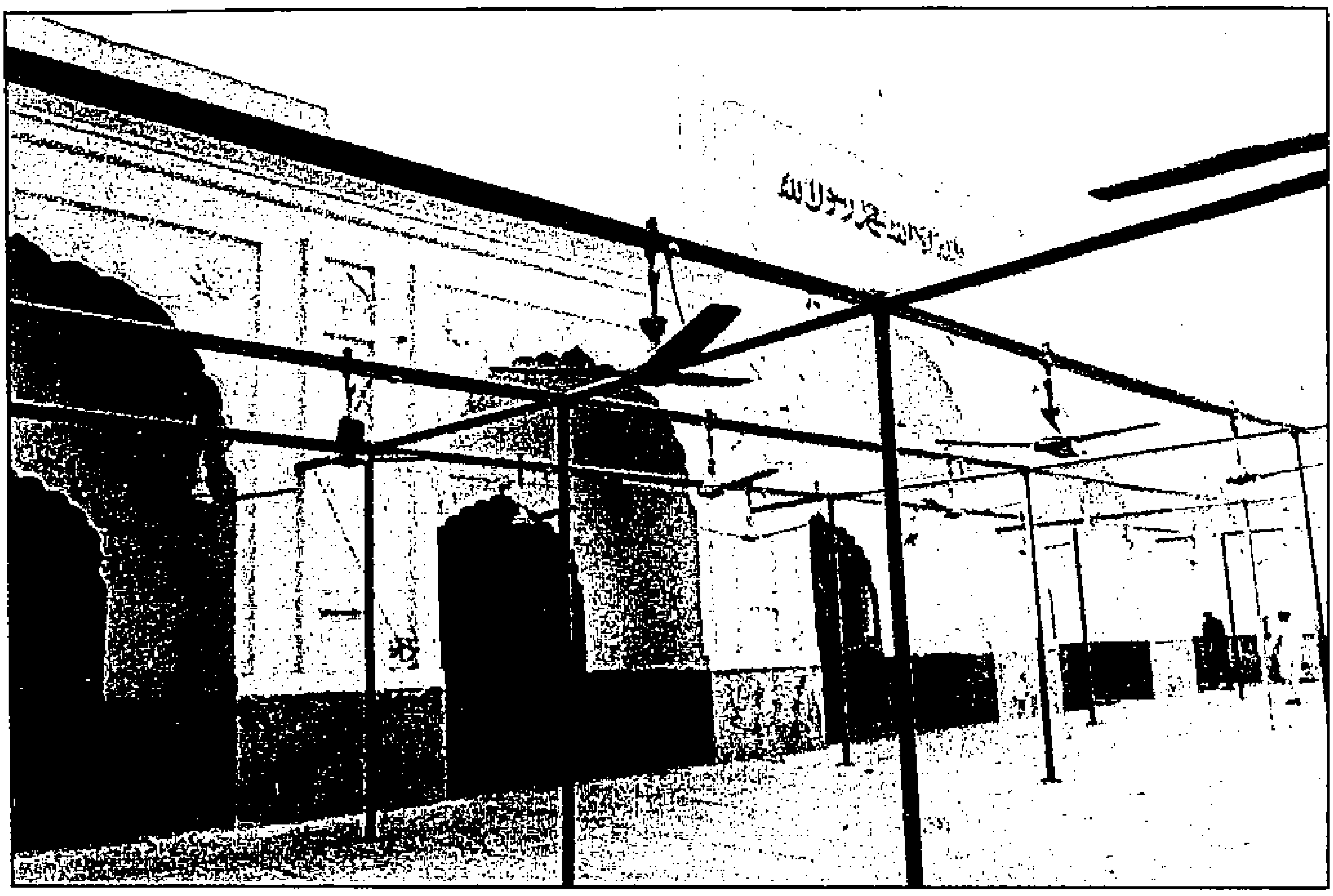

مسجد داتا شاہ چراغ لاہور

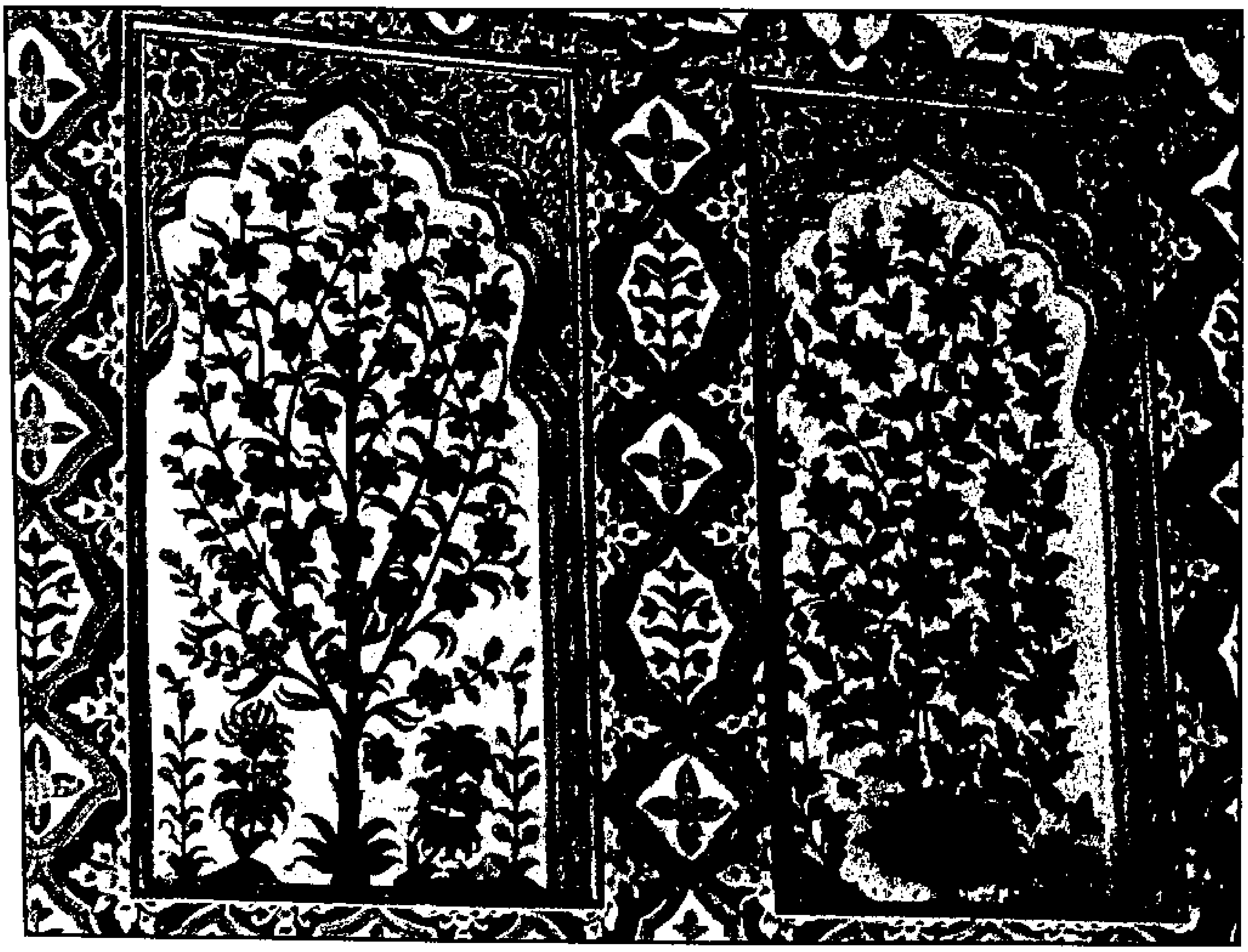

گنبد شاہ چراغ کا اندرونی حصہ

Marfat.com

مزار انور حضرت شاہ چراغ

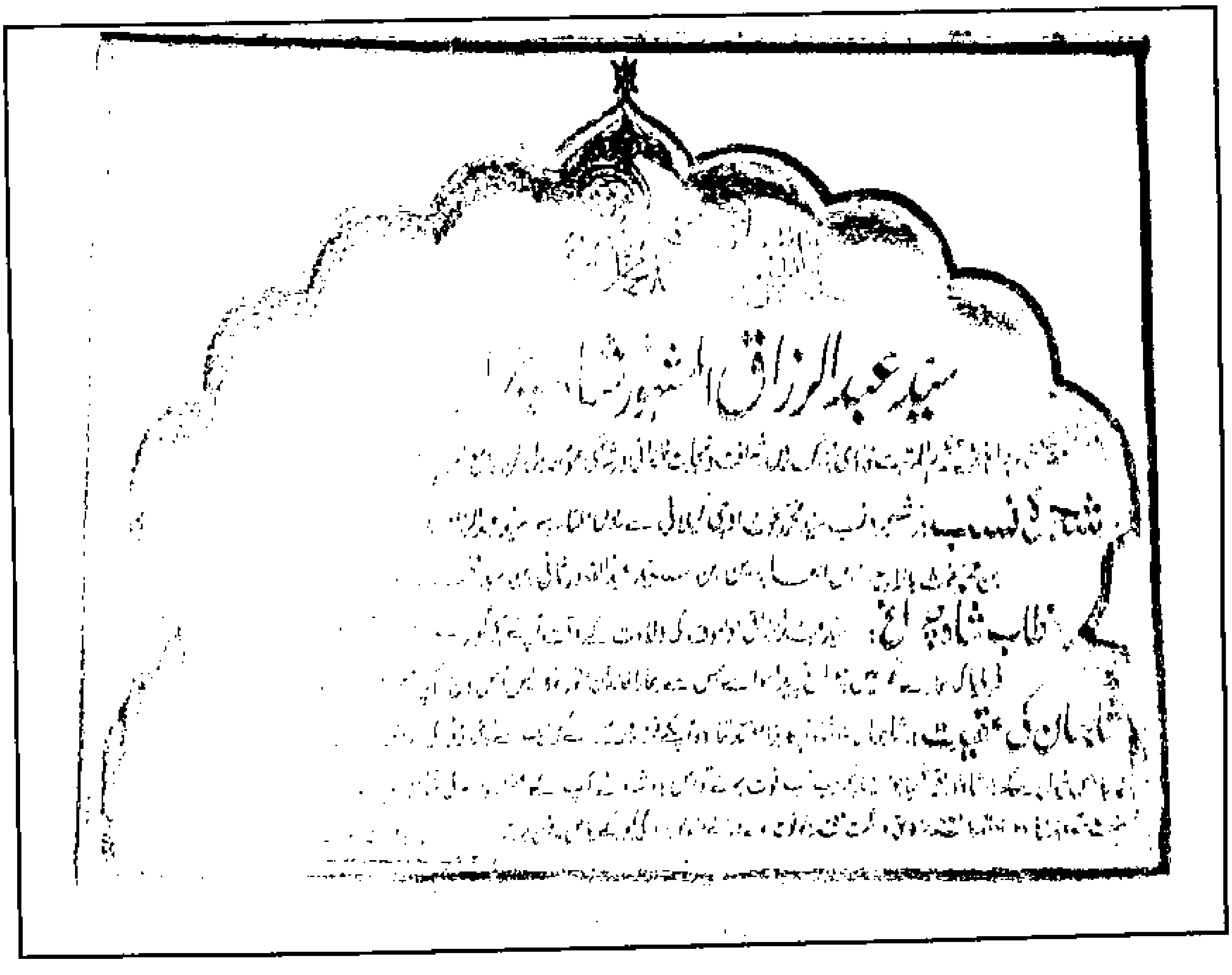

روضہ شاہ چراغ پہ نصب لوح مبارک

Marfat.com

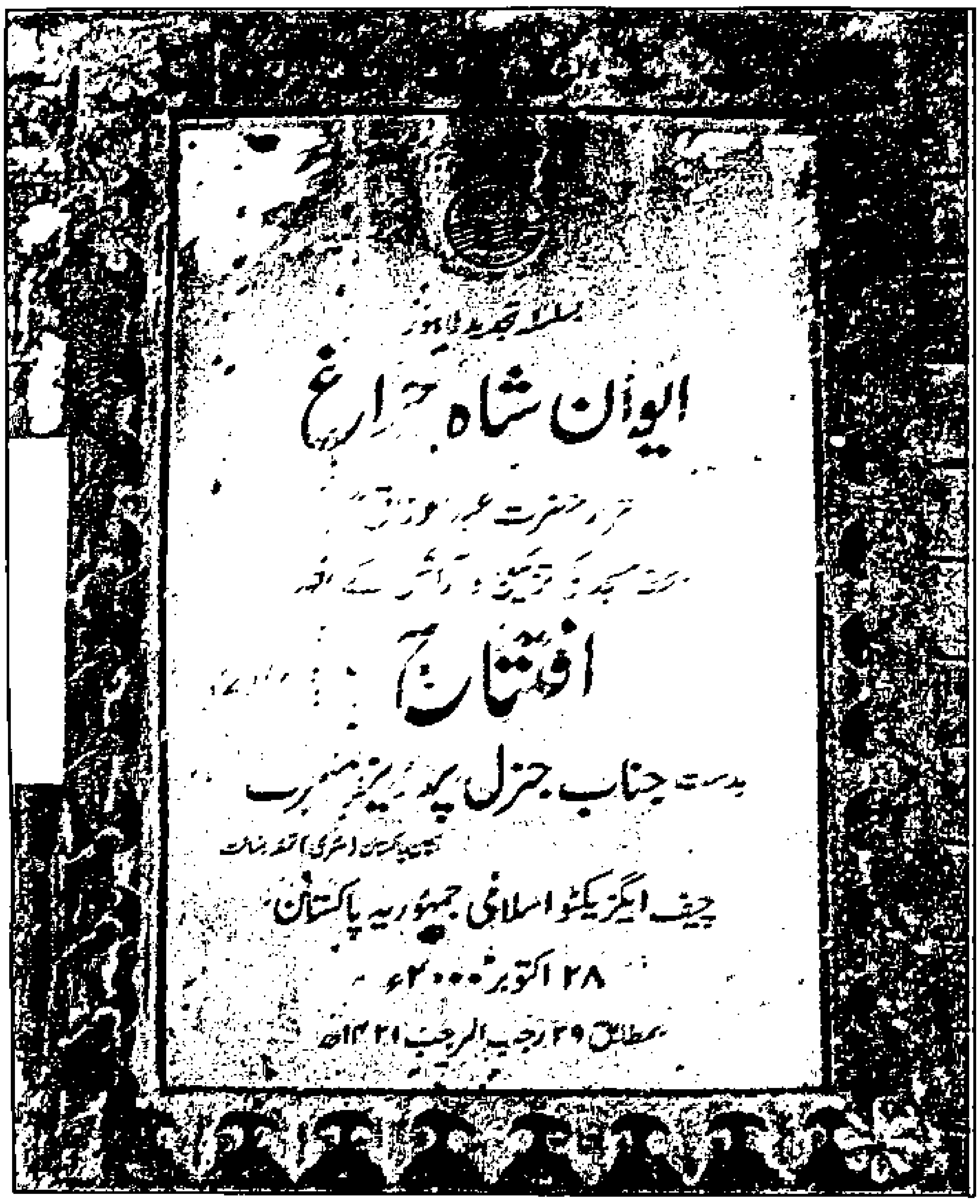

روضہ شاہ چراغؒ کی مرمت کے افتتاح کی لوح

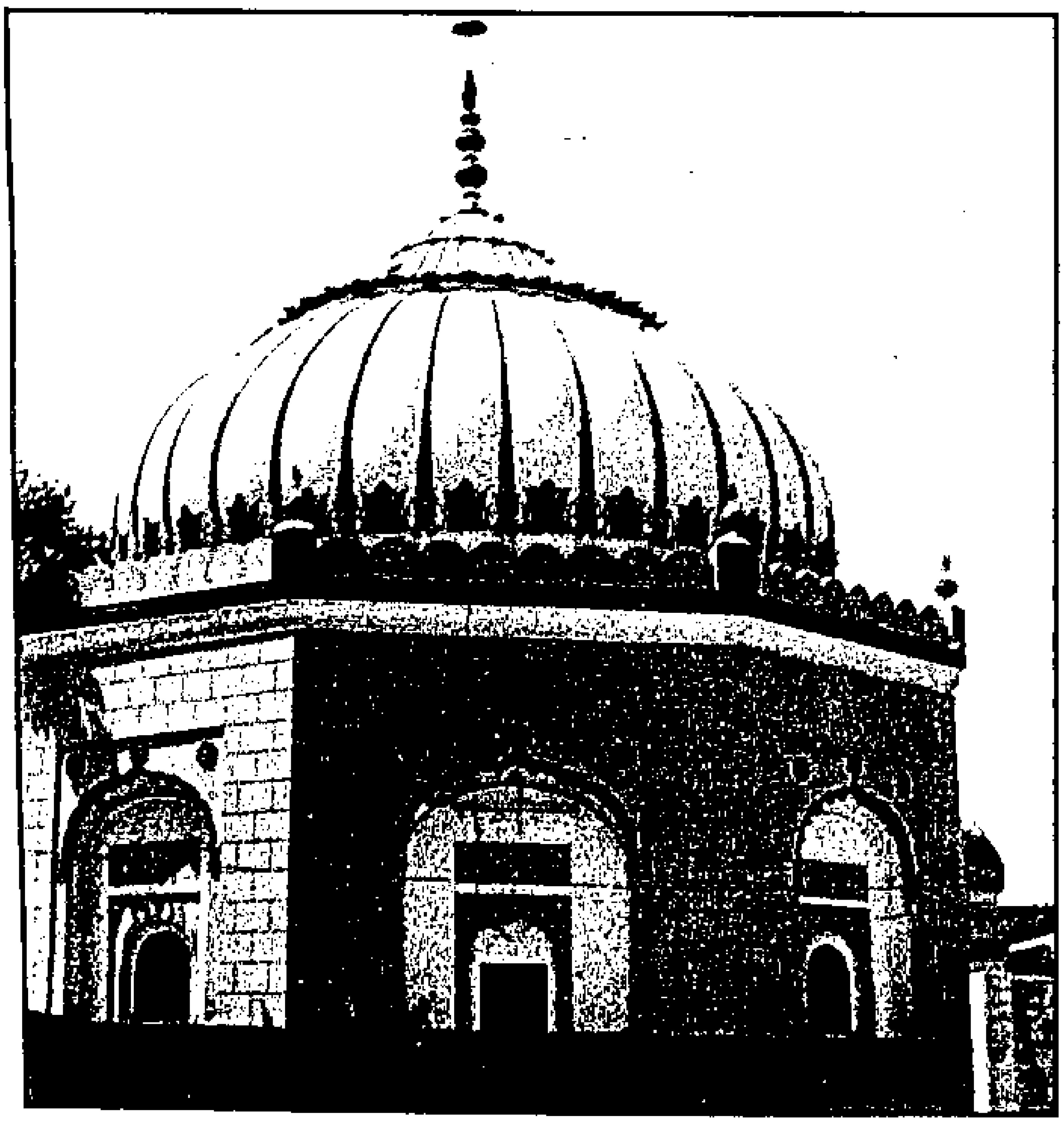

روضہ سید سید محمدؒ سائیں گیلانی شیخو شریف (از اولاد سید اسماعیل بن شاہ چراغؒ)

Marfat.com

سید عبداللہؒ سیدن سائیں دیپالپور (از اولاد سید مصطفیٰ بن شاہ چراغ)

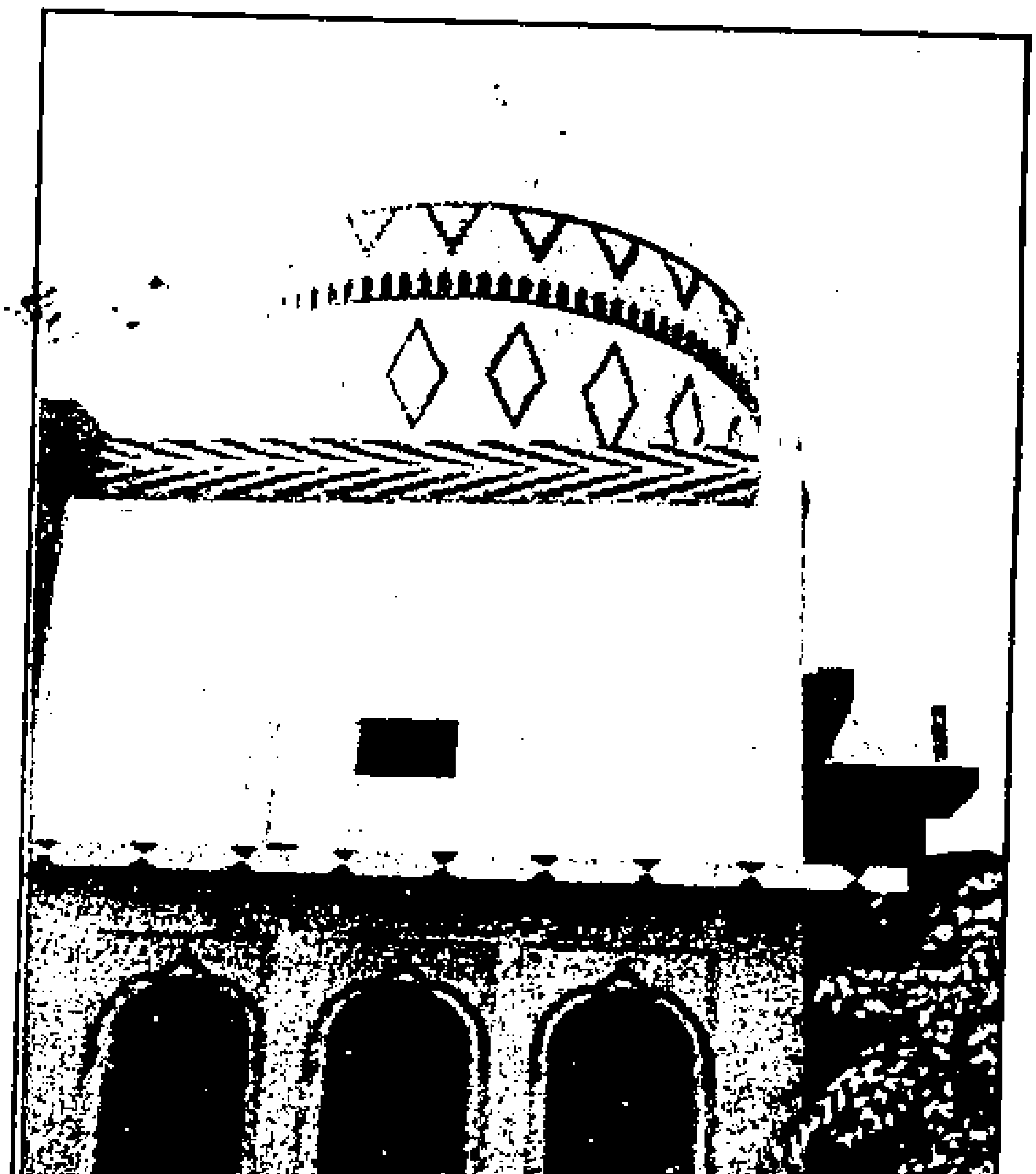

سید حسنین علیؒ شاہ سندھو سیداں شریف (از اولاد سید شمس الدین بن شاہ چراغ)

Marfat.com

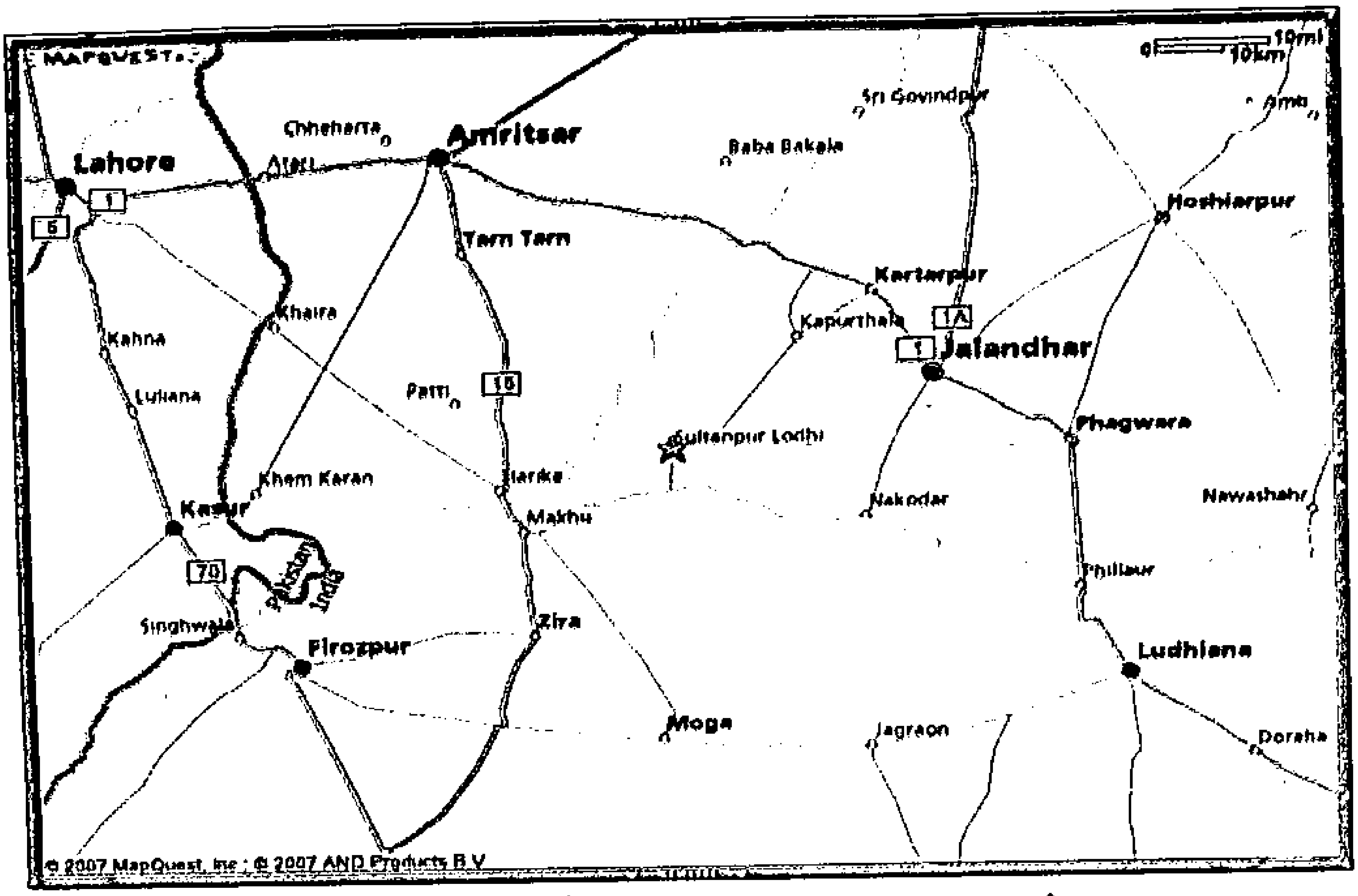

نقشہ سلطان پور لودھیاں، ریاست کپورتھلہ (انڈیا)

(۲۰) مخدوم پیر سید قاسم علی شاہ گیلانی دیپالپوریؒ (م ۱۱ رمضان ۱۳۱۰ھ)، سجادہ نشین درگاہ حضرت سید محمد غوث بالا پیر (ستکھرہ) ودرگاہ سید عبدالرزاق شاہ چراغ (لاہور)...... یہ دونوں درگاہوں کے متفقہ سجادہ نشین تھے، جنکو تمام اولاد بالا پیر نے باہم اتفاق رائے سے سجادہ نشین تسلیم کیا، اور (۴ ربیع الاوّل ۱۳۰۱ھ/ ۴ جنوری ۱۸۸۴ء) کوانکے حق میں تحریر لکھی جس پر تمام اولاد شاہ چراغ کے اکابرین اور سجادگان کے دستخط موجود تھے۔

Marfat.com

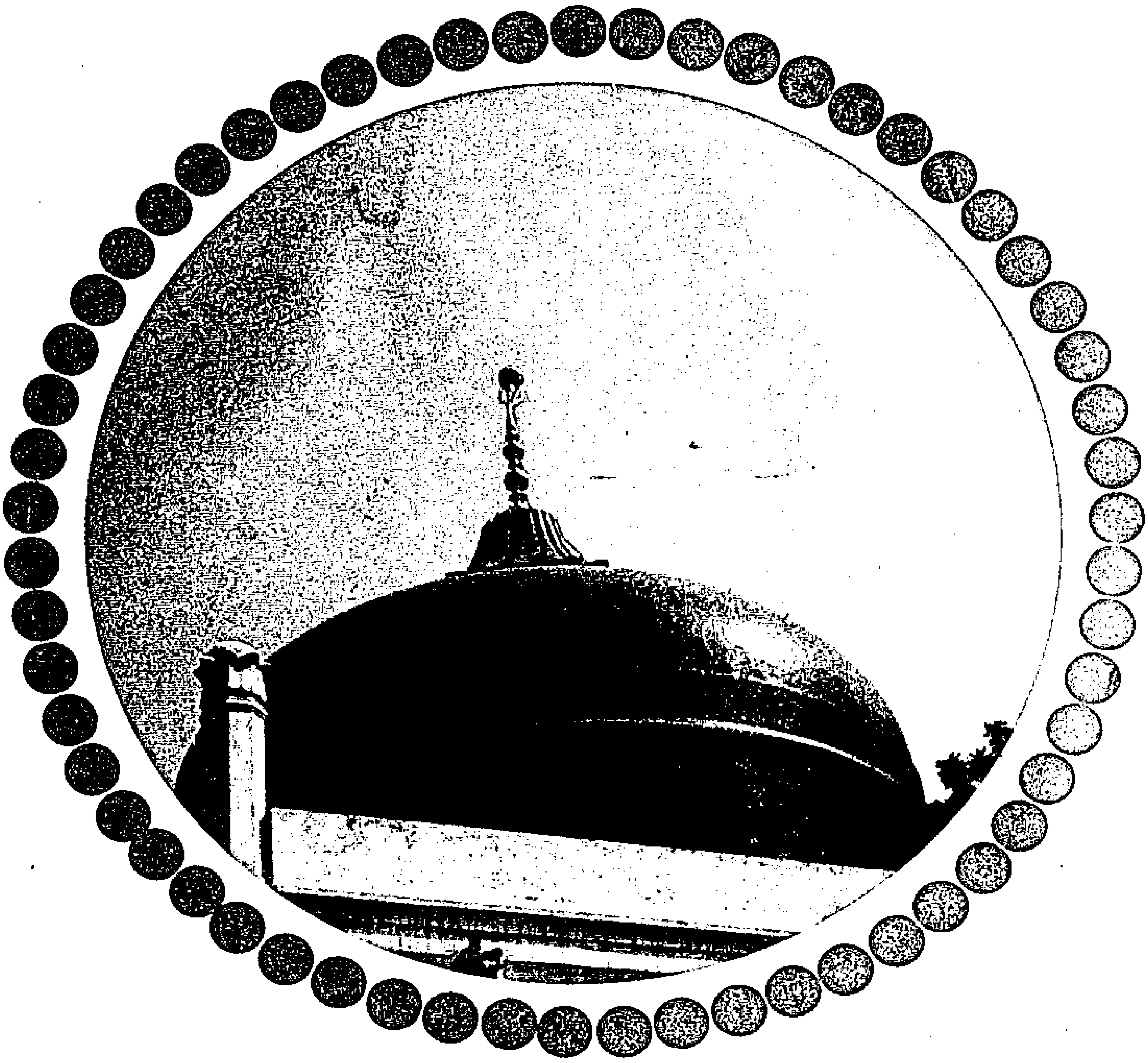

سیرت وسوانح

حضرت سید عبدالرزاق گیلانی

المعروف داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

موسومہ بہ تاریخ قادریّت

تاریخ تجزیہ تنقید تحقیق

مؤلف ومصنف: سید سید علی ثانی جیلانی

Marfat.com